اختری ۴۸۶

بہشتی زیور مکمل و مدلل

مع ضمائم قدیمہ وجدیدہ

ازافاضات

حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی

مع حواشی جدید

جسمیں معتبر علماء کی جماعت سے عربی اردو حواشی کا اضافہ مسائل کی نظر ثانی
وصحت شبہات کے جوابات مضامین ترجیح الراجح ترمیمات از حضرت
حکیم الامت کے علاوہ اور بہت سے ضروری ومفید امور کا خاص اہتمام کیا گیا ہے

مینیجر کتب خانہ اختری متصل مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

مطبوعہ شعبان سنہ ۱۳۵۶ھ

قیمت کامل ۶ چھ روپے

فہرست مضامین بہشتی زیور حصہ اول مکمل و مدلل

منیجر کتب خانہ اختری متصل مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

(تیسری بار) (جید برقی پریس دہلی)

نوٹ: یہ مضمون بچوں کے لئے نہیں ہے۔ بچوں کو صفحہ ۷ سے شروع کرایا جاوے

دیباچہ	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	قدیمہ

الحمد للہ الذی قال فی کتابہ یا ایہا الذین امنوا قوا انفسکم و اہلیکم نارا وقودہا الناس والحجارۃ وقال تعالیٰ واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من ایات اللہ والحکمۃ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد صفوۃ الانبیاء الذی قال فی خطابہ کلکم راع[علم] وکلکم مسئول عن رعیتہ وقال علیہ السلام طلب العلم[ملہ] فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ وعلی الہ واصحابہ المتأدبین والمؤدبین بادابہ۔

(تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے اپنی کتاب میں فرمایا۔ اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ (یعنی دوزخ) سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ اور یاد کرو (اے عورتو!) جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور دانائی کی باتیں اور درود اور سلام آپکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو برگزیدہ ہیں انبیاء کے آپ نے فرمایا اپنے ارشادات میں۔ ہر ایک تم میں سے راعی (نگہبان) ہے اور ہر ایک سے اسکی رعیت کے متعلق پوچھ ہوگی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاصل کرنا علم کا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے اور درود نازل ہو آپکی اولاد اور اصحاب پر جو آپکے اخلاق وعادات کو سیکھنے اور سکھلانیوالے ہیں ۱۲)

امابعد۔ حقیر ناچیز اشرف علی تھانوی حنفی مظہر مدعا ہے کہ ایک مدت سے ہندوستان کی عورتوں کے دین کی تباہی دیکھ دیکھ کر قلب دکھتا تھا اور اس کے علاج کی فکر میں رہتا تھا اور زیادہ وجہ فکر کی یہ تھی کہ یہ تباہی صرف اُن کے دین تک محدود نہیں تھی۔ بلکہ دین سے گذر کر اُنکی دنیا تک پہنچ گئی تھی اور اُن کی ذات سے گذر کر اُن کے بچوں بلکہ بہت سے آثار سے اُن کے شوہروں تک اثر کر گئی تھی۔ اور جس رفتار سے یہ تباہی بڑھتی جاتی تھی۔ اس کے اندازہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر چندے اور اصلاح نہ کیجائے تو شاید یہ مرض قریب قریب لاعلاج کے ہوجائے اسلئے علاج کی فکر زیادہ ہوئی۔ اور سبب اس تباہی کا بالقاء الٰہی اور تجربہ اور دلائل اور خود علم ضروری سے محض یہ ثابت ہوا کہ عورتوں کا علوم دینیہ سے ناواقف ہونا ہے جس سے اُن کے عقائد اُنکے اعمال اُن کے معاملات اُنکے اخلاق ان کا طرز معاشرت سب برباد ہو رہا ہے بلکہ ایمان تک بچنا مشکل ہے کیونکہ بعضے اقوال و افعال کفریہ تک اُن سے سرزد ہوجاتے ہیں اور چونکہ بچے اُنکی گودوں

[علم] عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم وواضع العلم عند غیر اہلہ کمقلد الخنازیر الجوہر واللؤلؤ والذہب رواہ ابن ماجۃ وروی البیہقی فی شعب الایمان الی قولہ مسلم وقال ہذا حدیث متنہ مشہور واسنادہ ضعیف وقد روی من اوجہ کلہا ضعیف وکم شئی من طرقہ اھ وقال السخاوی فی المقاصد الحسنۃ بعد بحث طویل قد الحق بعض المصنفین باخر ہذا الحدیث ومسلمۃ ولیس لہا ذکر فی شئی من طرقہ وان کان معناہا صحیحا از ترتیب یحیوی

[ملہ] الحدیث اخرجہ البخاری ومسلم وغیرہما ۱۲ یحیوی

[ملہ] ترجمہ اصل کتاب میں نہیں تھا اس مرتبہ عام فائدہ کے واسطے لکھوا دیا گیا ہے۔ اور اسیوجہ سے قوس میں دیا گیا ہے ۱۲ ترتیب اختری

میں چلتے ہیں زبان کے ساتھ ان کا طرز عمل اُن کے خیالات بھی ساتھ ساتھ دل میں جمتے جاتے ہیں جس سے دین تو اُنکا تباہ ہوتا ہی ہے مگر دنیا بھی بے لطف و بدمزہ ہو جاتی ہے۔ اسوجہ سے کہ بداعتقادی سے بداخلاقی پیدا ہوتی ہے اور بداخلاقی سے بداعمالی اور بداعمالی سے بدمعاملگی جو جڑ ہے تکدّر معیشت کی۔ رہا شوہر اگر ان ہی جیسا ہوا تو دو مفسدوں (خرابیوں ۱۲) کے جمع ہو جانے سے فساد میں اور ترقی ہوئی جس سے آخرت کی تو خانہ ویرانی ضروری ہے مگر اکثر اوقات اس فساد کا انجام باہمی نزاع (جھگڑا ۱۲) ہو کر دنیا کی خانہ ویرانی بھی ہو جاتی ہے۔ اور اگر شوہر میں کچھ صلاحیت ہوئی تو اس بیچارہ کو جنم بھر کی قید نصیب ہوئی بی بی کی ہر حرکت اس بیچارہ شوہر کیلئے ایذا رساں اور اسکی ہر نصیحت اس بی بی کو ناگوار اور گراں اگر صبر نہ ہو سکا تو نوبت نااتفاقی اور علیحدگی کی پہنچ گئی اور اگر صبر کیا گیا تو قید تلخ ہونے میں شبہ ہی نہیں اور اس ناواقفیت علوم دین کی وجہ سے ان کی دنیا بھی خراب ہوتی ہے۔ مثلاً کسی کی غیبت کی اس سے عداوت ہو گئی اور اس سے کوئی ضرر پہونچگیا۔ اور مثلاً طلب جاہ اور ناموری کے لئے فضول رسوم میں اسراف کیا اور ثروت مبدل بافلاس ہو گئی۔ اور مثلاً شوہر کو ناراض کر دیا اس نے نکال باہر کیا یا بے التفاتی کر کے نظر انداز کر دیا اور مثلاً اولاد کی بیجا ناز برداری کی اور وہ بے ہنر اور ناکمل رہ گئی۔ انکو دیکھ دیکھکر ساری عمر کوفت میں گذری اور مثلاً مال و زیور کی حرص بڑھی اور بقدر حرص نصیب نہ ہوا تو تمام عمر اسی اُدھیڑ بُن میں کاٹی اور اسی طرح بہت سے مفاسد لازمی و متعدی اس ناواقفیت کی بدولت پیدا ہوتے ہیں۔

چونکہ علاج ہر شے کا اسکی ضد سے ہوتا ہے اسلئے اسکا علاج واقفیت علم دین یقینی قرار پایا۔ بناءً علیہ مدّت دراز سے اس خیال میں تھا کہ عورتوں کو اہتمام کر کے علم دین گو اُردو ہی میں کیوں نہ ہو ضرور سکھایا جاوے۔ اس ضرورت سے موجودہ اُردو کے رسالے اور کتابیں دیکھی گئیں تو اس ضرورت کے رفع کرنے کے لئے کافی نہیں پائی گئیں بعضی کتابیں تو محض نامعتبر اور غلط پائی گئیں بعضی کتابیں جو معتبر تھیں انکی عبارت ایسی سلیس نہ تھی جو عورتوں کے فہم کے لائق ہو۔ پھر اسمیں وہ مضامین بھی مخلوط تھے جن کا تعلق عورتوں سے کچھ بھی نہیں بعضی کتابیں عورتوں کے لئے پائی گئیں مگر وہ اسقدر تنگ اور کم تھیں کہ ضروری مسائل اور احکام کی تعلیم میں کافی نہیں اسلئے یہ تجویز کی کہ ایک کتاب خاص ان کیلئے

دستور العمل تدریس حصہ اول

(نمبر ۱) جب لڑکی کا قرآن شریف ختم ہو جاوے یہ رسالہ شروع کرا دیا جائے۔

(نمبر ۲) اسکا دیباچہ نہ پڑھایا جاوے۔ البتہ ابیات جنمیں زیور اخلاق کا بیان ہے اگر زبانی یاد کرا دیجاویں تو مناسب ہے۔

(نمبر ۳) الف با کو خوب پہچنوا کر اور یاد کرا کر پڑھایا جاوے اور وقتاً فوقتاً اسکا امتحان لیا جاوے۔

(نمبر ۴) اگر خلاف مصلحت نہ سمجھا جاوے تو لڑکی سے کہا جاوے کہ تختی پر اسی کتاب کو اول سے لکھنا شروع کرے اور مشق میں جسقدر صاف ہوتا جاوے آگے بڑھتی جاوے اسمیں لکھنا بھی آجاویگا اور کتاب کے مضامین بھی خوب یاد ہو جاوینگے اور بہتر یہ ہے کہ لڑکی کو کوئی دوسرا کتاب لیکر بتاتا جاوے اور وہ لکھتی جاوے اور جو غلطی نکلے اسکی اصلاح کیجاوے۔

(نمبر ۵) عقائد و مسائل کو خوب سمجھا کر پڑھاویں اور ہمیشہ اسکا امتحان لیا کریں اور اگر دو تین لڑکیوں کی جماعت ہو تو انکو تاکید کیجاوے کہ ایک دوسرے سے مسئلے

ایسی بنائی جاوے جسکی عبارت بہت ہی سلیس ہو جمیع ضروریات دین کو وہ حاوی ہو اور جو احکام صرف مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں ان کو اس میں نہ لیا جاوے اور وہ ایسی کافی ووافی ہو کہ صرف اُسکا پڑھ لینا ضروریاتِ دین روزمرّہ میں اور کتابوں سے مستغنی کردے اور یوں تو علمِ دین کا احاطہ ایک کتاب میں ظاہر ہے کہ ناممکن ہے اسی طرح مسلمانوں کو علماء سے استغنا محال ہے کئی سال تک یہ خیال دل میں یکتا رہا لیکن بوجہ عروض عوارض مختلفہ کے جس میں بڑا امر کم فرصتی ہے اس کے شروع کی نوبت نہ آئی۔ آخر سنہ ۱۳۲۰ھ میں جس طرح بن پڑا خدا کا نام لیکر اس کو شروع ہی کر دیا۔ اور خدا کا فضل شاملِ حال یہ ہوا کہ ساتھ ہی اسکا سامان طبع بھی کچھ شروع ہو گیا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے رنگون کے مدرسۂ نسوان سورتی کے مہتمم سیٹھ صاحب کا اور جناب مولانا عبدالغفار صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی مرحومہ کا جو حکیم عبدالسلام صاحب داناپوری سے منسوب تھیں حصہ رکھا تھا کہ انکی رقموں سے یہ کام نیک فرجام شروع ہوا اللہ تعالیٰ قبول فرماویں۔ دیکھئے آئندہ اسمیں کس کس کا حصہ ہے۔ تالیف اسکی برائے نام اس ناکارہ وناچیز کی طرف منسوب ہے اور واقع میں اسکے گل سرسبد حبیبی عزیزی مولوی سید احمد علی صاحب فتحپوری سلمہ اللہ تعالیٰ بالافادات والافاضات ہیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء عنی وعن جمیع المسلمین والمسلمات اب یہ کتاب ماشاء اللہ تعالیٰ چشم بددور اکثر ضروریات بلکہ آدابِ دین کو بلکہ بعض ضروریاتِ معاش تک کو ایسی حاوی ہے کہ اگر کوئی اس کو اول سے آخر تک سمجھ کر پڑھ لے تو واقفیت دین میں ایک متوسط عالم کی برابر ہو جاوے۔ اس کے ساتھ ہی عبارت اسقدر سلیس ہے کہ اس سے زیادہ سلاست ہم لوگوں کی قدرت سے بظاہر خارج تھی۔ جن امور کی عورتوں کو اکثر ضرورت واقع نہیں ہوتی۔ جیسے احکام جمعہ وعیدین وامامت وغیرہا ان کو قلم انداز کر دیا گیا صرف دو قسم کے احکام لئے گئے ایک وہ جو مردوں عورتوں کی ضروریات میں مشترک ہیں۔ دوسرے وہ جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان مخصوص مسائل میں یہ بھی التزام کیا گیا ہے کہ حاشیہ پر اس باب میں مردوں کے لئے جو حکم ہے اس کو بھی لکھدیا تاکہ مردوں کو بھی اس سے انتفاع ممکن ہو اور ایسے مسائل میں غلطی نہ پڑے۔ اور اس نظر سے کہ ضرورت کیلئے اور کوئی کتاب نہ ڈھونڈنی پڑے شروع میں الف با تا بھی لگا دیا گیا جس کا ماخذ رسالہ

زبانی پوچھا کریں۔
(نمبر ۶) اگر پڑھانیوالا مرد ہو تو جو شرم کے مسائل اسمیں ہیں حصہ کے آخر میں بذیل شرح

مسائل ذیل کے پڑھانیکا طریقہ درج ہیں انکو متعلق حسب ہدایت مندرجہ عمل کرے
(نمبر ۷) اور جو مسئلے ایسے مشکل ہوں کہ لڑکیوں کی سمجھ میں نہ آویں انپر بھی سردست نشان بنا دیں بعد چندے جب سمجھ آجاوے اسوقت سمجھا دیں۔
(نمبر ۸) اس حصہ کے بعد ضمیمہ اولی کو بھی پڑھایا جاوے مگر ضمیمہ ثانیہ کو پڑھانے کی حاجت نہیں۔
(نمبر ۹) گھر میں جو مرد یا عورتیں زیادہ عمر ہونیکی وجہ سے پڑھنے کے قابل نہ ہوں ان کے لئے ایک وقت مقرر کر کے سب کو جمع کر کے یہ مسائل سنا سنا کر سمجھا دیا کریں تاکہ وہ بھی محروم نہ رہیں۔ بلکہ کبھی کبھی محلے اور بستی کی عورتوں کو جمع کر کے بھی کتاب سنا دیا کریں اور سمجھا دیا کریں اچھا خاصہ وعظ ہو جاویگا۔ اور جب ایکبار کتاب اسطرح ختم ہو جاوے پھر سنانا شروع کر دیں مسئلے خوب یاد ہو جاوینگے۔ اور بعضی سننے والیاں بھی نئی ہونگی۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۵ پر)

ترکیب الحروف مصنفہ مخدومی جناب ماموں منشی شوکت علی صاحب مدظلہم ہے پس قرآن مجید ختم کرتے ہی اس کتاب کا شروع کر دینا ممکن ہے اور نام اسکا بمناسبت مذاق نسوان کے بہشتی زیور رکھا گیا کیونکہ اصلی زیور یہی کمالات دین ہیں چنانچہ جنت میں اُن ہی کی بدولت زیور پہننے کو ملیگا کما[۵۱] قال اللہ تعالیٰ یحلون فیہا من اساور و[۵۲] قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تبلغ الحلیۃ من المؤمن حیث یبلغ الوضوء چونکہ اس وقت صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا کہ یہ کتاب کس مقدار تک پہنچ جاویگی اس لئے ختم کے انتظار کو موجب تاخیر فی الخیر سمجھ کر مناسب معلوم ہوا کہ اس کے متعدد چھوٹے چھوٹے حصے کر دئے جاویں۔ اس میں اشاعت کی بھی تعجیل ہے نیز پڑھنے والوں کا دل بھی بڑھیگا کہ ہم نے ایک حصہ پڑھ لیا دو حصے پڑھ لئے اور تالیف میں بھی گنجایش رہے گی۔ کہ جہانتک ضرورت سمجھو لکھتے چلے جاؤ اور یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر کوئی لڑکی بعض حصوں کے مضامین کو دوسری کتابوں سے حاصل کر چکی ہو تو پڑھانے میں اس حصہ کی قدرے تخفیف نکل آئے گی یا کسی وجہ خاص سے کوئی خاص حصہ پڑھانا ضروری اور مقدم ہو تو اس کی تقدیم و تحصیل میں آسانی ہو جاویگی چنانچہ یہ پہلا حصہ ہے جو آپکے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بخیر و خوبی جلد اختتام کو پہنچے۔ اور بدلالت آیات و احادیث مندرجہ دیباچہ مردوں پر واجب ہے کہ اسمیں اپنی بیبیوں لڑکیوں کو لگا دیں اور عورتوں پر واجب ہے کہ اس کو حاصل کریں۔ اولاد کو بالخصوص لڑکیوں کو اس پر متوجہ کریں۔ دل اسوقت مسرور ہوگا کہ جو مضامین ذہن میں ہیں وہ سب جمع اور طبع ہو جائیں اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں کہ لڑکیوں کے درس میں عام طور سے یہ کتاب داخل ہو گئی ہے۔ اور گھر گھر اس کا چرچا ہو رہا ہے آئندہ توفیق حق جل و علا شانہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ میں جسوقت یہ دیباچہ لکھنے کو بیٹھا پرچہ نورٌ علےٰ نور میں ایک نظم اس کتاب کے نام اور مضمون کے مناسب نظر سے گذری جو دل کو بھلی معلوم ہوئی جی چاہا کہ اپنے دیباچہ کو اسی پر ختم کروں تاکہ ناظرین خصوصاً لڑکیاں دیکھ کر خوش ہوں اور مضامین کتاب ہذا میں ان کو زیادہ رغبت ہو بلکہ اگر یہ نظم اس کتاب کے ہر حصہ کے شروع پر ہو تو قند مکرر کی حلاوت بخشے۔ وہ یہ ہے

[۵۱] پارہ ومن یقنت ۲۲ رکوع ۳ سورہ فاطر ۱۲ ان کو جنت میں زیور پہنایا جائیگا سونے کے کنگن اور موتی ۱۲ یحیوی

[۵۲] رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ ۱۲ یحیوی مؤمن کا زیور (قیامت کے دن) وہاں تک پہونچے گا جہاں تک وضو (کا پانی) پہنچتا ہے ۱۲ یعنی قیامت میں وضو کرنے والوں کو زیور پہنایا جاویگا اور جس جگہ تک وضو کا پانی پہنچیگا وہاں تک زیور بھی پہونچیگا ۱۲ یحیوی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴)
(نمبر ۱) پڑھانیوالیکو چاہئے کہ پڑھنے والیونکو ان مسئلوں کے موافق عمل کرنیکی خاص تاکید اور دیکھ بھال رکھے کیونکہ علم سے یہی فائدہ ہے کہ عمل کرے۔
(نمبر ۱۱) پڑھانیوالے کو چاہئے کہ جو مسئلہ خود سمجھ میں اچھی طرح نہ آوے اٹکل سے نہ پڑھاوے بلکہ کسی عالم سے پوچھ تحقیق کر لے پھر پڑھاوے۔

محمد اشرف علی عفی عنہ

(نظم) اصلی انسانی زیور

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے
آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے

کون سے زیور ہیں اچھے یہ جتا دیجئے مجھے
اور جو بدزیب[1] ہیں وہ بھی بتا دیجئے مجھے

تاکہ اچھے اور برے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز[2]
اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز[3]

یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی مری
گوشِ دل[4] سے بات سن لو زیوروں کی تم ذری[5]

سیم[6] و زر[7] کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا
پر نہ میری جان ہونا تم کبھی ان پر فدا

سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے
چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے

تم کو لازم ہے کرو مرغوب[8] ایسے زیورات
دین و دنیا کی بھلائی جس سے اے جان آئے ہات

سر پہ جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مدام[9]
چلتے ہیں جس کے ذریعہ[10] سے ہی سب انسان کے کام

بالیاں ہوں کان میں اے جان گوش ہوش[11] کی
اور نصیحت لاکھ تیرے جھومکوں میں ہو بھری

اور آویزے[12] نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں
گر کرے ان پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں

کان کے پتے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب[13]
کان میں رکھو نصیحت ہیں جو اوراقِ کتاب

اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں
نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں

قوتِ بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو
کامیابی سے سدا تو خرم[14] و خرسند[15] ہو

ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں
ہمتیں بازو کی اے بیٹی تری درکار ہیں

ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے
دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے

کیا کرو گی اے مری جاں زیورِ خلخال[16] کو
پھینک دینا چاہئے بیٹی بس اس جنجال کو

سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نور بصر[17]
تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہِ نیک پر

سیم و زر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں
راستی[18] سے پاؤں پھسلے گر نہ میری جاں کہیں

ع یہ نظم لڑکیوں کو حفظ کرا دیجاوے تو مناسب ہے

١ بدزیب۔ برا۔ خراب
٢ امتیاز۔ فرق تمیز
٣ راز۔ بھید
٤ گوش دل۔ دل کے کان یعنی غور۔ توجہ
٥ ذری۔ ذرا
٦ سیم۔ چاندی
٧ زر۔ سونا
٨ مرغوب۔ پسند
٩ مدام۔ ہمیشہ
١٠ ذریعہ۔ سبب
١١ گوش ہوش۔ ہوش کے کان یعنی غور۔ توجہ
١٢ آویزے۔ کان کا زیور جھمکے
١٣ عذاب۔ تکلیف دکھ
١٤ و ١٥ خرم خرسند۔ خوش
١٦ زیور خلخال۔ پازیب یعنی پاؤں کی چوڑی
١٧ نور بصر۔ آنکھ کی روشنی
١٨ راستی۔ سچائی۔

ترتیب اختری ١٢

بچوں کو صفحہ ۶ سے پڑھانا شروع کرایا جاوے ١٢

مفرد حروف کی صورت اور تلفظ

ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ

الف۔ بے۔ پے۔ تے۔ ٹے۔ ثے۔ جیم۔ چے۔ حے۔ خے۔ دال۔ ڈال۔ ذال۔ رے۔ ڑے۔ زے۔ ژے

س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک

سین۔ شین۔ صاد۔ ضاد۔ طے۔ ظے۔ عین۔ غین۔ فے۔ قاف۔ کاف

گ ل م ن و ہ ھ لا ء ی ے

گاف۔ لام۔ میم۔ نون۔ واؤ۔ ہے۔ دوچشمی ہے۔ لام الف۔ ہمزہ۔ چھوٹی یے۔ بڑی یے

ف۔ مفرد حروف کے تلفظ کا اضافہ ترتیب آخری کے وقت ہوا ۱۲

خوشنما لکھنے کے قاعدے

دستور العمل ہٰذا کی ہدایت کے موافق لکھنا سیکھا جائے تو اب تک یہ کمی چلی آرہی تھی کہ ضمیمہ یا حاشیہ میں کسی نے لکھنے کے قاعدے نہیں دئے تھے۔ اب ہم کچھ قاعدے لکھتے ہیں ان قاعدوں کے موافق مشق کرنے سے خط نہایت خوبصورت ہو جائے گا۔

(۱) پہلے موٹے قلم سے تختی یا کاغذ پر مشق کرنی چاہیے۔ جب عمدہ خط ہو جائے تو پھر اس سے پتلے قلم سے پھر اس سے پتلے قلم سے لکھا جائے۔

(۲) قلم کلک یعنی واسطی کا یا بید مشک کا اور یہ نہ ملیں تو معمولی سرکنڈے یا نرسل کا بھی بن سکتا ہے۔

(۳) کلک کا پورا ایک بالشت یا کم از کم اتنا لیا جائے کہ قلم کسی طرح ہاتھ میں پکڑنے سے کچھ حصہ ہاتھ کے اوپر بھی رہے۔

(۴) پہلے انگوٹھے سے اس پورے کی موٹائی ناپ لیجئے اس طرح کہ ایک نشان لگا کر اس پر ناخن رکھئے پھر پورے کی موٹائی پر انگوٹھا گھمائیے۔ انگوٹھے کی جس جگہ کے مقابل وہ نشان آجائے یہ اسکی موٹائی کا ناپ ہوا۔ اب پورے کی لمبائی میں سے اس ناپ کے موافق جگہ سے ترچھا تراش کر

زَبَر کی تختی

اَ بَ پَ تَ ٹَ ثَ جَ چَ حَ خَ دَ ڈَ ذَ رَ ڑَ زَ ژَ سَ شَ صَ ضَ طَ ظَ
عَ غَ فَ قَ کَ گَ لَ مَ نَ وَ ہَ ھَ لَا ءَ یَ ےَ

زیر کی تختی

اِ بِ پِ تِ ٹِ ثِ جِ چِ حِ خِ دِ ڈِ ذِ رِ ڑِ زِ ژِ سِ شِ صِ ضِ طِ ظِ
عِ غِ فِ قِ کِ گِ لِ مِ نِ وِ ہِ ھِ لِا ءِ یِ ےِ

پیش کی تختی

اُ بُ پُ تُ ٹُ ثُ جُ چُ حُ خُ دُ ڈُ ذُ رُ ڑُ زُ ژُ سُ شُ صُ ضُ طُ ظُ
عُ غُ فُ قُ کُ گُ لُ مُ نُ وُ ہُ ھُ لُا ءُ یُ ےُ

امتحان کے واسطے زیر زبر پیش کے حروف

قَ اِ کُ نَ سُ بِ طَ جِ ڈُ ٹَ لُ خَ ظِ رُ چِ ڈَ ثُ یِ رَ ڑُ وَ حُ پَ
رِ عُ شُ غَ ذِ مَ ڑُ فُ زَ تِ صُ گَ ہِ لَا ھَ ہُ ھُ مُ ےَ ضُ

ایک ایک حرف کی کئی کئی شکلیں

ب با لب لبہ بپ پا لپ پت تا لت لتہ ٹ ٹا لٹ لٹہ ٹ ث ثا
ث لث لثہ ج جا جہ چ چہ چ ح حا حہ خ خد خس سا سش شہ ص صہ صد
صض ضد ضہ ع عا عہ غ غد غف ف فہ فق ق قہ ک کہ کا گ گہ گا

اور داہنی بائیں طرف سے بھی تراشئے۔ تھوڑا تھوڑا کرکے تراشتے رہئے۔ یہاں تک کہ اُس کے ریشے ختم ہوجائیں۔ اور موٹا باریک جیسا بنانا ہو بن جائے پھر بیچ میں چاقو کی نوک سے شگاف دیجئے پھر کسی لکڑی یا قط گیر پر رکھکر اسطرح ٹیڑھا قط لگائیے کہ پشت کیطرف سے داہنی نوک ذراسی اونچی اور بائیں ذراسی نیچی ہوجائے اب قلم تیار ہوگیا۔

(۵) روشنائی سیاہ اچھی ہوتی ہے اسکو پانی میں گھول کر چھان کر اس میں ذراسا لتّھے کا کپڑا ڈال لیجئے مگر زیادہ بھیکی نہ رہے۔ نہ بہت گاڑھی ہوجائے پھر قلم سے کپڑے کو خوب اوپر نیچے کرکے ملائیے۔ یہ روشنائی تیار ہوگئی۔

(۶) کبھی کبھی روشنائی چکنی ہوئی ہوتی ہے جسکی وجہ سے قلم خوب نہیں چلتا تو اسمیں ذراسا نمک ڈال لینے سے اچھی ہوجاتی ہے اور چلنے لگتی ہے۔

(۷) اب بائیں پیر پر بیٹھئے اور داہنا گھٹنا کھڑا کرکے اُس کے اوپر تختی یا کاپی رکھئے اور اُسے بائیں ہاتھ سے پکڑیئے۔

(۸) قلم کو بیچ کی انگلی پر رکھئے انگوٹھے اور اس کے پاس کی

ل لـ لہ م مہ ہم ن نہ لنہ ہ ہر ھ ہر ی یا لپ یہ لیہ ۔

ب پ ت ٹ ن ث ہ ی کی مثالیں

با بب پپ پت ٹٹ بیٹ ٹد بڈ تد ثر ثڑ تر ترش نک نگ بل ین
ہر ہٹ بس بش تص تض ثط ثظ بع ثغ نف نق پو بچ تچ
تج نج تح ٹخ پچ ٹم بی لے ثی ٹے نی پے تے تی ثے ٹی نے بی یے ہی ہے ۔

ج چ ح خ کی مثالیں

جا جب چپ چت جج چح چج نج جد حر جس چش خص حض خط حظ
جع حغ خف حق چک چل جل جم چن جو خہ خی جے خے ۔

س کی مثال

سا سب سج سد سر سس سص سط سع سف سق سک سگ سل سم سن سو سہ سی سے ۔

ش کی مثال

شا شب شج شد شر شس شش شص شط شع شف شق شک
شل شم شن شو شہ شی شے ۔

ص ض کی مثالیں

صا صب صج صد صر صس صش صص صط صع صف ضق ضک
ضل ضم ضن ضو ضہ ضی ضے ۔

انگلی سے قلم کو نرمی سے پکڑئے اور لکھنا شروع کیجئے۔

(۹) سب سے پہلے اب ج صرف تین حرفوں کی مشق کیجئے۔ جب یہ ٹھیک ہو جائیں ایک ایک دو دو بڑھائیے جب یہ تختی ختم ہو جائے دوسری تیسری تختی پھر دو دو حروف کے مرکب پھر جملے پھر عبارت جس طرح بہشتی زیور میں لکھی ہے اسی ترتیب سے لکھئے۔

(۱۰) جن حرفوں کو کھینچکر لکھا جاتا یا دائرہ سے لکھا جاتا ہے ان کے لکھتے وقت سانس روک لینا چاہیئے ورنہ سانس کی ذرا سی حرکت سے صفائی اور خوبصورتی جاتی رہتی ہے۔

(۱۱) خط بہت محنت سے سنورتا ہے ہم اسکی سہل ترکیب بتاتے ہیں کہ جن جن حرفوں کی اسوقت مشق کرنی ہے پہلے تو آگے کے لکھے ہوئے قاعدوں میں سے ان کے قاعدے خوب ذہن نشین کر لیجئے پھر ایک کاغذ ایسا لیکر جس میں نیچے کے حرف خوب نظر آجائیں مثلاً ہاتھی مارکہ بہت چکنا کاغذ ان حرفوں پر رکھئے اور اسی کاغذ کے اوپر ان حرفوں کے موافق احتیاط سے حرف بنائیے۔ پھر قلم کو خشک کر کے ان حرفوں پر سو سو بار ہاتھ پھیرئیے۔ پھر الگ تختی یا کاغذ پر ان حرفوں کو لکھئے اور قاعدوں سے ناپ کر دیکھئے ٹھیک ہوئے یا نہیں

ط ظ کی مثالیں

طا طب طج طد طر طس طش طص طط طع طف طق طک ظل
ظم ظـم ظن ظو ظہ ظھـ ظلا ظی ظے۔

ع غ کی مثالیں

عا عب عج عد عر عس عش عص عط عع عف عق غک غل
غم غـم عن غو غہ عھـ غلا غی غے۔

ف ق کی مثالیں

فا فب فج فد فر فس فش فص فط فع فف فق فک قل قم
قـم قن قو قہ قھـ قلا قی قے۔

ک گ کی مثالیں

کا کب کج کد کر کس کش کص کط کع کف کق کک کل گم
گن گو گہ گھـ گلا گی گے۔

ل کی مثال

لا لب لج لد لر لس لش لص لط لع لف لق لک لل لم لن لو لہ لھـ لی لے

م کی مثال

ما مب مج مد مر مس مش مص مط مع مف مق مک مگ مل مم من مو مہ مھـ ملا می مے

نہ ہوئے ہوں تو پھر ایسے ہی مشق کیجئے اور ٹھیک ہونیکے دیکھنے کا ایک یہ طریقہ ہے کہ اس باریک کاغذ پر الگ رکھ کر حروف لکھئے پھر اس کاغذ کو کتاب کے حرفوں کے اوپر رکھکر اپنے حرفوں کو نیچے کے حرفوں سے ملائیے اگر ان میں فرق پڑے تو سمجھئے کہ ابھی ٹھیک نہیں ہوئے اور برابر آجائیں تو ٹھیک ہوگئے۔ اب آگے لکھئے روزانہ دو گھنٹہ مشق کرنے سے کچھ دنوں میں نہایت اعلیٰ خط ہو جائیگا۔ اگر کتاب نظم پروین یا اعجاز رقم منگا کر اسطرح مشق کریں تو اچھا ہے گھر بیٹھے عمدہ خط بن جائے گا۔

حروف کے قاعدے

ا الف تین قط لمبا اور آدھ قط موٹا ہوتا ہے قلم کو کاغذ پر اتنا ترچھا رکھ کر کہ جس سے آدھ قط موٹا بن سکے نیچے کو کھینچئے اور اسطرح کھینچئے کہ بہ نسبت اوپر کی جانب کے نیچے کی جانب ذرا ذرا پتلی ہوتی چلی جائے اور شروع سے اخیر باریک ہو جائے اور بائیں طرف میں بہت ذرا سا گہراؤ ہو جائے اور اوپر کی نوک ذراسی داہنے کو اور نیچے کی نوک ذراسی بائیں طرف جھکتی ہوئی ہو اور باقی بالکل سیدھا رہے۔

ب بے کو ترچھے قلم سے شروع کرتے ہیں اور تھوڑا تھوڑا بڑھا کے پورے قلم سے ختم کرتے

ہ کی مثال

ہا ہب ہج ہد ہر ہس ہش ہص ہط ہع ہف ہق ہک ہل

ہم ہن ہو ہہ ہلا ہی ہے ۔

دو حرفوں کے الفاظ

اَب ۔ جَب ۔ دِن ۔ خط ۔ ضِد ۔ ڈَر ۔ اِس ۔ اُس ۔ تُم ۔ دِل ۔ دَس ۔

غُل ۔ بَل ۔ بَس ۔ بَٹ ۔ پَٹ ۔ چِت ۔ پت ۔ چَل ۔ ہَٹ ۔ پَچ ۔ سَچ ۔

تین حرفوں کے الفاظ

ایک ۔ بات ۔ جال ۔ دام ۔ سال ۔ ساگ ۔ راگ ۔ شام ۔ صاف ۔

ٹاٹ ۔ ڈاک ۔ خوب ۔ لات ۔ مرد ۔ زور ۔ روز ۔ کام ۔ نام ۔ غور ۔

چار حرفوں کے الفاظ

انڈا ۔ مرغی ۔ چراغ ۔ حالت ۔ خراب ۔ فرصت ۔ میرا ۔ تیرا ۔ غوطہ ۔

طوطا ۔ بکری ۔ پلنگ ۔ گیدڑ ۔ بندر ۔ لڑکا ۔ لڑکی ۔ شامل ۔ کامل ۔

مرشد ۔ روٹی ۔ بوٹی ۔ سائیں ۔ کتاب ۔ کاغذ ۔ تختی ۔

پانچ حرفوں کے الفاظ

بندوق ۔ صندوق ۔ مسہری ۔ نہایت ۔ مضبوط ۔ سرقنا ۔ قینچی ۔ کٹورا ۔ رومال

تعویذ ۔ چونٹی ۔ انگلی ۔ رضائی ۔ ڈوپٹہ ۔ چپاتی ۔ پتیلی ۔ پینچک ۔

ہیں شروع کی نوک ایک قط
ہوتی ہے اور لمبائی سات نوکیا
نقطہ تک ہوتی ہے اور بیچ میں
کچھ گہراؤ دیں اور آخر گول کریں
اگر ایک قط رکھا کر اسکے نیچے
گول لکیر دیں تو گولائی آجائیگی
جیسے ے گہرائی اور آخر
اسقدر ہو کہ اگر نوک سے ایک
سیدھی لکیر کھینچیں تو یہ لکیر
آخر سے ایک قط اور بیچ سے
ڈیڑھ قط اونچی رہے ۔
اور بے پانچ نقطوں سے
دو نقطوں تک چھوٹی بھی ہوتی
ہے اسے ناخنی بے کہتے ہیں
اسمیں اول و آخر میں آدھ
آدھ قط نوک رکھائیں اور بیچ
میں ایک قط گہرائی رہے ۔ بے
ت ٹ ث سبکا یہی قاعدہ ہے
ج جیم کی نوک (ر) ترچھی آدھے قط کی
ہوتی ہے اور اسمیں ملا ہوا ایک
نقطہ پڑا ہوا آدھے قط موٹا (ـــ)
یہ تو سر ہے اور پھر ایک لکیر خمدار
تین قط لمبی جسے گردن کہتے ہیں
پھر گردن میں لٹکاؤ ملتا ہے یعنی
اوپر سے نیچے کو ترچھے قلم سے
شروع کرکے تھوڑا تھوڑا موٹا
اور گول کرتے لاؤ یہانتک کہ
ڈھائی قط نیچا ہو جائے اور قلم
پورا ہو جائے پھر اسیطرح نیچے
اوپر کو دوسری طرف گول چڑھاؤ
یہانتک دونوں طرف برابر
ہو جائے اور ادھر آدھ قط نوک
ملا دو یہ دائرہ ہوگیا جیم اور

چھ حرفوں کے الفاظ

جولاہا۔ تنبولی۔ چیونٹی۔ نالائق۔ بچھیرا۔ بھیڑیا۔ جھینگر۔ دھتورا۔ بکھیڑا۔ جھینگا۔ چمگادڑ

سات حرفوں کے الفاظ

جھنجھنا۔ سیکلنٹھ۔ گھڑونچی۔ گھنگھور۔ گھونگھٹ۔ بھٹیارہ۔ چھپرکھٹ۔ پھلجھڑی۔ پھلواری

آٹھ اور نو حرفوں کے الفاظ

پھپھوندی۔ چھچھوندر۔ بیرہوٹی۔ گھونگھرو۔ بندبھیکنڈ

دنوں کے نام

شنبہ۔ یک شنبہ۔ دو شنبہ۔ سہ شنبہ۔ چہار شنبہ۔ پنجشنبہ۔ جمعہ
(بار)
سینچر۔ اتوار۔ پیر۔ منگل۔ بدھ۔ جمعرات۔ جمعہ

مہینوں کے نام

محرم۔ صفر۔ ربیع الاول۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاولیٰ۔ جمادی الاخریٰ۔ رجب۔ شعبان۔ رمضان۔ شوال۔ ذیقعد۔ ذی الحجہ

جملے

خدا سے ڈر۔ گناہ مت کر۔ وضو کرکے نماز پڑھ۔ نمازی آدمی خدا کا پیارا ہے۔ بے نمازی رحمت سے

اس جیسے حروف کا اور عین کا دائرہ ایک ہی ہے اور سرا اور گردن میں ایک قط کا فاصلہ ہونا چاہئے اور یہ دائرہ اندر سے ساڑھے تین قط چوڑا ہوتا ہے نوک گردن کے ختم تک ایک لکیر تین قط نکلنی چاہئے اور اس خط سے نیچے کی گہرائی بھی تین قط ہوتی ہے اور اگر اسپر گول لکیر بنائیں تو بیضہ کی شکل بنجائے اور سر کی نوک سے اگر نیچے کو سیدھی لکیر کھینچیں تو لکیر دائرہ سے باہر ملی ہوئی جانی چاہیے۔ یہی قاعدہ چ ح خ کا بھی۔

د ایک خمدار نقطہ کو اوپر سے آہستہ آہستہ ڈیڑھ قط نیچے لائیے اسکے بعد رسے لگا دیجئے اور بیچ میں ۲ قط فاصلہ ہونا چاہیئے۔ ڈال کا بھی یہی قاعدہ ہے۔

ذ ذرا زیادہ خم دیا ہوا نقطہ اوپر سے ایک قط نیچے لائیے اور اسمیں زسے لگا دیجئے اور بیچ میں ایک قط جگہ رہے۔

ر آدھ قط موٹی اوپر سے نیچے کو اترتی ہوئی پڑی اور دو قط لمبی ہوتی ہے ڑ کا بھی یہی قاعدہ ہے۔

ز دو قط کھڑے ترچھے رخ سے ملا کر کھینچئے یہاں تک کہ اس رخ ڈیڑھ قط ہو جائے۔ اور ژ کا بھی یہی قاعدہ ہے۔

دُور ہے۔ کسی پر ظلم مت کر۔ مظلوم کی بد دعا بڑی جلدی قبول ہوتی ہے۔ ناحق کسی جانور یا چڑیا کو ستانا۔ کتے بلی کو مارنا بہت برا ہے۔ ماں باپ کا کہا مانو۔ اُن کی مار کو فخر جانو۔ دل سے اُنکی خدمت کرو۔ جنت ماں باپ کے قدموں کے تلے ہے۔ اُلٹ کر اُن کو جواب مت دو جو کچھ غصہ میں کہیں چُپ چاپ سُن لو۔ کسی بات میں اُن کو مت ستاؤ۔ بڑوں کے سامنے ادب تعظیم سے رہو۔ چھوٹوں کو محبت پیار سے رکھو۔ کسی کو حقیر نہ جانو۔ اپنے کو سب سے کم جانو۔ اپنے کو بڑا سمجھنا بُری بات ہے۔ کسی کو مٹکانا چمکانا عیب نکالنا بُرا لگتا ہے۔ کھانا داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ پانی داہنے ہاتھ سے پیو۔ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔ پانی تین سانس میں پیو۔ کھانا ٹھنڈا کر کے کھاؤ۔ گرم گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ جو بات کہو سچ کہو۔ جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے۔ صبح اٹھکر بڑوں کو سلام کیا کرو۔ نماز کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کیا کرو۔ سبق خوب یاد کیا کرو۔ بار بار قسم کھانا بُری بات ہے۔ اپنی کتاب کو احتیاط سے رکھو۔ کسی کی صورت بُری ہو تو اسکو انگلیوں پر نہ نچاؤ۔ خدا کے نزدیک بھلی بُری صورت سب ایک ہے۔ شرارت نہ کیا کرو تو تم پر کبھی مار نہ پڑے۔ ناک بائیں ہاتھ سے صاف کیا کرو۔ استنجا بائیں ہاتھ سے کیا کرو۔ پاخانہ جاتے وقت پہلے بایاں پیر اندر رکھو اور نکلتے وقت پہلے داہنا پیر نکالو۔ جوتی پہلے داہنے پیر میں پہنا کرو پھر بائیں میں۔

قواعدِ مخصوصہ استعمال حرفِ ذیل

ں ۂ ھ ی ے ال

ں

یہ حرف کبھی غنہ یعنی ناک میں بولا جاتا ہے۔ جیسے ٹانگ۔ مانگ۔ ہینگ سینگ چونچ بھوں۔ کنواں۔ پھونک۔ پھانک۔ بانٹ۔ اونٹ۔ بانکا۔ بانس۔ سانس۔ پھانس۔ نیند۔ سانپ۔ لونگ۔ سونٹ۔ گوند۔ پینڈک۔ کنول۔ منہ۔ ہانڈی۔ چرونجی۔ بھانڈ۔

اس حرف کے بعد اگر ب یا پ ہو تو م کی آواز نکلتی ہے۔ ن کی آواز نہیں نکلتی۔ جیسے

س دندانہ پہلا آدھ قط لمبا اور دوسرا ایک قط لمبا پہلا چوتھائی قط موٹا اور دوسرا آدھ قط۔ پہلا اونچا دوسرا نیچا اور پھر ایک کھڑی لکیر ڈیڑھ قط یعنی گردن پھر ڈہائی قط کا لٹکاؤ ترچھے قلم سے تھوڑا تھوڑا موٹا کرتے ہوئے ڈہائی قط نیچے تک اتاریں اور قلم پورا کر دیں پھر اسی طرح گول کر کے دوسری طرف اوپر چڑھائیں آخر میں نوک ایک قط لگائیں اور دائرہ میں بیضہ بنجائے چوڑائی تین قط اور سرے سے نوک تک سیدھی لکیر کھینچیں تو نوک آدھ قط نیچی ہے۔ اور لمبائی تین قط ہو شین صاد ضاد لام نون وغیرہ کا دائرہ بھی ایسا ہی ہے۔

ش ترچھے قلم سے شروع کر کے تھوڑا تھوڑا بڑھا کے چھ قط تک نیچے کو اتارتے جائیے پھر پانچ قط کی سیدھ ملا دیجئے کل گیارہ قط ہوتا ہے آخر پر تین قط کھڑے کر کے سیدھی لکیر کھینچنے سے سر کٹ جائے دائرہ سین کا سا۔

ص ایک پڑی لکیر دم کھینچ کے داہنی جانب ایک قط گول نقطہ آدھ قط سے کم کم موٹا ملائے نیچے تا ختم ہے دو قط اور دائرہ سین کا ایسے ہی ضاد۔

انبیا۔ دُنبہ۔ شنبہ۔ عنبر۔ کھنبہ۔ منبع۔ منبر۔ چنپا۔ چنیت۔

و

اُس حرف کے اوّل اگر پیش ہو اور خوب ظاہر کر کے نہ پڑھا جاوے تو اس کو مجہول کہتے ہیں۔ جیسے شور۔ گور۔ چور۔ زور۔ مور۔ نوک۔ بول۔ ہوش۔ جوش۔ پورا۔ ٹورا۔ کٹورا۔ کورا۔

اور اگر اس حرف کے اوّل پیش ہو اور خوب ظاہر کر کے پڑھا جاوے تو معروف کہلاتا ہے جیسے دُور۔ حُور۔ نُور۔ چُور۔ چول۔ جھول۔ ڈھول۔ پھول۔ پھوٹ۔ چھوٹ۔

اور اگر یہ حرف لکھا جاوے۔ اور پڑھا نہ جاوے تو معدولہ کہلاتا ہے جیسے خواجہ۔ خواب۔ خویش۔ خواہش۔ خوان۔ خوش۔ خود۔ خواہ وغیرہ۔

ھ

یہ حرف ہمیشہ دوسرے حرف کے ساتھ ملا کر پڑھا جاتا ہے اور مخلوط التلفظ کہلاتا ہے جیسے بھانڈ۔ کھانڈ۔ جھوٹ۔ چھینٹ۔ چھینک۔ جھانجھ۔ کھیل۔ بھوت۔ پھوٹ۔ تھوک ٹھوکر۔ ڈھول۔ بڑھیا۔ باگھ۔ ملھو۔

ی

اُس حرف کے اوّل ہمیشہ زیر ہوتا ہے اور خوب ظاہر کر کے پڑھا جاتا ہے۔ اور معروف کہلاتا ہے جیسے وہی۔ پری۔ بھلی۔ پھلی۔ سٹری۔ گلی۔ ہنسی۔ خوشی۔ نبی۔ ولی۔ ڈلی۔ چھپکلی۔ چوڑی۔ بالی۔ بجلی۔

کبھی یہ حرف کسی لفظ کے آخر میں آ کی آواز دیتا ہے۔ اور مقصورہ کہلاتا ہے۔ جیسے عیسیٰ موسیٰ۔ مجتبیٰ۔ مصطفیٰ۔ مرتضیٰ۔ حتّٰی۔ الیٰ۔ علیٰ۔ موسیٰ۔ یحییٰ۔ کبریٰ۔ صغریٰ۔

ے

اس حرف کے اوّل میں اگر زیر ہو اور خوب ظاہر کر کے نہ پڑھا جاوے تو کبھی اسکو (ے) لکھتے ہیں اور کبھی اس طرح (ی) لکھتے ہیں۔ اور اس کو مجہول کہتے ہیں جیسے کے۔ سے۔ نے۔ تھے۔ دیے۔ لئے۔ آئے۔ گئے۔ کی۔ سیدھی۔ تھی۔ دیئی۔ لئی۔ آئی۔ گئی۔

ط الف تین قط اور ایک قط گول نقطہ (؟) نیچے پڑی ہوئی ہے ملائے ظے بھی ایسی ہی۔

ع عین کا سرا آدھا قط پڑا اور آدھا قط ترچھا نیچے سے خالی اوپر سے کچھ گول پھر ایک نقطہ نیچے سے گول (ہ) اوپر سے خالی درمیان میں ایک قط جگہ اور نیچے کی نوک آدھ قط جو گول نقطہ سے ملی ہوئی ہے پھر دو قط گردن اور دائرہ جیم کا سا ہے غین بھی ایسے ہی ہے۔

ف فے کا سرا ایک نقطہ ہے نیچے سے گول اوپر سے خالی پھر اوپر سے کو قلم گھمائیں کہ گولائی پوری ہو جائے سوا قط اونچا اور ایک قط چوڑا پھر

ف

اس میں بے ملائیں نقطہ کا رُخ ترچھا اور بے سے ایک قط فاصلہ ہوتا ہے۔

ق قاف کا سرا فے کے سر کی طرح ہے مگر نقطہ کا رُخ سیدھا ہے اس میں گردن نہیں بس دائرہ ہے جو ساڑھے تین قط چوڑا سرے سے نیچے ڈھائی قط گہرا ہے۔

ک کاف کا سرا الف ہے اس میں بے ملا دیں اور مرکز آدھے قط موٹا پانچ قط لمبا اور اتنا ترچھا ہو کہ اسکے اوپر جو کور لکیر بنائیں تو ہر طرف سے تین تین قط ہو اور

ال

یہ دونوں حرف اگر اب ج ح خ ع غ ف ق ک ھ و ہ ی کے اول میں مِلائے جاویں تو صرف ل پڑھا جائیگا۔ اور الف کو نہ پڑھینگے۔ جیسے حتی الامکان۔ عبدالباری۔ جواب الجواب عبدالحق۔ عبدالخالق۔ نورالعین۔ عبدالغنی۔ بالفعل۔ عبدالقادر۔ عبدالکریم۔ بالکل۔ حتی المقدور عبدالوہاب۔ بوالہوس۔ طویل الید۔ اور اگر ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن کے اوّل میں مِلائے جاویں تو دونوں نہ پڑھے جاوینگے بلکہ ال کے بعد والے حرف پر تشدید پڑھی جاویگی جیسے عندالتاکید۔ نجم الثاقب۔ علیم الدین۔ غنی الذہن۔ عبدالرزاق۔ عدیم الزوال۔ عندالسوال۔ عبدالشکور۔ بالصواب۔ بالضرور۔ میزان الطب۔ وسیلۃ الظفر۔ قائم اللیل۔ نصف النہار وغیرہ۔

حرکات و سکنات ذیل کا استعمال

آواز	صورت	نام	آواز	صورت	نام
ن	ـً	تنوین دوزبر	ا	~	مد
ن	ـٌ	تنوین دوپیش	ن	ـً	تنوین دوزبر
اسپر پچھلا حرف ٹھیرتا ہے	۵	سکون	دوہرا حرف	ـّ	تشدید
	.	.	سکون کے بعد	.	وقف

مد (~)

یہ حرکت الف کے اوپر آتی ہے جیسے آج۔ آگ۔ آڑ۔ آرہ۔ آس۔ آل۔ آم۔ آن۔ آنت آری۔ آدھی۔ آنچ۔ آندھی۔ آیا۔ آٹا۔ آدم۔ آفت۔ آہٹ۔ آلو۔ آسمان۔

تنوین دوزبر (ـً) یہ حرکت ہمیشہ الف کیساتھ ہوتی ہے اور کبھی ت کیساتھ بھی آتی ہے جیسے معاً۔ فوراً۔ مثلاً۔ اتفاقاً۔ عمداً۔ سہواً۔ خصوصاً۔ عموماً۔ طوعاً۔ کرہاً۔ جبراً۔ قہراً۔ بغتۃً۔ عداوۃً۔

تنوین دوزیر (ـٍ) جیسے یومئذٍ۔ حینئذٍ۔ **تنوین دوپیش (ـٌ)** جیسے نورٌ۔ حورٌ

مرکز چار یا تین قط کا بھی ہوتا ہے۔ ایسے ہی گاف۔

ل آدھ قط موٹا الف پانچ قط کا ذرا سا بائیں کو خم لئے ہوئے دائرہ سین کا مگر نوک ڈیڑھ قط زیادہ ہوگی۔

م ایک نقطہ بنا کر دوبارہ قلم کو اس طرح کھینچیں کہ نقطہ آدھا ڈھک جائے آدھا کھلا رہے اسی طرح آدھا دائرہ ملائیں کہ الٹا لام بنجائے دنبالہ کا دم رہے۔

ن الف دو قط لمبا آدھ قط موٹا اندر کو ذرا سا خم لئے ہوئے پھر دائرہ سین کا آخر کی نوک ایک قط مگر الف سے ایک قط نیچے تک رہے۔

و قاف کا سر اور ڈیڑھ قط کا رہے۔

ہ اوپر ذال کا سر نیچے صاد کا الٹا سر بیچ میں ایک ایک قط لمبائی چوڑائی۔

لا ایک الف اور نیچے بے کا الٹا سر ایک قط پھر دوسرا الف۔ بیچ میں آدھ قط فاصلہ پہلا الف ذرا اونچا دوسرا ذرا نیچا۔

ی سر اتر چھے قلم سے تیر ترچھ کر کے گھماتے گھماتے گولائی سے ترچھے نقطہ ملائیں پھر دائرہ لگادیں گردن نہیں ہے۔ نوک ۴ قط کی ہوگی۔ دائرہ تین قط چوڑا۔ سر اور نقطہ کے بیچ میں ایک قط جگہ اور سرے سے الٹی دوسری یا بن سکے۔

تشدید (ّ)

یہ حرکت جس حرف پر ہوتی ہے وہ دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے جیسے اُلّو۔ چلّو۔ کلّو۔ منّو۔ بلّی۔ کتّا۔ دِلّی۔ بدّھو۔ چکّی۔ لکّڑ۔ مکّڑ۔ لڈّو۔ سچّا۔ کچّا۔ بچّا۔ ہتّا۔ پتّا۔ پتّہ۔ پلّا۔ پلّا۔ چھلّا۔

سکون (ْ)

اسکے معنی ٹھیرنے کے ہیں۔ اس سے پہلے حرف کو اسکے ساتھ ملاکر ٹھیر جاتے ہیں جس حرف پر یہ ہوتا ہے وہ ساکن کہلاتا ہے جیسے اَبْ۔ جَبْ۔ دِلْ۔ دَمْ۔ دَسْ۔ رَسْ۔ اِسْ۔ اُسْ۔ کَلْ۔ کُلْ۔ دِنْ۔

وقف

یہ سکون کے بعد ہوتا ہے۔ جس حرف پر یہ ہوتا ہے موقوف کہلاتا ہے جیسے اَبْرْ۔ جَبْرْ۔ صَبْرْ۔ قَبْرْ۔ عِلْمْ۔ حِلْمْ۔ گوشْتْ۔ پوسْتْ۔ دوسْتْ۔ قہْرْ۔ مہْرْ۔ شہْرْ۔ بنْدْ۔ نرْمْ۔ سخْتْ۔ تخْتْ وغیرہ۔

خط لکھنے کا بیان

جب کسی کو خط لکھنا منظور ہو تو پہلے یہ خیال کر لو کہ وہ تم سے بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر۔ جس درجے کا آدمی ہو اُس کے موافق خط میں الفاظ لکھو۔ بڑوں کے خط کو۔ والا نامہ۔ سرفراز نامہ۔ افتخار نامہ۔ کرامت نامہ۔ اعزاز نامہ۔ صحیفۂ عالی۔ صحیفۂ گرامی لکھتے ہیں۔ اور جو شخص بہت بڑا ہو تو اُس کو آپکی جگہ آنجناب۔ جناب عالی۔ جناب والا۔ حضرت والا۔ حضرت عالی۔ لکھتے ہیں جیسے یہ لکھنا منظور ہو کہ آپ کا خط آیا تو یوں لکھیں گے جناب والا کا سرفراز نامہ آیا اور آیا کی جگہ یوں لکھتے ہیں سرفراز نامہ صادر ہوا۔ سرفراز نامہ نے مشرف فرمایا۔ اور چھوٹے کے خط کو مسرت نامہ۔ راحت نامہ لکھتے ہیں۔ اور برابر والے کے خط کو عنایت نامہ۔ کرم نامہ لکھتے ہیں۔ اور خط لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً اگر باپ کو خط لکھو تو اس طرح لکھو۔ جناب والد صاحب مخدوم و معظم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم۔ بعد تسلیم بصد آداب و تعظیم کے عرض ہے کہ آپ کا والا نامہ آیا خیریت مزاج مبارک کے دریافت ہونے سے اطمینان ہوا اسکے بعد اور جو کچھ مضمون لکھنا منظور ہو لکھدو۔ اس میں

سے

س سے پڑی ہوئی دو قط پھر الٹی بے گیارہ قط۔ بیچ میں ایک قط جگہ رہے۔ آخر شروع سے ایک قط اونچا ہونا چاہئے۔ جیسے باسیدھی۔

خط کی ضروری باتیں

(۱) اگر خط کسی کے خط کا جواب ہو تو اس کا خط سامنے رکھ لیا جائے تاکہ جس جس بات کا جواب ضروری ہے وہ چھوٹ نہ جائے۔

(۲) جسکو خط لکھا جاتا ہے پہلے اسکو ذہن میں لیلو کہ ہمارا اس سے کیا تعلق ہے جتنا تعلق ہو اسی قدر ادب تہذیب کے لفظوں میں اسے لکھنا چاہئے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہئے ہم خود اُس کے سامنے بیٹھے زبانی کہہ رہے ہیں پھر جو بات کہنا ادب کے خلاف نہ ہو وہ وہ لکھی جائے جو بے تمیزی کی بات ہو ایسے آدمی سے نہ کہی جاتی ہو وہ نہ لکھو

(۳) اس کا بہت خیال رکھنا چاہیے کہ خط کے کسی لفظ سے بھی کسی کو رنج اور تکلیف نہ پہنچے۔ اسکی پہچان کی اچھی صورت کہ کس لفظ سے رنج پہنچتا ہے کس سے نہیں یہ ہے کہ خود یہ غور کرنا چاہیے کہ اگر کوئی ہمکو

دام ظلکم العالی تک جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کو القاب کہتے ہیں۔ اور اس کے بعد سلام و دعا جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کو آداب کہتے ہیں۔ اس کے بعد جو حال چاہو لکھو اس کو خط کا مضمون کہتے ہیں۔

بڑوں کے القاب اور آداب

والد کے نام	جناب والد صاحب معظم و محترم فرزندان مخدوم و مطاع کمترینان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد تسلیم بصد آداب و تکریم عرض ہے کہ:۔
ایضاً	جناب والد صاحب معظم و محترم دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد آداب و تسلیم بصد تعظیم و تکریم عرض ہے کہ:۔
ایضاً	جناب والد صاحب معظم و محترم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ بعد تسلیم بصد تعظیم کے التماس ہے کہ:۔
ایضاً	جناب والد صاحب معظمی و محترمی مد ظلہم العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ بعد آداب و تسلیم کے عرض ہے۔
ایضاً	معظمی و محترمی دام ظلہم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد تسلیم کے عرض ہے۔
چچا کے نام	معظم و محترم فرزندان مخدوم و مطاع خوردان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد تسلیم بصد تعظیم کے عرض ہے۔
خالو کے نام	جناب خالو صاحب معظم و محترم خوردان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
ایضاً	جناب خالو صاحب مخدوم و مکرم کمترینان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔
والدہ کے نام	جنابہ والدہ صاحبہ مخدومہ و معظمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ
ایضاً	جنابہ والدہ صاحبہ معظمہ و مکرمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔
ایضاً	جنابہ والدہ صاحبہ معظمہ و محترمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔
بڑی بہن کو	ہمشیرہ صاحبہ معظمہ و محترمہ مخدومہ مکرمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔
بڑے بھائی کو	جناب بھائی صاحب معظم و محترم مخدوم و مکرم دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

ایسا خط لکھا جیسا ہم لکھ رہے ہیں اور ہمکو اس سے وہی مرتبہ حاصل ہوتا جو خط والے کو ہم سے ہے تو یہ بات ہمکو ناگوار ہوتی یا نہیں بس جو بات ناگوار معلوم ہونے کی ہوا سے ہرگز خط میں نہ لکھا جائے۔

(۴) ہنسی مذاق میں بھی ایسی باتیں جس سے دوسرے کی ذلت ہوتی ہو ہرگز ہرگز نہ لکھنی چاہئیں چاہے اس سے کتنی ہی بے تکلفی کیوں نہ ہو کیونکہ نہ معلوم خط کس کے ہاتھ پڑ جائے۔ دوسرے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پڑھنے والا اسے مذاق نہیں سمجھتا بلکہ سچ مچ کا لکھا سمجھ جاتا ہے تو اس کے دل میں تمہاری طرف سے برائی بیٹھ جاتی ہے۔

(۵) خط کے پانچ جز ہوتے ہیں۔ پہلا جز القاب و آداب دوسرا جز سلام دعا تیسرا خیریت پوچھنا اور اپنے یہاں کی خیریت لکھنا۔ چوتھا اصل مضمون جو اس وقت لکھنا ہو چاہے کچھ پوچھنا ہو یا کسی بات کا جواب دینا ہو۔ پانچواں جز دعا اپنے واسطے بھی اور جس کو خط لکھا گیا ہے اس کے لئے بھی۔ اس کے بعد جسے سلام کہلانا ہو اسے بھی لکھ دیجئے۔

(۶) خط میں حقیقی باتیں پوچھی

جو القاب والد کے ہیں دادا اور نانا اور چچا اور ماموں اور خسر کے بھی وہی القاب ہیں۔ اور جو القاب والدہ کے ہیں خالہ اور ممانی اور نانی اور چچی وغیرہ بڑے رشتوں کے بھی وہی القاب ہیں۔ والدہ صاحبہ کی جگہ خالہ صاحبہ ممانی صاحبہ لکھ دیا کرو۔ دیور اور جیٹھ سے جہاں تک ہو سکے خط و کتابت نہ رکھو۔ زیادہ میل جول مت بڑھاؤ۔ اگر کبھی ایسی ہی ضرورت آپڑے تو خیر لکھ دو اور ان کو جناب بھائی صاحب کر کے لکھ دو۔ آداب سب رشتوں کے ایک ہی طرح کے ہیں۔

چھوٹوں کے القاب اور آداب

بیٹا۔ پوتا۔ بھتیجا نواسا وغیرہ	برخوردار نورچشم راحت جان۔ سعادت و اقبال نشان سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعائے زیادتی عمر و ترقی درجات کے واضح ہو۔
ایضاً	نور بصر لخت جگر طول عمرہٗ۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد دعائے درازی عمر وحصول سعادت دارین کے واضح رائے سعید ہو۔
ایضاً	فرزند دلبند جگر پیوند طال عمرہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعاہائے فراواں کے واضح ہو۔
چھوٹا بھائی	برادر عزیز از جان سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعا کے واضح ہو۔
برابر کا بھائی	برادر بجان برابر سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعائے سعادتمندی و نیک اطواری کے واضح ہو۔
چھوٹی بہن کو	ہمشیرہ عزیزہ نورچشمی صالحہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔
؍؍	خواہر نیک اختر طول عمرہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آداب سب کے ایک ہی طرح کے ہیں جس طرح جی چاہے لکھ دو۔

شوہر کے القاب و آداب

۱ سردار من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد سلام اور شوق ملاقات کے عرض ہے کہ۔

۲ محرم اسرار انیس غمگسار من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد سلام نیاز کے التماس ہے۔

۳ واقف راز ہمدم و ہمباز من سلامت۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اشتیاق ملاقات کے بعد عرض ہے۔

ہوں یا جتنی باتوں کا جواب لکھنا ہوا نپر اگر نمبر ڈالکر لکھدیا جائے تو اچھا ہے تاکہ ایک دوسرے سے الگ ہو جائے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔

(۷) جواب میں اگر کسی بات کا انکار کرنا ہو تو بہت ہی نرم نرم لفظوں میں اپنا عذر بیان کر دینا چاہیئے۔ کہ جس سے مجبوری ظاہر ہوتی ہو اور سوال کرنیوالے کا اس سے دل نہ ٹوٹے بلکہ کوئی بہت ہی بڑی بات ہو تو پہلی دفعہ لکھدیا جائے کہ غور کر کے جواب لکھا جائیگا پھر دوسرے خط میں عذر ہو جائے تو ایکدم دل نہ ٹوٹے گا۔

(۸) خط کی عبارت بہت بنا سنوار کے لکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ایسی لکھے جس سے یہ معلوم ہو کہ گویا ویسے ہی آمنے سامنے بیٹھے باتیں ہو رہی ہیں۔

(۹) بعض آدمی خط ایسا گھسیٹ گھسیٹ کر لکھتے ہیں کہ دو چار دن کے بعد پڑھوایا جائے تو شاید ان سے بھی نہ پڑھا جائے۔ بھلا یہ تو سوچنا چاہیئے کہ اگر خط نہ پڑھا گیا تو خط بھیجنے سے فائدہ کیا ہوا۔ اسلئے خط بہت کھلے کھلے لفظوں میں الگ الگ ایک ایک حرف کر کے لکھنا چاہیئے۔ ہاں اگر

بیوی کے القاب و آداب

محترم رازہمدم وہمبازِ من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد اشتیاق وتمنائے ملاقات کے واضح ہو کہ

رونقِ خانہ وزیبِ کاشانۂ من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد شوق ملاقات کے واضح ہو۔

انیسِ خاطرِ غمگین تسکین بخشِ دلِ اندوہگین سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد اشتیاق ملاقات کے واضح ہو۔

باپ کے نام خط

معظم ومحترم فرزندان دام ظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تسلیم بصد تعظیم کے عرض ہے کہ عرصہ سے جناب والا کا سرفراز نامہ صادر نہیں ہوا۔ اس لیئے یہاں سب کو بہت تردد وپریشانی ہے۔ اُمید کہ اپنے مزاج مبارک کی خیریت سے جلدی مطلع فرما کر سرفراز فرماویں۔ ہمشیرہ عزیزہ مسماۃ زبیدہ خاتون خدا کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔ کل اس کا کلام مجید ختم ہوگیا۔ اب آپ اُسکے واسطے اردو کی کوئی کتاب روانہ فرمایئے کہ شروع کرادی جاوے۔ جو کتاب تعلیم الدین آپنے میرے واسطے بھیجی تھی وہ بڑی اچھی کتاب ہے۔ سب بیبیوں نے اسکو پسند کیا۔ اور اسکی طلبگار ہیں۔ اسلیئے اُس کی چار پانچ جلدیں اور بھیجدیجئے۔ باقی یہاں سب خیریت ہے۔ آپ اپنی خیریت سے جلدی مطلع فرمایئے تاکہ رفع تردد اور اطمینان ہو۔ والتسلیم۔ فقط عریضۂ ادب حمیدہ خاتون از الہ آباد ۱۳ محرم روز شنبہ۔

بیٹی کے نام خط

لختِ جگر نیک اختر نورِ چشم راحت جان بی بی خدیجہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعا درازیٔ عمر وترقی علم وہنر کے واضح ہو کہ بہت عرصہ سے تمہارا کوئی خط نہیں آیا جس سے دل کو تردد تھا لیکن پرسوں تمہارے بڑے بھائی کا مسرت نامہ آیا۔ خیریت دریافت ہونے سے اطمینان ہوا۔ اُس خط سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ تم کو لکھنے پڑھنے کا کچھ شوق نہیں ہے۔ اور اس میں بُہت کم دل لگاتی ہو۔ یہ بھی سُنا کہ بعضی عورتیں تمہارے لکھنے پڑھنے پر یوں کہتی ہیں کہ لڑکیوں کو لکھانے پڑھانے سے کیا فائدہ۔ انکو تو سینا پرونا۔ کھانا پکانا۔ چکن وغیرہ کاڑھنا سکھانا چاہیئے۔ انکو پڑھا لکھا کر کیا مردوں کی طرح مولوی بنانا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اِن ہی لوگوں کے بہکانے سے تمہارا دل

جس کے پاس خط بھیجا جاتا ہے اسے تمہارے خط پڑھنے کی عادت ہوگئی ہے تو جلتا ہوا لکھنے میں مضائقہ نہیں مگر پھر بھی ایسا ہو کہ ہر حرف پڑھا جا سکے۔

(۱۰) بعض آدمیوں کو شوق ہوتا ہے کہ خط میں انگریزی عربی فارسی کے الفاظ ٹھونس دیتے ہیں چاہے مکتوب الیہ یعنی وہ شخص جسے خط لکھا جا رہا ہے کچھ بھی نہ جانتا ہو۔ یہ بھی اچھا نہیں بلکہ خط مکتوب الیہ کی لیاقت کے موافق لکھنا چاہیئے۔ جسے وہ خوب سمجھ سکے۔

(۱۱) خط آدھی ملاقات گنا جاتا ہے اور ملاقات میں محبت وتعلق کی اور دل خوش کرنے والی باتیں ہوں تو ملنے کو جی بھی چاہتا ہے ورنہ نہیں۔ بس ایسے ہی خط میں سمجھ لیجئے کہ اگر ہر ہر لفظ سے تعلق محبت اور مسرت وخوشی ٹپکتی ہو تو خط حظ ہے نہیں تو کچھ نہیں۔

(۱۲) خط لکھنے کے بعد پھر ایک دفعہ غور سے پڑھ لیا جائے کہ جو لفظ چھوٹ گیا ہو وہ بھی لکھدیا جائے جو بات دلخراش ناگوار یا بے تمیزی کی قلم سے نکل گئی ہو وہ کاٹ دیجائے یا کچھ پوچھنا یاجو

اُچاٹ ہو گیا۔ اور تم نے محنت کم کر دی۔ اے میری بیٹی! تم اُن بیوقوف عورتوں کے کہنے پر ہرگز نہ جانا اور یہ سمجھو کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا تمہارا خیرخواہ نہیں ہو سکتا اس لئے میری یہ نصیحت یاد رکھو کہ اُن عورتوں کا یہ کہنا بالکل بیوقوفی ہے۔ کم سے کم اتنا ہر عورت کے لئے ضروری ہے کہ اُردو لکھ پڑھ لیا کرے۔ اس میں بڑے بڑے فائدے ہیں۔ اور لکھنا پڑھنا نہ جاننے میں بڑے بڑے نقصان ہیں۔ اوّل تو بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ زبان صاف ہو جاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بے پڑھی عورتیں ثواب کو سباب اور شوربے کو شُروا۔ کبوتر کو قبوتر۔ جہیز کو دہیز۔ زکام کو جُکھام اور بعض زُخام بولتی ہیں۔ اور جو عورتیں پڑھی لکھی ہوتی ہیں۔ وہ اُن پر ہنستی ہیں۔ اور اُن کی نقلیں کرتی ہیں۔ سو پڑھنے لکھنے سے یہ عیب بالکل جاتا رہتا ہے۔ دوسرے نماز روزہ درست ہو جاتا ہے۔ دین و ایمان سنبھل جاتا ہے۔ بے پڑھی عورتیں اپنی جہالت سے بہت سے کام ایسے کرتی ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ اور اُن کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ اگر خدانخواستہ اُسوقت موت آجاوے تو کافروں کی طرح ہمیشہ دوزخ میں جلنا پڑیگا کبھی نجات نہیں ہو سکتی۔ پڑھنے لکھنے سے یہ کھٹکا جاتا رہتا ہے۔ اور ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔ تیسرے گھر کا بندوبست جو خاص عورتوں ہی کے ذمہ ہوتا ہے۔ وہ بخوبی انجام پاتا ہے۔ سارے گھر کا حساب کتاب ہر وقت اپنی نگاہ میں ہوتا ہے۔ چوتھے اولاد کی پرورش عورت سے خوب ہوتی ہے۔ کیونکہ چھوٹے بچّے ماں کے پاس زیادہ رہتے ہیں۔ خاصکر لڑکیاں تو ماں ہی کے پاس رہتی ہیں۔ تو اگر ماں پڑھی لکھی ہوگی تو ماں کی عادتیں اور بات چیت بھی اچھی ہوگی تو اولاد بھی وہی سیکھے گی اور کمسنی ہی سے خوش اخلاق اور نیک بخت ہوگی۔ کیونکہ ماں انکو ہر وقت تعلیم کرتی اور ٹوکتی رہے گی۔ دیکھو تو یہ کتنا بڑا فائدہ ہے۔ پانچویں یہ کہ جب عورت کو علم ہوگا تو ہر وقت اپنے ماں باپ خاوند عزیز و اقربا کا رتبہ پہچان کر اُن کے حقوق ادا کرتی رہے گی۔ اُسکی دُنیا اور عقبےٰ دونوں بنجاویں گی۔ اِن سب کے علاوہ پڑھنا لکھنا نہ جاننے میں ایک اور بڑی قباحت یہ ہے کہ گھر کی بات غیروں پر ظاہر کرنی پڑتی ہے۔ یا اُس کے چھپانے سے نقصان ہوتا ہے۔ عورتوں کی باتیں اکثر حیاء شرم کی ہوتی ہیں۔ لیکن اپنی ماں بہن سے کبھی ظاہر کرنے کی ضرورت

دینا رہ گیا ہو تو وہ بھی لکھدیا جائے۔

(۱۳) شروع شروع میں خط لکھ کر اپنے اُستاد یا بڑوں کو دکھا لیا جائے جو بات اصلاح کی ہوگی وہ اسکی اصلاح کر دینگے۔ اور پھر آگے کو اسکا خیال رکھا جائے کہ ایسی بات کبھی نہ لکھی جائے اور جو بات بڑھائیں اس کا خیال بھی رکھنا چاہیئے کہ ایسی بات پہلے ہی لکھی جایا کرے اور اس اصلاح پر خوب غور کرنا چاہیئے کہ جو بات گھٹائی یا بڑھائی ہو وہ کیوں گھٹائی یا بڑھائی ہے تاکہ اس جیسی باتوں سے احتیاط ہو سکے۔

(۱۴) خط کے شروع میں یا اخیر میں اپنا نام اور پورا پتہ ضرور لکھدینا چاہیئے کبھی کبھی پہلا خط گم ہو جاتا ہے تو جواب دینے والیکو دقت ہوتی ہے اور تمکو خط کا انتظار رہتا ہے اور جواب نہ آنیسے طرح طرح کے خیالات آتے ہیں اور فکر ہوتا ہے بلکہ بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

(۱۵) ہر خط کے اخیر یا شروع میں تاریخ مہینہ اور سنہ بھی لکھنا ضروری ہے۔ بہت دفعہ اسکی ضرورت پڑتی ہے۔ اور تاریخ نہ ہونیسے بہت دقت ہوتی ہے۔

ہوتی ہے۔ اور اتفاق سے ماں بہن وقت پر پاس نہیں ہوتیں۔ ایسی صورت میں یا تو بے شرمی کرنی پڑتی ہے اور دوسروں سے خط لکھانا پڑتا ہے۔ یا نہ کہنے سے بہت نقصان اُٹھانا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اور ہزاروں فائدے ہیں اور پڑھنا نہ جاننے میں قباحتیں ہیں۔ کہانتک بیان کروں۔ دیکھو اب تم میری نصیحت یاد رکھنا اور پڑھنے لکھنے سے ہرگز جی نہ چرانا۔ زیادہ دُعا۔

راقم عبداللہ از بنارس۔ ۲۵۔ رمضان روز جمعہ

بیٹی کی طرف سے خط کا جواب

معظم و محترم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد آداب و تسلیم کے عرض ہے کہ صحیفۂ عالی نے صادر ہو کر مشرف فرمایا۔ آپ کے مزاج کی خیریت دریافت ہونیسے اطمینان ہوا۔ اللہ تعالےٰ آپ کی ذات بابرکات کو ہمارے سروں پر دائم و قائم رکھے جناب والا نے بندی کے لکھنے پڑھنے کی نسبت جو لکھا۔ اس سے مجکو بہت فائدہ ہوا۔ بیشک لوگوں کے کہنے سُننے کی وجہ سے میرا دل اُچاٹ ہوگیا تھا۔ اب جس دن سے والا نامہ آیا ہے میں بہت دل لگا کر کے پڑھتی اور کچھ بُرا بھلا لکھنے بھی لگی ہوں۔ بیشک آپ کا فرمانا بہت بجا ہے۔ کہ اس میں بے انتہا فائدے ہیں۔ اور جو عورتیں پڑھنا لکھنا نہیں جانتیں وہ بہت پچھتاتی ہیں۔ کہ ہم نے کیوں نہ سیکھ لیا۔ پرسوں کی بات ہے۔ کہ پیشکار صاحب کی بی بی جو ہمارے پڑوس میں رہتی ہیں۔ اُن کے ماموں کا خط آیا اور گھر میں کوئی مرد آج کل ہے نہیں۔ بیچاری ایک ایک کی خوشامد کرتی پھریں کہ کوئی خط پڑھ دیوے یا کہیں سے پڑھوا لادے۔ کہ اب ماموں کی طبیعت کیسی ہے۔ سُنا گیا تھا کہ اُن کا بُرا حال ہے اسوجہ سے بیچاری بڑی گھبرا رہی تھیں۔ دوپہر کا آیا ہوا خط دن بھر پڑا رہا۔ اور کوئی پڑھنے والا نہ ملا مغرب کے بعد بیچاری میرے پاس آئیں تو میں نے حال سنایا۔ تب اُن کا جی ٹھکانے ہوا تب سے میرے جی کو یہ بات لگ گئی کہ بے شک پڑھنے لکھنے کا ہنر بھی بڑی دولت ہے۔ اور اُس کے نہ جاننے سے بعضے وقت بڑی مصیبت پڑتی ہے اور یہ بھی میں دیکھتی ہوں کہ ہماری برادری میں پانچ بیبیاں خوب پڑھی لکھی ہیں وہ جہاں جاتی ہیں اُن کی بڑی عزت ہوتی ہے۔ جو بات خلاف شرع کسی سے ہو جاتی

مثلاً کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بیماری یا سفر یا کسی اور وجہ سے جواب نہیں لکھا گیا اور اس وجہ سے کئی خط جمع ہوگئے تو اب یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ کون پہلا ہے اور کون بعد کا ہے تاکہ اُن کے موافق جواب لکھا جائے یا بعض باتیں وقتی ہوتی ہیں کہ انکو جلد کرنا ضروری ہوتا ہے جیسے کسی خط میں بلایا اور لکھا ہو کہ اگر ایک ہفتہ کے اندر اندر تم آگئے تو میں یہاں ملونگا اب اگر اس خط میں تاریخ نہیں ہے اور ہمارے پاس کئی خط جمع ہوگئے تو اب معلوم نہیں ہوگا کہ ہمکو اسوقت جانیسے وہ ملینگے یا نہیں۔ اور بعض دفعہ کسی مقدمہ میں یا ویسے ہی گفتگو میں تاریخ کیساتھ خط پیش کرنیکی ضرورت ہوتی ہے تاریخ نہ ہونیسے دقت ہوتی ہے۔ اور ڈاکخانہ کی مُہر میں جو تاریخ پڑتی ہے تو اس میں اوّل تو یہ بات ہے کہ وہ تاریخ اُس دن کی ہوتی ہے جسدن خط ڈاکخانہ سے چلا ہے اور کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم نے مثلاً آج خط ڈالا مگر ڈاک نکل چکی تھی تو یہ کل نکلے گا اور اسپر کل کی تاریخ پڑیگی اب اگر ہم نے آج خط میں لکھا تھا کہ ہم آج روانہ ہو کر پرسوں

ہے یا بیاہ شادی میں کوئی بُری رسم ہوتی ہے تو اُس کو ٹوکتی ہیں۔ منع کرتی ہیں۔ خوب سمجھا کر کے نصیحت کرتی ہیں اور سب بیبیاں چپکی ہو کر کان لگا کر سُنتی رہتی ہیں۔ جو کوئی بات پوچھنی ہوتی ہے اُن ہی سے پوچھتی ہیں۔ بیبیوں میں سب سے پہلے وہی پوچھی جاتی ہیں۔ ساری بیبیاں اُن کی تعریفیں کرتی رہتی ہیں۔ اس لئے میں ضرور جی لگا کر لکھنا پڑھنا سیکھوں گی۔ مجکو خود بڑا شوق ہو گیا ہے۔ آپ بھی اللہ تعالےٰ سے دُعا فرمایئے کہ اللہ تعالےٰ مجکو یہ دولت نصیب فرماوے۔ باقی یہاں سب خیریت ہے۔ زیادہ حدِ ادب۔ فقط

آپ کی لونڈی خدیجہ عفی عنہا از سہارنپور۔ ۲۸۔ رمضان روز دوشنبہ

بھانجی کے نام خط

نورِ چشم راحتِ جان بی بی صدیقہ سلمہا اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دُعاء کے واضح ہو کہ تمہارا مسرّت نامہ آیا۔ حال معلوم ہونے سے تسلّی ہوئی۔ تمہارے پڑھنے کا حال سنکر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالےٰ تمہاری عُمر میں برکت دیوے اور تمہاری محنت کا پھل تم کو جلدی نصیب کرے۔ جس دن تم اپنے ہاتھ سے مجھے خط لکھو گی۔ اُس دن میں پانچ روپیہ مِٹھائی کھانے کے لئے تمکو روانہ کروں گا۔ اور ایک نصیحت میں تم کو اور کرتا ہوں میں نے سُنا ہے کہ تم شوخی بہت کیا کرتی ہو۔ اور کسی کا ادب لحاظ نہیں کرتی ہو۔ اس بات سے مجکو بڑا افسوس ہوا کیونکہ آدمی کی عزّت فقط پڑھنے لکھنے سے نہیں ہوتی۔ جب تک ادب لحاظ نہ سیکھو گی لوگ تمسے محبّت اور پیار نہ کریں گے۔ پڑھنے لکھنے کے ساتھ سب سے اول لڑکوں اور لڑکیوں کو لازم ہے کہ ادب سیکھیں۔ کیونکہ ادب سے آدمی ہردلعزیز ہو جاتا ہے۔ اور سب آدمی اُس کی خاطر کرتے ہیں۔ ادب کرنے والا ہمیشہ خوش نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی کا قول ہے۔ با ادب با نصیب۔ بے ادب بے نصیب۔ اب میں تم کو بتاتا ہوں کہ ادب کیا چیز ہے اور اُس کا برتاؤ کیونکر چاہیئے۔ جو کوئی تم سے عُمر اور رشتہ میں بڑا ہو اس کو بہت تعظیم سے سلام کرو۔ اور اُس کے سامنے کوئی فحش بات زبان سے مت نکالو۔ نہ اپنے برابر والوں سے اُن کے سامنے خوش طبعی اور دل لگی مذاق

پہونچینگے اسٹیشن پر انتظام کر دیجئے تو وہاں سب باتیں ایک دن بعد سمجھی جائیں گی۔ اور دِقت ہوگی غرض بہت سی دِقتیں ہوتی ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ بہت دفعہ مُہر صاف نہیں پڑتی تو تاریخ نہیں پڑھی جاتی۔ تیسرے جو لوگ انگریزی جانتے ہیں مُہر کی تاریخ وہی پڑھ سکتے ہیں اور سب تو نہیں پڑھ سکتے۔

(۱۶) خط کے اخیر میں کبھی کبھی دوسروں کو سلام دُعا لکھا جاتا ہے اور خیریت پوچھی جاتی ہے یہ بات بہت اچھی ہے اس سے اُن سب کے دل میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ دیکھو اتنے دور بیٹھے بھی ان کو ہمارا خیال ہے تو اس سے ان سب کو محبت پیدا ہوتی ہے۔ یہ خوش خلاقی کی بات ہے ضرور کرنا چاہیئے۔

(۱۷) اگر خط بڑوں کو لکھا جائے تو ان کے خط میں یہ لکھنا کہ فلاں فلاں سے سلام کہہ دیجئے اور یوں کہہ دیجئے یوں کہہ دیجئے یہ بے ادبی اور گستاخی ہے ان پر حکم چلانا ہے۔ اچھا طریقہ یہ ہے کہ یوں لکھئے کہ اگر فلاں صاحب خط دیکھیں تو سلام قبول کریں ہاں اگر ان سے بہت بے تکلفی ہو تو بہت ادب کے لفظوں میں لکھدینے کا مضائقہ نہیں ہے چھوٹوں یا برابر والے بے تکلف لوگوں کو لکھنے میں حرج نہیں ہے۔

کرو۔ جب وہ تمہیں پکارے تو بہت نرم آواز سے جواب دو۔ اور جب تم کو کچھ دیوے تو سلام کرو۔ اور جو نصیحت کی بات کہے خوب غور سے سنو۔ جب وہ بول رہا ہو تو بیچ سے اسکی بات مت کاٹو۔ جہاں وہ بیٹھا ہو اُس سے اونچی جگہ مت بیٹھو۔ اور اس کا نام لے کر مت پکارو۔ بلکہ اُس سے رشتہ لگا کر بولو۔ نام بڑھا کر لیا کرو۔ جیسے خالو جان۔ پھوپی امّاں۔ نانا جی۔ آپا جان۔ اگر غصّہ میں آکر وہ تم کو کچھ بُرا بھلا کہیں تو تم ہرگز اُس کا جواب مت دو۔ اُلٹ کر اُن کو کچھ نہ کہو۔ اِسی کا نام ادب ہے۔ اور یہ آدمی کے واسطے بہت ضروری ہے۔ فقط

محمد واجد حسین از فیض آباد

اگر کسی برابر والے کو خط لکھنا ہو تو اُس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اُس کے مرتبہ کے موافق اس طرح القاب لکھو۔

القاب

عنایت فرمائے من سلامت۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مشفقۂ شفیقۂ من سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مہربانِ من سلامت۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ (پھر اس طرح آداب لکھو)

بعد سلام مسنون کے عرض ہے۔ یا یوں لکھو۔ بعد سلام مسنون و شوق ملاقات کے عرض ہے۔ پھر خط کا مضمون لکھدو اور یہ خیال رکھو کہ نہ تو اتنا بڑھا کر لکھو جس طرح کہ بڑوں کو لکھتے ہیں۔ اور نہ اِتنا گھٹا کر لکھو جیسے کہ چھوٹوں کو لکھتے ہیں۔ بلکہ ہر بات میں برابری کا خیال رکھو۔

خط کا پتہ لکھنے کا طریقہ یہ ہے۔ نمونہ کے لئے دو پتے لکھے جاتے ہیں۔

مقام شہر لکھنؤ۔ محلہ امین آباد۔ قریب مکان حکیم عبد الغنی صاحب نائب تحصیلدار۔

بخدمت والا درجت معظم و محترمِ من جناب داروغہ وحید الزمان صاحب دام ظلکم العالی۔

مقام فیض آباد۔ چوک بر دوکان لیاقت حسین صاحب سادہ کار۔

بمطالعہ برخوردار سعادت اطوار منشی محمد سعید الدین سلمہ اللہ تعالیٰ در آید۔

۵؎ ڈاک خانہ کے لوگ خط پر انگریزی میں پہنچنے کی جگہ کا نام لکھتے ہیں اسواسطے جس جگہ خط بھیجنا ہو اگر وہاں ڈاکخانہ ہو تو اسکے اور ضلع کے نام کے نیچے لکیر کھینچ دو اور اگر وہاں ڈاکخانہ نہو تو جہاں اسکا ڈاکخانہ ہے اسجگہ کے نام اور ضلع کے نام کے نیچے لکیر کھینچ دو۔ اور پتہ لکھنے کا بہت اچھا طریقہ یہ ہے کہ اول تو چھوٹے سے القاب کے ساتھ اُن کا نام لکھدو جن کے پاس خط جاتا ہے پھر ان کا عہدہ پھر دوسری سطر میں محلہ کا نام اور تیسری سطر میں ڈاک خانہ اور ضلع کا نام اور اگر وہاں ڈاکخانہ نہیں ہے تو دوسری سطر میں اس جگہ کا بھی نام لکھا جائے اور تیسری سطر میں ڈاکخانہ و ضلع کا نام ہو پھر اگر خط کسی دوسرے صوبہ میں لکھنا ہو تو ضلع کے بعد صوبہ کا نام بھی ہونا چاہیے اور اگر کسی دوسرے ملک میں خط لکھنا ہو تو سب سے اوپر ٹکٹ کی برابر میں ملک کا نام لکھدیا جائے اور ڈاک خانہ کے کچھ قاعدے جنکی ضرورت ہوتی رہتی ہے دسویں حصہ میں لکھے گئے ہیں اور کارڈ اور لفافہ پر پتہ ایک ہی طرح لکھا جاتا ہے ہم نمونہ کیلئے دو پتہ لکھتے ہیں۔

بخدمت حضرت مولانا محمد الیاس صاحب مدظلہ
مسجد بنگلہ نظام الدین
ڈاکخانہ جنگپورہ ضلع دہلی

بخدمت جناب مولوی نصیر الدین صاحب منیجر
کتب خانہ یحیوی
ڈاک خانہ مظاہر علوم
شہر سہارنپور (صوبہ یو۔ پی)

گنتی ۹۵

نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت
ایک	۱	چھبیس	۲۶	اکیاون	۵۱	چھہتّر	۷۶
دو	۲	ستائیس	۲۷	باون	۵۲	ستتر	۷۷
تین	۳	اٹھائیس	۲۸	ترپن	۵۳	اٹھہتّر	۷۸
چار	۴	انتیس	۲۹	چوّن	۵۴	اُناسی	۷۹
پانچ	۵	تیس	۳۰	پچپن	۵۵	اسّی	۸۰
چھ	۶	اکتیس	۳۱	چھپن	۵۶	اکیاسی	۸۱
سات	۷	بتیس	۳۲	ستاون	۵۷	بیاسی	۸۲
آٹھ	۸	تینتیس	۳۳	اٹھاون	۵۸	تراسی	۸۳
نو	۹	چونتیس	۳۴	اُنسٹھ	۵۹	چوراسی	۸۴
دس	۱۰	پینتیس	۳۵	ساٹھ	۶۰	پچاسی	۸۵
گیارہ	۱۱	چھتیس	۳۶	اکسٹھ	۶۱	چھیاسی	۸۶
بارہ	۱۲	سینتیس	۳۷	باسٹھ	۶۲	ستاسی	۸۷
تیرہ	۱۳	اڑتیس	۳۸	ترسیٹھ	۶۳	اٹھاسی	۸۸
چودہ	۱۴	انتالیس	۳۹	چونسٹھ	۶۴	نواسی	۸۹
پندرہ	۱۵	چالیس	۴۰	پینسٹھ	۶۵	نوّے	۹۰
سولہ	۱۶	اکتالیس	۴۱	چھیاسٹھ	۶۶	اکیانوے	۹۱
سترہ	۱۷	بیالیس	۴۲	سڑسٹھ	۶۷	بانوے	۹۲
اٹھارہ	۱۸	تینتالیس	۴۳	اڑسٹھ	۶۸	ترانوے	۹۳
انیس	۱۹	چوالیس	۴۴	اُنہتر	۶۹	چورانوے	۹۴
بیس	۲۰	پینتالیس	۴۵	ستّر	۷۰	پچانوے	۹۵
اکیس	۲۱	چھیالیس	۴۶	اکہتر	۷۱	چھیانوے	۹۶
بائیس	۲۲	سینتالیس	۴۷	بہتّر	۷۲	ستانوے	۹۷
تیئیس	۲۳	اڑتالیس	۴۸	تہتّر	۷۳	اٹھانوے	۹۸
چوبیس	۲۴	انچاس	۴۹	چوہتّر	۷۴	ننانوے	۹۹
پچیس	۲۵	پچاس	۵۰	پچھتّر	۷۵	سَو	۱۰۰

۹۵ بچوں کو یہ باتیں سمجھا دیجاویں:۔ اُردو میں اس علامت کو (۰) صفر کہتے ہیں۔ صفر کے معنی خالی۔ گنتی اسطرح یاد کراؤ صفر، ایک، دو۔۔۔۔ اخیر تک۔ ایک سے نو تک اکائیاں کہلاتی ہیں۔ اکائی کے معنی اکیلی اکیلی چیز۔ اکائیاں نو ہی ہوتی ہیں۔ دس اکائیوں کی ایک دہائی ہوتی ہے۔ دہائیاں بھی نو ہی ہوتی ہیں۔ دس دہائیوں کا ایک سیکڑہ ہوتا ہے۔ اکائی کے دائیں طرف ایک صفر دینے سے دہائی ہو جاتی ہے جیسے (۱۰) (۲۰) (۳۰) (۴۰) اور دو صفر دینے سے سیکڑہ ہو جاتا ہے جیسے (۱۰۰) (۲۰۰) (۳۰۰) جس ہندسے کی دائیں جانب صفر لکھدیا جاوے اتنی ہی دہائیاں بنجاوینگی جیسے آٹھ کی دائیں جانب ایک صفر لکھدیا (۸۰) یہ آٹھ دہائیاں ہوگئیں جس ہندسے کی دائیں جانب دو صفر دیدئے جاویں اتنے ہی سیکڑے بنجاوینگے جیسے چھ پر دو صفر دیدے (۶۰۰) چھ سو ہوگئے ۱۲ ترتیب یحیوی

١

سچّی کہانیاں

جنابِ[۵۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی جنگل میں تھا۔ یکایک اُس نے ایک بدلی میں یہ آواز سُنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے۔ اس آواز کے ساتھ وہ بدلی چلی اور ایک سنگستان میں خوب پانی برسا۔ اور تمام پانی ایک نالہ میں جمع ہو کر چلا۔ یہ شخص اُس پانی کے پیچھے ہولیا۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہوا بیلچہ سے پانی پھیر رہا ہے۔ اُس نے اُس باغ والے سے پوچھا کہ اے بندۂ خدا تیرا کیا نام ہے۔ اُس نے وہی نام بتایا جو اُس نے بدلی میں سُنا تھا پھر باغ والے نے اُس سے پوچھا کہ اے بندۂ خدا تو میرا نام کیوں دریافت کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اس بدلی میں جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سُنی۔ کہ تیرا نام لیکر کہا کہ اُس کے باغ کو پانی دے۔ تو اسمیں کیا عمل کرتا ہے کہ اسقدر مقبول ہے۔ اُس نے کہا جب تو نے پوچھا تو مجکو کہنا ہی پڑا میں اس کی کُل پیداوار کو دیکھتا ہوں۔ اسمیں سے ایک تہائی خیرات کر دیتا ہوں۔ ایک تہائی اپنے لئے اور بال بچوں کے لئے رکھ لیتا ہوں۔ اور ایک تہائی پھر اسی باغ میں لگا دیتا ہوں۔

فائدہ۔ سبحان اللہ کیا خدا کی رحمت ہے کہ جو اُس کی اطاعت کرتا ہے اسکے کام غیب سے اس طرح سرانجام ہو جاتے ہیں کہ اسکو خبر بھی نہیں ہوتی۔ بیشک سچ ہے جو اللہ کا ہو گیا اُس کا اللہ ہو گیا۔

٢

دوسری کہانی

رسول[۵۲] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ایک کوڑھی دوسرا گنجا تیسرا اندھا۔ خداوند تعالیٰ نے اُن کو آزمانا چاہا۔ اور اُن کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ پہلے

۱۲ والاقرع قال احدہما الابل وقال الاخر البقر قال فاعطی ناقۃ عشراء فقال بارک اللہ لک فیہا قال فاتی الاقرع فقال ای شئ احب الیک قال شعر حسن ویذہب عنی ہذا الذی قد قذرنی الناس قال فمسحہ فذہب عنہ قال واعطی شعرا حسنا قال فای المال احب الیک قال البقر فاعطی بقرۃ حاملا قال بارک اللہ لک فیہا قال فاتی الاعمی فقال ای شئ احب الیک قال ان یرد اللہ الی بصری فابصر بہ الناس قال فمسحہ فرد اللہ الیہ بصرہ قال فای المال احب الیک قال الغنم فاعطی شاۃ والدا فانتج ہذان وولد ہذا فکان لہذا واد من الابل ولہذا واد من البقر ۱۲

۵۱ عن ابی ہریرۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا رجل بفلاۃ من الارض فسمع صوتا فی سحابۃ اسق حدیقۃ فلان فتنحی ذلک السحاب فافرغ ماءہ فی حرۃ فاذا شرجۃ من تلک الشراج قد استوعبت ذلک الماء کلہ فتتبع الماء فاذا رجل قائم فی حدیقتہ یحول الماء بمسحاتہ فقال لہ یا عبد اللہ ما اسمک قال فلان الاسم الذی سمع فی السحابۃ فقال لہ یا عبد اللہ لم تسألنی عن اسمی فقال انی سمعت صوتا فی السحاب الذی ہذا ماءہ ویقول اسق حدیقۃ فلان لاسمک فما تصنع فیہا قال اما اذا قلت ہذا فانی انظر الی ما یخرج منہا فاتصدق بثلثہ واکل انا وعیالی ثلثا وارد فیہا ثلثہ رواہ مسلم مشکوۃ ۱۲ ص ۱۶۴ ترتیب یحیوی

۵۲ عن ابی ہریرۃ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ثلثۃ من بنی اسرائیل ابرص واقرع واعمی فاراد اللہ ان یبتلیہم فبعث الیہم ملکا فاتی الابرص فقال ای شئ احب الیک قال لون حسن وجلد حسن ویذہب عنی الذی قد قذرنی الناس قال فمسحہ فذہب عنہ قذرہ واعطی لونا حسنا وجلدا حسنا قال فای المال احب الیک قال الابل او قال البقر شک اسحق الا ان الابرص ۱۲

وہ کوڑھی کے پاس آیا۔ اور پوچھا۔ تجکو کیا چیز پیاری ہے۔ اُس نے کہا۔ مجھے اچھی رنگت اور خوبصورت کھال مِلجاوے اور یہ بَلا جاتی رہے جس سے لوگ مجکو اپنے پاس بیٹھنے نہیں دیتے اور گِھن کرتے ہیں۔ اُس فرشتہ نے اپنا ہاتھ اسکے بدن پر پھیر دیا۔ اُسیوقت چنگا ہوگیا اور اچھی کھال اور خوبصورت رنگت نکل آئی۔ پھر پوچھا۔ تجکو کون سے مال سے زیادہ رغبت ہے۔ اُس نے کہا اونٹ سے۔ پس ایک گابھن اونٹنی بھی اس کو دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اسمیں برکت دے۔ پھر گنجے کے پاس آیا۔ اور پوچھا۔ تجکو کونسی چیز پیاری ہے۔ کہا میرے بال اچھے نکل آئیں اور یہ بَلا مجھ سے جاتی رہے کہ لوگ جس سے گِھن کرتے ہیں۔ فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر دیا فوراً اچھا ہوگیا اور اچھے بال نکل آئے۔ پھر پوچھا۔ تجھکو کونسا مال پسند ہے۔ اُس نے کہا۔ گائے۔ پس اسکو ایک گابھن گائے دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت بخشے۔ پھر اندھے کے پاس آیا۔ اور پوچھا۔ تجھکو کیا چیز چاہیئے۔ کہا اللہ تعالیٰ میری نگاہ درست کر دے۔ کہ سب آدمیوں کو دیکھوں۔ اُس فرشتے نے آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اُسکی نگاہ درست کر دی۔ پھر پوچھا۔ تجکو کیا مال پیارا ہے۔ کہا۔ بکری۔ پس اسکو ایک گابھن بکری دیدی۔ تینوں کے جانوروں نے بچّے دیئے۔ تھوڑے دنوں میں اُس کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا اور اُس کی گایوں سے اور اسکی بکریوں سے۔ پھر وہ فرشتہ خدا کے حکم سے اُسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں میرے سفر کا سب سامان چُک گیا[ختم ۱۲]۔ آج میرے پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں سوائے خدا کے اور پھر تیرا۔ میں اُس اللہ کے نام پر جس نے تجھ کو اچھی رنگت اور عُمدہ کھال عنایت فرمائی۔ تجھ سے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اسپر سوار ہوکر اپنے گھر پہنچ جاؤں۔ وہ بولا یہاں سے چل دُور ہو۔ مجھے اور بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں۔ تیرے دینے کی اسمیں گنجایش نہیں۔ فرشتہ نے کہا۔ شاید[۹۱] تجھ کو تو میں پہچانتا ہوں۔ کیا تو کوڑھی نہیں تھا۔ کہ لوگ تجھ سے گِھن کرتے تھے۔ اور کیا تو مفلس نہ تھا۔ پھر تجھکو خدا نے اسقدر مال عنایت فرمایا۔ اُس نے کہا واہ کیا خوب۔ یہ مال تو میری کئی پُشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے۔ فرشتہ نے کہا۔ اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا۔ پھر گنجے کے پاس اُسی پہلی صورت میں آیا اور اسیطرح اس سے

۹۰ ولهذا وادٍ من الغنم قال ثم انه اتی الابرص فی صورته وهیئته فقال رجل مسکین قد انقطعت بی الحبال فی سفری فلا بلاغ لی الیوم الا بالله ثم بک اسئلک بالذی اعطاک اللون الحسن والجلد الحسن والمال بعیراً اتبلغ به فی سفری فقال الحقوق کثیرة فقال له کانی اعرفک الم تکن ابرص یقذرک الناس فقیرا فاعطاک الله مالا فقال انما ورثت هذا المال کابراً عن کابر فقال ان کنت کاذبا فصیرک الله الی ما کنت قال واتی الاقرع فی صورته فقال له مثل ما قال لهذا ورد علیه مثل ما رد علی هذا فقال ان کنت کاذبا فصیرک الله الی ما کنت قال واتی الاعمی فی صورته وهیئته فقال رجل مسکین وابن سبیل انقطعت بی الحبال فی سفری فلا بلاغ لی الیوم الا بالله ثم بک اسئلک بالذی رد علیک بصرک شاة اتبلغ بها فی سفری فقال قد کنت اعمی فرد الله الی بصری فخذ ما شئت ودع ما شئت فوالله لا اجهدک الیوم بشیء اخذته لله فقال امسک مالک فانما ابتلیتم فقد رضی عنک وسخط علی صاحبیک متفق علیه ۱۲ مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۶

۹۱ فرشتہ کو اسکا حال یقیناً معلوم تھا مگر پھر بھی شاید کہا تاکہ وہ شخص فوراً انکار نہ کر بیٹھے سمجھکر جواب دے۔ ۱۲ محشی

بھی سوال کیا۔ اور اُس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتہ نے کہا۔ اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو ویسا ہی کردے جیسا پہلے تھا۔ پھر اندھے کے پاس اُسی پہلی صورت میں آیا۔ اور کہا میں مسافر ہوں بے سامان ہوگیا ہوں آج بجز خدا کے اور پھر تیرے کوئی میرا وسیلہ نہیں ہے۔ میں اُسکے نام پر جس نے دوبارہ تجھ کو نگاہ بخشی تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اُس سے اپنی کارروائی کر کے سفر پورا کروں۔ اُس نے کہا بیشک میں اندھا تھا۔ خداوند تعالےٰ نے محض اپنی رحمت سے مجکو نگاہ بخشی۔ جتنا تیرا جی چاہے لیجا اور جتنا چاہے چھوڑ جا۔ خدا کی قسم کسی چیز سے میں تجھ کو منع نہیں کرتا۔ فرشتے نے کہا کہ تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھ کو کچھ نہیں چاہیئے۔ فقط تم تینوں کی آزمایش منظور تھی سو ہوچکی۔ خدا تجھ سے راضی ہوا اور اُن دونوں سے ناراض۔ **فائدہ**۔ خیال کرنا چاہیئے کہ اُن دونوں کو ناشکری کا کیا نتیجہ ملا کہ تمام نعمت چھِن گئی اور جیسے تھے ویسے ہی رہ گئے اور خدا اُن سے ناراض ہوا۔ دُنیا اور آخرت دونوں میں نامراد رہے۔ اور اُس شخص کو شکر کی وجہ سے کیا عوض ملا کہ نعمت بحال رہی اور خدا اُس سے خوش ہوا اور وہ دُنیا اور آخرت دونوں میں شادو بامراد ہوا۔

۳ تیسری کہانی

ایک[۵۱] بار حضرت اُمّ سلمہ[۵۲] رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے کچھ گوشت آیا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بہت اچھا لگتا تھا۔ اسلئے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ سے فرمایا کہ یہ گوشت طاق میں رکھدے شاید حضرت نوش فرماویں۔ اس نے طاق میں رکھدیا۔ اتنے میں ایک سائل آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ بھیجو اللہ کے نام پر خدا برکت کرے۔ گھر میں سے جواب دیا۔ خدا تجھ کو بھی برکت دے[۵۳]۔ اس لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ کوئی چیز دینے کی موجود نہیں ہے۔ وہ سائل چلا گیا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے اُمّ سلمہ تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ ہاں ہے۔ اور خادمہ سے کہا۔ جا وہ گوشت آپکے واسطے لے آ۔ وہ گوشت لینے گئی۔ دیکھتی کیا ہے کہ وہاں گوشت کا تو نام بھی نہیں ہے فقط ایک (سفید) پتھر کا ٹکڑا رکھا ہے۔ آپنے فرمایا چونکہ

۵۱ عن مولی لعثمان قال اُہدی لام سلمۃ بضعۃ من لحم وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ اللحم فقالت للخادم ضعیہ فی البیت لعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاکلہ فوضعتہ فی کوۃ البیت وجاء سائل فقام علی الباب فقال تصدقوا بارک اللہ فیکم فقالوا بارک اللہ فیک فذہب السائل فدخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ام سلمۃ ہل عندکم شئی اطعمہ فقالت نعم قالت للخادم اذہبی فأتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذلک اللحم فذہبت فلم تجد فی الکوۃ الا قطعۃ مروۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فان ذلک اللحم عاد مروۃ لما لم تعطوہ السائل رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ مشکوٰۃ ۱۲ - [illegible]

۵۲ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے ایک بیوی ہیں ان کا ۵۹ھ میں چوراسی سال کی عمر میں انتقال ہوا اور بقیع میں دفن کی گئیں ۱۲

۵۳ صاف منع کرنا اچھا نہیں معلوم ہوا۔ اس لئے اشارہ سے منع کیا اور بجائے کچھ دینے کے دُعا دی۔ یہ طریقہ منع کرنے کا بہت عمدہ ہے۔ ۱۲ ترتیب یحیوی

تم نے سائل کو نہ دیا تھا اسلئے وہ گوشت پتھر بنگیا۔ **فائدہ**۔ غور کیجئے کہ خدا کے نام پر نہ دینے کی یہ نحوست ہوئی کہ اُس گوشت کی صورت بگڑ گئی اور پتھر بنگیا۔ اسیطرح جو شخص سائل سے بہانہ کر کے خود کھاتا ہے وہ پتھر کھارہا ہے۔ جس کا یہ اثر ہے کہ سنگدلی اور دل کی سختی بڑھتی چلی جاتی ہے چونکہ حضرتؐ کے گھر والوں کے ساتھ خداوندکریم کی بڑی عنایت اور رحمت ہے اسلئے اُس گوشت کی صورت کھلی نگاہوں میں بدل دی۔ تاکہ اُس کے استعمال سے محفوظ رہیں۔

چوتھی کہانی

۲۴

جنابؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے یار و اصحابؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے رات کو کسی نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا! اگر کوئی دیکھتا تھا تو عرض کر دیا کرتا تھا۔ آپ کچھ تعبیر ارشاد فرما دیا کرتے تھے۔ عادت کے موافق ایکبار سب سے پوچھا کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ سبنے عرض کیا کہ کوئی نہیں دیکھا۔ آپنے فرمایا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک زمین مقدّس کی طرف لیچلے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دُوسرا کھڑا ہوا اور اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبورؐ ہے۔ اُس بیٹھے ہوئے کے کلّے کو اُس سے چیر رہا ہے۔ یہانتک کہ گُدّی تک جا پہنچتا ہے۔ پھر دوسرے کلّے کے ساتھ بھی یہی معاملہ کر رہا ہے اور پھر وہ کلا اُس کا درست ہو جاتا ہے۔ پھر اسکے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ وہ دونوں شخص بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہانتک کہ ایک ایسے شخص پر گذر ہوا جو لیٹا ہوا ہے اور اُس کے سر پر ایک شخص ہاتھ میں بڑا بھاری پتھر لئے کھڑا ہے۔ اُس سے اس کا سر نہایت زور سے پھوڑتا ہے۔ جب وہ پتھر اسکے سر پر دے مارتا ہے پتھر لُڑھک کر دُور جا گرتا ہے جب وہ اُس کے اٹھانے کے لئے جاتا ہے تو اتنے تک لوٹ کر آ سکے پاس نہیں آنے پاتا کہ اسکا سر پھر اچھا خاصا جیسا تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ اور وہ پھر اسکو اسی طرح پھوڑتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہانتک کہ ہم ایک غار پر

---

۲۴ عن سمرة بن جندب قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا صلى اقبل علينا بوجهه فقال من رأى منكم الليلة رؤيا قال فان رای احد قصها فيقول ما شاء الله فسألنا يوما فقال هل رای منكم احد رؤيا قلنا لا قال لكني رايت الليلة رجلين اتياني فاخذا بيدي فاخرجاني الى ارض مقدسة فاذا رجل جالس ورجل قائم بيده كلوب من حديد يدخله في شدقه فيشقه حتى يبلغ قفاه ثم يفعل بشدقه الاخر مثل ذلك ويلتئم شدقه هذا فيعود فيصنع مثله قلت ما هذا قالا انطلق فانطلقنا حتى اتينا على رجل مضطجع على قفاه ورجل قائم على راسه بفهر او صخرة يشدخ به راسه فاذا ضربه تدهده الحجر فانطلق اليه لياخذه فلا يرجع الى هذا حتى يلتئم راسه وعاد راسه كما كان فعاد اليه فضربه فقلت ما هذا قالا انطلق فانطلقنا حتى اتينا الى ثقب مثل التنور اعلاه ضيق واسفله واسع تتوقد تحته نار فاذا ارتفعت ارتفعوا حتى كاد ان يخرجوا منها واذا خمدت رجعوا فيها وفيها رجال ونساء عراة فقلت ما هذا قالا انطلق فانطلقنا حتى اتينا على نهر من دم فيه رجل قائم على وسط النهر وعلى شط النهر رجل بين يديه حجارة

نوٹ: اس صفحہ کا حاشیہ نمبر ۲۳ صفحہ ۲۹ پر ملاحظہ فرمادیں

پہنچے جو مثل تنور کے تھا نیچے سے فراخ تھا اور اوپر سے تنگ۔ اس میں آگ جل رہی ہے اور اسمیں بہت سے ننگے مرد اور عورت بھرے ہوئے ہیں جسوقت وہ آگ اوپر کو اٹھتی ہے اسکے ساتھ وہ سب اٹھ آتے ہیں۔ یہانتک کہ قریب نکلنے کے ہوجاتے ہیں پھر جسوقت بیٹھتی ہے وہ بھی نیچے چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے۔ آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہانتک کہ ایک خون کی نہر پر پہونچے۔ اس کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے اور نہر کے کنارہ پر ایک شخص کھڑا ہے اور اسکے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں۔ وہ نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارہ کیطرف آتا ہے جسوقت نکلنا چاہتا ہے کنارہ والا اس شخص کے منھ میں ایک پتھر اس زور سے مارتا ہے کہ پھر اپنی پہلی جگہ جا پہنچتا ہے۔ پھر جب کبھی وہ نکلنا چاہتا ہے اسیطرح پتھر مار کر اسکو ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہانتک کہ ایک ہرے بھرے باغ میں پہنچے۔ اس میں ایک بڑا درخت ہے اور اسکے نیچے ایک بوڑھا آدمی اور بہت سے بچّے بیٹھے ہیں اور درخت کے قریب ایک اور شخص بیٹھا ہوا ہے اسکے سامنے آگ جل رہی ہے وہ اسکو دھونک رہا ہے۔ پھر وہ دونوں مجھکو چڑھا کر درخت کے اوپر لیگئے۔ اور ایک گھر درخت کے بیچ میں نہایت عمدہ بن رہا تھا اسمیں لیگئے۔ میں نے ایسا گھر کبھی نہیں دیکھا۔ اس میں مرد بوڑھے جوان عورتیں اور بچّے بہت سے تھے۔ پھر اس سے باہر لاکر اور اوپر لے گئے۔ وہاں ایک گھر پہلے گھر سے بھی عمدہ تھا اس میں لیگئے۔ اسمیں بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تم نے مجکو تمام رات پھرایا۔ اب بتاؤ کہ یہ سب کیا اسرار تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ شخص جو تمنے دیکھا تھا کہ اسکے کلّے چیرے جاتے تھے وہ شخص جھوٹا ہے۔ کہ جھوٹی باتیں کہا کرتا تھا اور وہ باتیں تمام جہان میں مشہور ہوجاتی تھیں۔ اسکے ساتھ قیامت تک یوں ہی کرتے رہینگے۔ اور جس کا سر پھوڑتے ہوئے دیکھا وہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علم قرآن دیا۔ رات کو اس سے غافل ہوکر سو رہا اور دن کو اسپر عمل نہ کیا۔ قیامت تک اسکے ساتھ یہی معاملہ

ص فدار الشہداء و انا جبرئیل و ہذا میکائیل فارفع رأسک فرفعت رأسی فاذا فوقی مثل السحاب وفی روایۃ مثل الربابۃ البیضاء قالا ذاک منزلک قلت دعانی ادخل منزلی قالا انہ بقی لک عمر لم تستکملہ فلو استکملتہ اتیت منزلک۔ رواہ البخاری مشکوٰۃ ۱۲ صـ ۳۹۶
۵۲ اصحاب رسول وہ لوگ ہیں جنہوں نے حالت اسلام میں رسول اللہ کو دیکھا اور مسلمان ہی مرے ۱۲ ۵۳ زنبور وہ چھتا جس کے اگلے سرے مڑے ہوئے ہوں۔ ۱۲ منہ

فاقبل الرجل الذی فی النہر فاذا اراد ان یخرج رمی الرجل بحجر فی فیہ فردہ حیث کان فجعل کلما جاء لیخرج رمی فی فیہ بحجر فیرجع لما کان فقلت ما ہذا قالا انطلق فانطلقنا حتی انتہینا الی روضۃ خضراء فیہا شجرۃ عظیمۃ وفی اصلہا شیخ وصبیان واذا رجل قریب من الشجرۃ بین یدیہ نار یوقدہا فصعدا بی الشجرۃ فادخلانی دارا وسط الشجرۃ لم ار قط احسن منہا فیہا رجال شیوخ وشباب ونساء وصبیان ثم اخرجانی منہا فصعدا بی الشجرۃ فادخلانی دارا ہی احسن وافضل منہا فیہا شیوخ وشباب فقلت لہما انکما قد طوفتمانی اللیلۃ فاخبرانی عما رأیت قالا نعم اما الرجل الذی رأیتہ یشق شدقہ فکذاب یحدث بالکذبۃ فتحمل عنہ حتی تبلغ الآفاق فیصنع بہ ما تری الی یوم القیمۃ والذی رأیتہ یشدخ راسہ فرجل علمہ اللہ القرآن فنام عنہ باللیل ولم یعمل بما فیہ بالنہار یفعل بہ ما رأیت الی یوم القیمۃ والذی رأیتہ فی الثقب فہم الزناۃ والذی رأیتہ فی النہر آکل الربوا والشیخ الذی رأیتہ فی اصل الشجرۃ ابراہیم والصبیان حولہ فاولاد الناس والذی یوقد النار مالک خازن النار والدار الاولی دخلت دار عامۃ المؤمنین واما ہذہ الدار

رہیگا۔ اور جن کو تم نے آگ کے غار میں دیکھا وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں۔ اور جس کو خون کی نہر میں دیکھا وہ سود کھانے والا ہے۔ اور درخت کے نیچے جو بوڑھے شخص تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہیں۔ اور ان کے گرداگرد جو بچّے دیکھے وہ لوگوں کی نابالغ اولاد ہے۔ اور جو آگ دھونک رہا تھا وہ مالک[۱] داروغہ دوزخ کا ہے۔ اور پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے وہ عام مسلمانوں کا ہے اور یہ دوسرا گھر شہیدوں کا ہے۔ اور میں جبرئیل[۲] ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ پھر بولے سر اوپر اٹھاؤ۔ میں نے سر اٹھایا تو میرے اوپر ایک سفید بادل نظر آیا۔ بولے کہ یہ تمہارا گھر ہے میں نے کہا مجھکو چھوڑ دو میں اپنے گھر میں داخل ہوں۔ بولے ابھی تمہاری عمر باقی ہے پوری نہیں ہوئی۔ اگر پوری ہو چکتی تو ابھی چلے جاتے۔ **فائدہ**۔ جاننا چاہئے کہ خواب انبیاء کا وحی ہوتا ہے۔ یہ تمام واقعے سچّے ہیں۔ اس حدیث سے کئی چیزوں کا حال معلوم ہوا۔ اوّل جھوٹ کا کہ کیسی سخت سزا ہے۔ دوسرے عالم بے عمل کا۔ تیسرے زنا کا۔ چوتھے سود کا۔ خدا سب مسلمانوں کو ان کاموں سے محفوظ رکھے۔

عقیدوں کا بیان ۵

عقیدہ[۳] ۱۔ تمام عالم[۴] پہلے بالکل ناپید تھا پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوا۔ عقیدہ[۵۲] ۲۔ اللہ ایک ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ نہ اسکی کوئی بی بی ہے۔ کوئی اسکے مقابل کا نہیں عقیدہ[۵۳] ۳۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ عقیدہ[۵۴] ۴۔ کوئی چیز اسکے مثل نہیں وہ سب سے نرالا ہے عقیدہ[۵۵] ۵

السمیع البصیر شوری رکوع ا ج ۲۵۔ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ سورہ فتح۔ رکوع ۲ ج ۲۶۔ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین سورہ صفت ج ۲۳۔ وفی شرح العقاید ص۴۴ وھو ای اللہ تعالیٰ متکلم بکلام ھو صفۃ لہ ضرورۃ امتناع اثبات المشتق للشئ من غیر قیام ماخذ الاشتقاق بہ و فیہ والدلیل علی ثبوت صفۃ الکلام اجماع الامۃ وتواتر النقل عن الانبیاء علیہم السلام انہ تعالیٰ متکلم مع القطع باستحالۃ التکلم من غیر ثبوت صفۃ الکلام۔ وفیہ لیس من جنس الحروف والاصوات ضرورۃ انہا اعراض حادثۃ مشروط حدوث بعضہا بانقضاء البعض لان امتناع التکلم بالحرف الثانی بدون انقضاء الحرف الاول بدیہی ان ربک فعال لما یرید۔ ہود رکوع ۹ ج ۱۲۔ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء سورۃ البینۃ ج ۳۰۔ اللہ لا الہ الا ھو الرحمٰن الرحیم الی اخر الاسماء التسعۃ والتسعین کما رواہ الترمذی۔ ص۲۰۸ ج ۲ مشکوٰۃ

[۱] مالک داروغہ دوزخ کا نام ہے ۱۲ [۲] جبرائیل اس فرشتہ کا نام ہے جو انبیاء پر وحی لاتا تھا۔ اور میکائیل وہ فرشتہ ہے جسکے متعلق روزی کا کام ہے۔ ۱۲ [۳] کسی چیز کو حق سمجھکر دل سے سچ جاننا۔ ۱۲ [۴] عالم یعنی جہان۔ ۱۲

[۵۱] ذلکم اللہ ربکم خالق کل شئی سورہ مؤمن رکوع ۷ جزو ۲۴ وخلق کل شئی سورہ انعام رکوع ۱۲ جزو ۷۔ وفی الیواقیت والجواہر عن الشیخ محی الدین الحق الذی نقول بان العالم کلہ حادث وان تعلق بہ العلم القدیم۔ ۱۲ ص۴۹ ج ۱

[۵۲] قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ج ۳۰۔ عن الشیخ لا یجوز ان یقال ان الحق تعالیٰ مفتقر فی ظہور اسمائہ وصفاتہ الی وجود العالم لانہ لہ الغناء علی الاطلاق ۱۲ ص۴۵ ج ۱

[۵۳] ھو الاول والاخر سورہ حدید رکوع ا ج ۲۷ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام سورہ رحمٰن رکوع ا ج ۲۷۔ ۱۲

[۵۴] لیس کمثلہ شئی۔ سورہ شوری رکوع ۲ ج ۲۵ فی الیواقیت ص۸۰ عن الشیخ اعلم ان اللہ تعالیٰ لیس بجوہر فیقدر لہ المکان لا بعرض فیستحیل علیہ البقاء ولا جسم فیکون لہ الجہۃ والتلقاء فہو منزہ عن الجہات والاقطار وفیہ ایضاً فالحق تعالیٰ مباین لخلقہ فی سایر المراتب وھو من وراء معلومات جمیع الخلق۔ ۱۲ ص۸۲

[۵۵] ھو الحی سورہ بقرہ رکوع ۳۴ ج ۳۔ ان اللہ علی کل شئی قدیر۔ سورہ بقرہ رکوع ۲ ج ۱۔ وھو بکل شئی علیم۔ بقرہ رکوع ۳ ج ۱۔ ان اللہ بکل شئی علیم سورہ عنکبوت رکوع ۶ ج ۲۱۔ وھو

وہ زندہ ہے ہر چیز پر اس کو قدرت ہے۔ کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ سُنتا ہے۔ کلام فرماتا ہے لیکن اسکا کلام ہم لوگوں کے کلام کیطرح نہیں۔ جو چاہے کرتا ہے کوئی اوسکی روک ٹوک کرنیوالا نہیں۔ وہی پوجنے کے قابل ہے۔ اُس کا کوئی ساجھی نہیں۔ اپنے بندوں پر مہربان ہے بادشاہ ہے سب عیبوں سے پاک ہے۔ وہی اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے۔ وہی عزت والا ہے۔ بڑائی والا ہے۔ ساری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اسکا کوئی پیدا کرنے والا نہیں۔ گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ زبردست ہی بہت دینے والا ہے۔ روزی پہنچانیوالا ہے۔ جس کی روزی چاہے تنگ کردے اور جسکی چاہے زیادہ کردے۔ جس کو چاہے پست کردے جس کو چاہے بلند کردے۔ جس کو چاہے عزت دے جسکو چاہے ذلت دے۔ انصاف والا ہے۔ بڑے تحمل اور برداشت والا ہے۔ خدمت اور عبادت کی قدر کرنیوالا ہے۔[۵۵] دعا کا قبول کرنے والا ہے۔ سمائی والا ہے۔ وہ سب پر حاکم ہے اس پر کوئی حاکم نہیں۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ وہ سب کا کام بنانیوالا ہے۔ اسی نے سب کو پیدا کیا ہے وہی قیامت میں پھر پیدا کریگا۔ وہی جِلاتا ہے وہی مارتا ہے۔ اسکو نشانیوں اور صفتوں سے سب جانتے ہیں۔ اُس کی ذات کی باریکی کو کوئی نہیں جان سکتا۔ گنہگاروں کی توبہ[۵۶] قبول کرتا ہے۔ جو سزا کے قابل ہیں انکو سزا دیتا ہے۔ وہی ہدایت کرتا ہے۔ جہان میں جو کچھ ہوتا ہے اُسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بے اسکے حکم کے ذرہ نہیں ہل سکتا۔ نہ وہ سوتا ہے[۵۲] نہ اونگھتا ہے وہ تمام عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں۔ وہی سب چیزوں کو تھامے ہوئے ہے۔ اسی طرح تمام اچھی اور کمال کی صفتیں اسکو حاصل ہیں۔ اور بُری اور نقصان کی کوئی صفت اس میں نہیں۔ نہ اُس میں کوئی عیب ہے۔ عقیدہ[۵۳]۔ اسکی سب صفتیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور اُس کی کوئی صفت کبھی جا نہیں سکتی۔ عقیدہ[۵۴]۔ مخلوق کی صفتوں سے وہ پاک ہے اور قرآن و حدیث میں بعضی جگہ جو ایسی باتوں کی خبر دیگئی ہے تو اُن کے معنی اللہ کے حوالہ کریں کہ وہی اس کی حقیقت جانتا ہے۔ اور ہم بے کھود کرید کئے اسی طرح ایمان لاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ اس کا مطلب ہے وہ ٹھیک اور حق ہے اور یہی بات بہتر ہے[۱]۔ یا اس کے کچھ مناسب

[۱] کرید اٹکل ہے پس یہ سمجھے کہ یا تو یہی مراد ہوگی یا اور کچھ ہوگا یہ کام بڑے مولوی کا ہی ہر شخص کو معنی مقرر کرنا جائز نہیں۔ ۲

[۵۱] ہو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ۔ شوریٰ رکوع ۳ ج ۲۵
[۵۲] لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔ سورۃ البقرہ رکوع ۳۴ ج ۳۔ الحمد للہ رب العلمین۔ فاتحہ ۱-۱-۱
[۵۳] والصفات ازلیۃ قائمۃ بذاتہ۔ شرح عقاید صفحہ ۳
[۵۴] سبحن ربک رب العزۃ عما یصفون۔ صٰفٰت رکوع ۵ ج ۲۳
فلا تضربوا للہ الامثال۔ نحل رکوع ۱۰۔ ج ۱۴۔ لیس کمثلہ شیٔ شوریٰ رکوع ۲۔ ج ۲۵۔
والراسخون فی العلم یقولون اٰمنا آل عمران رکوع ۱ ج ۳
فی الیواقیت عن الشیخ اعلم ان من الادب عدم تاویل آیات الصفات ووجوب الایمان بہا مع عدم التکیف کما جارت آنے ان قال وانا نؤمن بما جاء من عند رسول اللہ ونکل علم الکیف فی ذلک کلہ الی اللہ والی رسولہ۔ ۱۲ ج ۱ ص ۱۳۴
[۵۵] یعنی عبادت کئے جانے کے قابل ہے۔ ۱۲
[۵۵] یعنے اسکا ثواب دینے والا ہے۔ ۱۲
[۵۶] توبہ سے مراد ہے کہ گناہ ہو جانے پر اللہ میاں کے آگے شرمندہ ہو اور آیندہ کو پکا ارادہ کرے کہ اب گناہ نہ کروں گی۔ ۱۲
[۲] اللہ جیسے کہ مثلاً قرآن میں آیا ہے کہ خدا کا ہاتھ تو۔ بہتر یہ ہے کہ اسکے معنے خدا ہی کے سپرد کرے خود کچھ نہ کہو اور اگر کہے تو اسکے مناسب معنے کہہ لے جیسے قوت لیکن پھر بھی یہ نہ سمجھے کہ یقیناً یہی مراد ہے اسلئے

معنے لگالیں جس سے وہ سمجھ میں آجاوے۔ عقیدہ ۵۔ عالم میں جو کچھ بھلا بُرا ہوتا ہے سب کو خدا تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے تقدیر اُسی کا نام ہے۔ اور بُری چیزوں کے پیدا کرنے میں بہت بھید ہیں جنکو ہر ایک نہیں جانتا۔ عقیدہ ۵۔ بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں مگر بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ گناہ کے کام سے اللہ میاں ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں عقیدہ ۵۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ایسے کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہو سکے عقیدہ ۵۔ کوئی چیز خدا کے ذمہ ضروری نہیں وہ جو کچھ مہربانی کرے اسکا فضل ہے عقیدہ ۵۔ بہت پیغمبر اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندوں کو سیدھی راہ بتانے آئے اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں۔ گنتی انکی پوری طرح اللہ ہی کو معلوم ہے اُن کی سچائی بتانے کو اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھوں ایسی نئی نئی اور مشکل مشکل باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے۔ ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں۔ اُن میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام تھے اور سب کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی درمیان میں ہوئے ان میں بعضے بہت مشہور ہیں جیسے حضرت نوح علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام اسحٰق علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام داؤد علیہ السلام سلیمان علیہ السلام ایوب علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام زکریا علیہ السلام یحییٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام الیاس علیہ السلام الیسع علیہ السلام یونس علیہ السلام لوط علیہ السلام ادریس علیہ السلام ذوالکفل علیہ السلام صالح علیہ السلام ہود علیہ السلام شعیب علیہ السلام عقیدہ ۵۔ سب پیغمبروں کی گنتی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتائی

فالقیٰ عصاہ فاذا ہی ثعبان مبین ونزع یدہ فاذا ہی بیضاء للنظرین۔ الاعراف رکوع ۱۳۔ ج ۹۔ انی اخلق لکم من الطین کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وغیرہما من آیات المعجزات وذکر ہذہ الانبیاء باسمائہم فی سورۃ الانعام وسورۃ ہود وسورۃ البقرۃ وسورۃ الاعراف وسورۃ ص وسورۃ الشعراء وغیرہا فی القرآن فی مواضع متعددۃ وفی العقائد للنسفی وقد ارسل اللہ تعالیٰ رسلا من البشر الی البشر مبشرین ومنذرین ومبینین للناس فیما یحتاجون الیہ من امور الدنیا والدین وایدہم بالمعجزات الناقضات للعادات واول الانبیاء آدم وآخرہم محمد علیہم السلام وقد روی بیان عددہم فی بعض الاحادیث والاولی ان لا یقتصر علی عدد فی التسمیۃ فقد قال اللہ تعالیٰ منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک۔ ۱۲

ع۵۔ مثلاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر دئے تھے۔ یا موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی اژدہا بنجاتی تھی۔ اور ایسے بہت سے معجزے پیغمبروں سے صادر ہوئے ۱۲۔ ترتیب یحیوی

ف۵ فی النبراس شرح شرح العقاید النسفیۃ وعلماء السنۃ بعد اجماعہم علی ان معانیہا الظاہرۃ غیر مرادۃ ذہبوا مذہبین احدہما مذہب السلف وہو الایمان بما اراد اللہ تعالیٰ وتفویض علمہا الیہ تعالیٰ مع التنزیہ عن التجسیم والتشبیہ وثانیہما مذہب الخلف تفسیرہا بما یلیق بہ تعالیٰ لاشتہار المذاہب الفاسدۃ فی زمانہم وتضلیل المشبہۃ عوام المسلمین ففعلوا ذلک حفظا للدین اھ قلت کذا فی التفسیر المظہری والجمل وغیرہما من کتب التفسیر ۱۲

ع۵ انا کل شیٔ خلقناہ بقدر سورہ قمر رکوع ۳ ج ۲۷ ان اللہ یعلم وانتم لا تعلمون نحل رکوع ۱۰ ج ۱۴۔ ع۵ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔ کہف رکوع ۴ ج ۱۵ واللہ خلقکم وما تعملون صٰفٰت رکوع ۳ ج ۲۳۔ ولا یرضے لعبادہ الکفر۔ وان تشکروا یرضہ لکم۔ سورہ زمر رکوع ۱ ج ۲۳

ع۵ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا مؤمنون رکوع ۴ ج ۱۸ ع۵ لا یسأل عما یفعل۔ انبیاء رکوع ۲ ج ۱۷۔ فعال لما یرید سورہ بروج ج ۳۰۔ ع۵ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک مؤمن رکوع ۸ ج ۲۴۔ کل من الصلحین سورہ انعام رکوع ۱۰

اسلیئے یوں عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے جتنے پیغمبر ہیں ہم اُن سب پر ایمان[۱۵] لاتے ہیں جو ہمکو معلوم ہیں اُن پر بھی اور جو نہیں معلوم اُن پر بھی۔ عقیدہ[۱۵] پیغمبروں میں بعضوں کا مرتبہ بعضوں سے بڑا ہے سب سے زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپکے بعد کوئی نیا[۲۵] پیغمبر نہیں آسکتا۔ قیامت[۵] تک جتنے آدمی اور جن ہونگے آپ سب کے پیغمبر ہیں۔ عقیدہ[۵] ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکّہ سے بیت المقدس میں اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا پہنچایا اور پھر مکّہ میں پہنچا دیا۔ اسکو معراج کہتے ہیں عقیدہ[۵] اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کرکے اُن کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے اُن کو فرشتہ کہتے ہیں بہت سے کام اُن کے حوالے ہیں۔ وہ کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے جس کام میں لگا دیا ہے اسمیں لگے ہیں۔ اُن میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السّلام حضرت میکائیل علیہ السّلام حضرت اسرافیل علیہ السّلام حضرت عزرائیل[۵] علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق آگ سے بنائی ہے۔ وہ بھی ہمکو دکھائی نہیں دیتی۔ اُن کو جن کہتے ہیں۔ ان[۵] میں نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں۔ اُن کے اولاد بھی ہوتی ہے۔ اُن سب میں زیادہ مشہور شریر ابلیس یعنی شیطان ہے۔ عقیدہ[۵] مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور دنیا سے محبت نہیں رکھتا اور پیغمبر صاحب کی ہر طرح خوب تابعداری کرتا ہے تو وہ اللہ کا دوست اور پیارا ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں۔ اُس شخص سے کبھی ایسی باتیں ہونے لگتی ہیں۔ جو اور لوگوں سے نہیں ہوسکتیں۔ اِن باتوں کو کرامت کہتے ہیں

ولقدرآہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہی۔ والنجم رکوع ۱۔ ج ۲۷۔ وفی العقائد للنسفی والمعراج لرسول اللہ علیہ الصلوۃ والسّلام فی الیقظۃ بشخصہ الی السماء ثم الی ما شاء اللہ تعالے من العلی حق ۱۲ صفحہ ۱۲ ف ۵ عن عائشۃ رضہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خلقت الملئکۃ من نور وخلق الجان من مارج من نار وخلق آدم مما وصف لکم رواہ مسلم۔ فالمدبرات والنزعات رکوع ۱ ج ۳۰۔ لا یعصون اللہ ما امرہم و یفعلون ما یؤمرون۔ تحریم رکوع ۱ ج ۲۸۔ ف ۵ خلق الجان من مارج من نار۔ رحمن رکوع ۱ ج ۲۷۔ انہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم۔ اعراف رکوع ۳۔ ج ۸ ف ۵ وانا منا الصلحون ومنا دون ذلک سورہ جن رکوع ۱ ج ۲۹۔ واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی وہم لکم عدو۔ کہف رکوع ۷ ج ۱۵۔ ف ۵ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ الذین آمنوا وکانوا یتقون۔ یونس رکوع ۷ ج ۱۱ کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا قال یامریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ۔ آل عمران رکوع ۴ ج ۳۔ وکرامات الاولیاء حق والولی ہو العارف باللہ تعالیٰ وصفاتہ حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانہماک فی اللذات والشہوات شرح عقاید ۱۲ صفحہ ۱۰۵ ف ۵ ایمان کے معنی یقین کرنا پس مطلب یہ ہے کہ ان سب کو پیغمبر یقین کرتے ہیں اور خدا کا بھیجا ہوا مانتے ہیں ۱۲

ف ۵ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض وفی شرح العقائد وافضل الانبیاء محمد علیہ السّلام لقولہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت الآیۃ ولا شک ان خیریۃ الامۃ بحسب کمالہم فی الدین وذلک تابع لکمال نبیہم الذی یتبعونہ صفحہ ۱۰۲ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ سورۃ الاحزاب رکوع ۵ ج ۲۲۔ ف ۵ قال اللہ تعالیٰ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ سورہ فرقان واخرج السیوطی فی الخصائص صفحہ ۱۸۷ ج ۲ بروایۃ البخاری فی تاریخہ والبزار والبیہقی وابی نعیم عن ابن عباس رضہ مرفوعا اوتیت خمسا الحدیث وفیہ بعثت انا الی الجن والانس ۱۲ وبروایۃ ابن سعد عن الحسن مرفوعا انا رسول من ادرکت حیا ومن یولد بعدی وحکی السیوطی الاجماع علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث الی الجن والانس وقال البغوی فی تفسیر سورۃ الاحقاف وفیہ (ای فی قولہ تعالیٰ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن) دلیل علی انہ علیہ السّلام کان مبعوثا الی الانس والجن جمیعا ۱۲ ف ۵ سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ بنی اسرائیل رکوع ۱ ج ۱۵

ف ۵ نہ حقیقی نہ بروزی جو شخص آپکے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے جیسے اس زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بروزی نبی ہونیکا ۱۲ دعویٰ کیا ہے مسلمانوں نے اسکو اور اسکے ماننے والوں کو کافر کہا ہے اور قادیانیوں سے نکاح بیاہ کرنا حرام ہے ۱۲ ف ۵ عزرائیل علیہ الصلوۃ والسلام کو روح قبض کرنے کا کام سپرد ہے ان کو ملک الموت بھی کہتے ہیں ۱۲ منہ

عقیدہ[۹۱]۔ ولی کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جاوے مگر نبی کے برابر نہیں ہو سکتا[۱۹]۔ عقیدہ[۹۲]۔ خدا کا کیسا ہی پیارا ہو جاوے مگر جب تک ہوش و حواس باقی ہوں شرع کا پابند رہنا فرض ہے نماز روزہ اور کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی۔ جو گناہ کی باتیں ہیں وہ اسکے لئے درست نہیں ہو جاتیں[۲۰]۔ عقیدہ[۹۳]۔ جو شخص شریعت کے خلاف ہو وہ خدا کا دوست نہیں ہو سکتا۔ اگر اسکے ہاتھ سے کوئی اچنبھے کی بات دکھائی دیوے یا تو وہ جادو ہے یا نفسانی[۱] اور شیطانی دھندا ہے اس سے عقیدہ نہ رکھنا چاہئے[۲۱]۔ عقیدہ[۹۴]۔ ولی لوگوں کو بعض بھید کی باتیں سوتے یا جاگتے میں معلوم ہو جاتی ہیں اسکو کشف اور الہام کہتے ہیں اگر وہ شرع[۲] کے موافق ہے تو قبول ہے اور اگر شرع کے خلاف ہے تو رد ہے[۲۲]۔ عقیدہ[۹۵]۔ اللہ و رسول نے دین کی سب باتیں قرآن و حدیث میں بندوں کو بتا دیں۔ اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں۔ ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں۔ بدعت بہت بڑا گناہ ہے[۲۳]۔ عقیدہ[۹۶]۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے جبرائیل علیہ السلام کی معرفت بہت سے پیغمبروں پر اتاریں تاکہ وہ اپنی اپنی امتوں کو دین کی باتیں سنائیں۔ ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام

الطبعی الی الانقیاد للشرع فی کل حرکۃ و سکون ص۲۰۳ مختصرا و فیہا عن الشیخ قد وضع اللہ میزان الشرع بید العلماء اہل التقوی فہم ارباب التعدیل و التجریح فما وقع علی ید من ظہرت امارات اتباعہ للشرع سموہ کرامۃ و ما وقع علی غیرہ سموہ سحرا او شعبدۃ و غیر ذلک ص۱۱۷ ج۱ ۱۲

[۹۴] لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ۔ یونس رکوع ۷ ج ۱۱ ثم جعلنک علی شریعۃ من الامر فاتبعہا و لا تتبع اہواء الذین لا یعلمون۔ جاثیہ رکوع ۲ ج ۲۵ فی الیواقیت عن الشیخ عبد القادر الجیلی و قد تری لی مرۃ نور عظیم ملاء الافق ثم بدت لی فیہ صورۃ تنادینی یا عبد القادر انا ربک و قد اسقطت عنک التکالیف فان شئت فاعبدلی و ان شئت فاترک فقلت اخسأ یا لعین الخ ص۱۶ ج۱

[۹۵] الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ مائدہ رکوع ۱ ج ۶۔ ام لہم شرکؤا شرعوا لہم من الدین ما لم یاذن بہ اللہ۔ شوری رکوع ۳ ج ۲۵۔ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ و الرسول نساء۔ رکوع ۸ ج ۵ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد متفق علیہ و من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاہا اللہ و رسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بہا لا ینقص ذلک من اوزارہم شیئا رواہ الترمذی مشکوۃ ص۳۰

[۹۶] قولوا آمنا باللہ و ما انزل الینا و ما انزل الی ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق الآیۃ۔ بقرہ رکوع ۱۶ ج ۱۔ و الذین یؤمنون بما انزل الیک و ما انزل من قبلک۔ بقرہ رکوع ۱ ج ۱۔ و کتبنا لہ فی الالواح من کل شئی الاعراف رکوع ۱۷۔ ج ۹۔ و آتینا داؤد زبورا۔ نساء رکوع ۲۳۔ ج ۶ و آتیناہ الانجیل فیہ ہدی و نور۔ مائدہ رکوع ۷ ج ۶ و انزلنا الیک الکتاب بالحق مائدہ رکوع ۷ ج ۶ فبای حدیث بعدہ یؤمنون والمرسلات رکوع ۲ ج ۲۹ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ نساء رکوع ۷ ج ۵۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ حجر رکوع ۱۔ ج ۱۴

[۱] نفسانی سے یہ مطلب ہے کہ نفس نے کوئی تصرف کیا ہے۔ اور شیطانی سے یہ مراد ہے کہ جن وغیرہ تابع ہوں اس نے یہ تعجب کی باتیں دکھائی ہیں۔ [۲] اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ شریعت کے خلاف نہ ہو تو اس کے انکار کی ضرورت نہیں ہے اور یہ مطلب نہیں کہ اسکا ماننا ضروری ہے ہاں ایسے الہام کو صحیح سمجھنا اور اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے اور نفسانیت سے انکار کرنا بہت برا ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

---

[۹۱] و کلا فضلنا علی العلمین انعام رکوع ۱۰ ج ۷ فی الیواقیت عن الشیخ اعلم ان مقام النبی ممنوع لنا دخولہ و غایۃ معرفتنا بہ من طریق الارث النظر الیہ کما ینظر من ہو فی اسفل الجنۃ الی من ہو فی اعلی علیین۔

[۹۲] ایحسب الانسان ان یترک سدی قیٰمۃ رکوع ۲ ج ۲۹ فی الیواقیت و قد سئل ابو القاسم جنید رضی اللہ عنہ عن قوم یقولون باسقاط التکالیف و یزعمون ان التکالیف انما کانت وسیلۃ الی الوصول و قد وصلنا فقال رضی اللہ عنہ صدقوا فی الوصول و لکن الی سقر و الذی یسرق و یزنی خیر من یعتقد ذلک و لو انی بقیت الف عام ما نقصت من اورادی شیئا الا بعذر شرعی ۱۲ ص۱۹۲ ج۱

[۹۳] ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم و اللہ غفور رحیم۔ قل اطیعوا اللہ و الرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین آل عمران رکوع ۴۔ ج ۳ فی الیواقیت عن الشیخ ان من الخوارق ما یکون عن قوی نفسیۃ و قد یکون ایضا عن حیل طبیعیۃ و قد یکون عن نظم حروف بطوالع و قد یکون باسماء یتلفظ بہا ذاکرہا و لا یکون خرق العادۃ علے وجہ الکرامۃ الا لمن خرق العادۃ من نفسہا باخراجہا عن مالوفہا

کو ملی۔ زبور[۲] حضرت داؤد علیہ السّلام کو۔ انجیل[۳] حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو قرآن[۴] مجید ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اور قرآن مجید آخری کتاب ہے، اب کوئی کتاب آسمان سے نہ آویگی قیامت تک قرآن ہی کا حکم چلتا رہیگا۔ دوسری کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا۔ مگر قرآن مجید کی نگہبانی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اسکو کوئی نہیں بدل سکتا عقیدہ ۲۴۔ ہمارے[۱] پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جن جن مُسلمانوں نے دیکھا ہے اُن کو صحابی[۵] کہتے ہیں اُنکی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں اُن سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہیئے اگر اُن کے آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا سُننے میں آئے تو اسکو بھول چوک سمجھے اُن کی کوئی بُرائی نہ کرے۔ اُن سب میں سب سے بڑھکر چار صحابی ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ پیغمبر صاحب کے بعد اُنکی جگہ بیٹھے اور دین کا بندوبست کیا اسلئے یہ اوّل خلیفہ کہلاتے ہیں تمام اُمّت میں یہ سب سے بہتر ہیں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ دوسرے خلیفہ ہیں ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ تیسرے خلیفہ ہیں اِن کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ چوتھے خلیفہ ہیں عقیدہ ۲۵۔ صحابی[۲] کا اتنا بڑا رتبہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی بھی ادنیٰ درجہ کے صحابی کے برابر مرتبے میں نہیں پہونچ سکتا عقیدہ ۲۶۔ پیغمبر[۳] صاحب کی اولاد اور بیبیاں سب تعظیم کے لایق ہیں اور اولاد میں سب سے بڑا رتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے اور بیبیوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ[۴] رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ ۲۷۔ ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ و رسول کو سب باتوں میں سچّا سمجھے اور ان سب کو مان لے اللہ و رسول کی کسی بات میں شک کرنا یا اسکو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کے ساتھ مذاق اُڑانا اِن سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے عقیدہ ۲۸۔ قرآن اور[۵] حدیث کے کھُلے کھُلے مطلب کو نہ ماننا اور اینچ پینچ کرکے اپنے

قال حسبک من نساء العلمین مریم بنت عمران وخدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمد وآسیۃ امرأۃ فرعون رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص۵۷۳ وقال علیہ السلام فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام ترمذی ص۵۷۲ ۔ ۵ انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا الآیۃ حجرات رکوع ۲ ج ۲۶ ۔ ان الذین کذبوا بآیتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ اعراف رکوع ۵ ج ۸ ۔ قل اباللہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستہزءون سورہ توبہ رکوع ۸ ج ۱۰ ۔ ۵ ان الذین یلحدون فی آیتنا لا یخفون علینا حم السجدہ رکوع ۵ ج ۲۴ ۔ ۵ بشرطیکہ وہ دیکھنے والا مسلمان ہی مرا ہو اور جس نے مسلمان ہونے کی حالت میں صحابی کو دیکھا اور مسلمان ہی مرا وہ تابعی ہے اور جس نے تابعی کو اسی طور دیکھا وہ تبع تابعی ہے۔ ان سب کی بزرگی حدیث میں خصوصیت کیساتھ وارد ہوئی ہے ۱۲ ترتیب

۱ والسابقون الاولون من المہٰجرین والانصار۔ توبہ رکوع ۱۳ ج ۱۱ والذین معہ اشداء علی الکفار الی آخر السورۃ فتح رکوع ۴ ج ۲۵ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی الحدیث متفق علیہ اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن آذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد اذی اللہ ومن آذی اللہ یوشک ان یاخذہ رواہ الترمذی ص۲۲۶ ج ۲ عن ابن عمر قال کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان مشکوٰۃ ص۵۵۵ وافضل البشر بعد نبینا ابو بکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورین ثم علی المرتضیٰ ۱۲ عقائد نسفی

۲ لا تسبوا اصحابی فان احدکم لو انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ للشیخین وابی داؤد والترمذی جمع الفوائد ص۲۰۱ ج ۲ ومشکوٰۃ ص۵۵۳

۳ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ احزاب رکوع ۴ ج ۲۱ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲

مطلب بنانے کو معنی گھڑنا بد دینی کی بات ہے۔ عقیدہ[۲۹] گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ عقیدہ[۳۰]۔ گناہ چاہے جتنا بڑا ہو جب تک اسکو بڑا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔ عقیدہ[۳۱]۔ اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو جانا یا نا امید ہو جانا کفر ہے۔ عقیدہ[۳۲]۔ کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اسکا یقین کر لینا کفر ہے۔ عقیدہ[۳۳]۔ غیب کا حال سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے بعضی باتیں معلوم بھی ہو جاتی ہیں۔ عقیدہ[۳۴]۔ کسی کا نام لیکر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت جھوٹوں پر لعنت۔ مگر جن کا نام لیکر اللہ و رسول نے لعنت کی ہے یا اُن کے کافر ہونے کی خبر دی ہے اُن کو کافر ملعون کہنا گناہ نہیں۔ عقیدہ[۳۵]۔ جب آدمی مرجاتا ہے اگر گاڑا جائے تو گاڑنے کے بعد اور اگر نہ گاڑا جائے تو جس حال میں ہو اُس کے پاس دو فرشتے جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ آکر پوچھتے ہیں۔ کہ تیرا پروردگار کون ہے تیرا دین کیا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں۔ اگر مردہ ایماندار ہوا تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے۔ پھر اسکے لئے سب طرح کی چین ہے جنت کی طرف کھڑکی کھول دیتے ہیں جس سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے۔ اور وہ مزے میں پڑکر سورہتا ہے۔ اور اگر مردہ ایماندار نہ ہوا تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں۔ پھر اُس پر بڑی سختی اور عذاب قیامت تک

---

۹۴ فیجوز الیضا رد المحتار ج ۲ ۱۲ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ ہود رکوع ۲ ج ۱۲۔ ۱۲ ۹۵ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ لیسمع قرع نعالہم اتاہ ملکان فیقعدانہ فیقولان ما کنت تقول فی ہذا الرجل لمحمد فاما المومن فیقول اشہد انہ عبد اللہ ورسولہ فیقال لہ انظر الی مقعدک من النار قد ابدلک اللہ بہ مقعدا من الجنۃ فیراہما جمیعا واما المنافق والکافر فیقال لہ ما کنت تقول فی ہذا الرجل فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیقال لہ لا دریت ولا تلیت ویضرب بمطارق من حدید ضربۃ فیصیح صیحۃ یسمعہا من یلیہ غیر الثقلین متفق علیہ ولفظہ للبخاری مشکوۃ ۱۲

۹۶ مطلب یہ ہے کہ سمجھ لیوے کہ آخرت میں میری ہرگز کسی طرح بخشش نہ ہوگی ۱۲ ۹۷ لعنت کے معنی خدا کی رحمت سے دور کرنا یعنی یوں دعا کرے کہ فلانی پر خدا کی لعنت ہو ۱۲ ۹۸ یا تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت دکھا کر دریافت ہوتا ہے یا آپ کے حالات بتا کر دریافت ہوتا ہے۔ علماء کے دونوں قول ہیں اور سب سے قوی قول یہ ہے کہ بوجہ شہرت کے مُردہ کا ذہن خود بخود آپ ہی کی طرف پہنچ جاتا ہے ۱۲ ۹۹ علماء نے حدیث کے اشارہ سے فرمایا ہے کہ جو شخص نہ مومن صالح ہو نہ کافر، بلکہ فاسق ہو تو اسکا عذاب کافر سے کم ہوتا ہے اور فاسق وہ ہے جو گناہ کبیرہ کرے اور صغیرہ پر بھی۔ عذاب کرنے کا اللہ کو اختیار ہے ۱۲

---

۹۱ ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ۔ توبہ رکوع ۴ ج ۱۰ ۹۲ یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا۔ تحریم رکوع ۲ ۱۲ فی شرح العقاید والکبیرۃ لا تخرج العبد المومن من الایمان لبقاء التصدیق الذی ہو حقیقۃ الایمان ۱۲ ۹۳ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون۔ الاعراف رکوع ۱۲ ج ۹ لا تیئسوا من روح اللہ فانہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکفرون۔ یوسف رکوع ۱۰ ج ۱۳۔ ۱۲ ۹۴ ابو ہریرۃ رض مرفوعا من اتی کاہنا فصدقہ بما یقول فقد برئ مما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مشکوۃ۔ ۱۲ ۹۵ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ نمل رکوع ۵ ج ۲۰۔ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ سورہ جن ۱۲۔ اذ اوحینا الی امک ما یوحی الآیۃ ۱۲ سورہ قصص ۱۲ ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء سورہ بقرہ ۱۲ ۹۶ حقیقۃ اللعن المشہورۃ ہی الطرد عن الرحمۃ وہی لا تکون الا لکافر ولذا لم تجز علی معین لم یعلم موتہ علی الکفر بدلیل وان کان فاسقا متہورا کیزید علی المعتمد بخلاف نحو ابلیس وابی لہب وابی جہل فیجوز وبخلاف غیر المعین کالظالمین والکاذبین ۱۲

ہوتا رہتا ہے۔ اور بعضوں[۵۱] کو اللہ تعالیٰ اس امتحان سے معاف کر دیتا ہے مگر یہ سب باتیں مُردہ کو معلوم ہوتی ہیں۔ ہم لوگ نہیں دیکھتے جیسے سوتا آدمی خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے اور جاگتا آدمی اسکے پاس بیخبر بیٹھا رہتا ہے۔ عقیدہ[۳۶][۵۲]۔ مرنیکے بعد ہر دن صبح اور شام کے وقت مُردے کا جو ٹھکانا ہے دکھلا دیا جاتا ہے۔ جنتی کو جنت دکھلا کر خوشخبری دیتے ہیں اور دوزخی کو دوزخ دکھلا کر اور حسرت بڑھاتے ہیں عقیدہ[۳۷][۵۳] مُردے کیلئے دعا کرنے سے کچھ خیر خیرات دیکر بخشنے سے اُس کو ثواب پہنچتا ہے اور اس سے اُسکو بڑا فائدہ ہوتا ہے عقیدہ[۳۸][۵۴]۔ اللہ و رسول نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتائی ہیں سب ضرور ہونیوالی ہیں۔ امام مہدی علیہ السّلام ظاہر ہونگے اور خوب انصاف سے بادشاہی کرینگے۔ کانا دجّال[۵۵] نکلے گا۔ اور دنیا میں بہت فساد مچاوے گا۔ اُس کے مار ڈالنے کیواسطے حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر سے اُتریںگے اور اُسکو مار ڈالیں گے۔ یاجوج ماجوج بڑے زبردست لوگ ہیں۔ وہ تمام زمین پر پھیل پڑیں گے اور بڑا اودھم مچاوینگے پھر خدا کے قہر سے ہلاک ہونگے۔ ایک عجیب طرح کا جانور زمین سے نکلے گا۔ اور آدمیوں سے باتیں کرے گا۔ مغرب کیطرف سے آفتاب نکلے گا۔ قرآن مجید اُٹھ جائے گا۔ اور تھوڑے دنوں میں سارے مسلمان مرجائیں گے اور تمام دُنیا کافروں سے بھرجائیگی اور اس کے سوائے اور بہت سی باتیں ہونگی۔ عقیدہ[۳۹][۵۵]۔ جب ساری نشانیاں پوری ہوجائیں گی تو قیامت کا سامان شروع ہوگا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام خدا کے حکم سے صور پھونکیں گے۔ یہ صور ایک بہت بڑی چیز

الغفاری قال اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ماتذکرون قالوا نذکر الساعۃ قال انہا لن تقوم حتی ترد قبلہا عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسٰی بن مریم ویاجوج وماجوج۔ الحدیث مشکوۃ ۱۲ صـ۴۷۲ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لایقبلہ احد الحدیث مشکوۃ ۱۲ صـ۴۷۹ حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وہم من کل حدب ینسلون۔ سورہ انبیاء رکوع ۷ ج ۱۷۔ واذا وقع القول علیہم اخرجنا لہم دابۃ من الارض تکلمہم ان الناس کانوا بآیتنا لایوقنون۔ سورہ نمل رکوع ۶ ج ۲۰۔ یوم یاتی بعض آیات ربک لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن آمنت من قبل۔ سورہ انعام رکوع ۲۰۔ وتفصیل خروج الدجال وحالاتہ ونزول عیسٰی وقتلہ الدجال وخروج یاجوج وماجوج وغیر ذلک مذکور فی حدیث طویل لنواس بن سمعان رواہ الترمذی من شاء الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ ۱۲ [۵۵] عن ابی سعید قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الصور وقال عن یمینہ جبرئیل وعن یسارہ میکائیل مشکوۃ ۱۲ صـ۴۸۲ عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الصور قرن ینفخ فیہ رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی مشکوۃ ۱۲ صـ۴۸۲ فاذا نفخ فی الصور نفخۃ واحدۃ وحملت الارض والجبال فدکتا دکۃ واحدۃ فیومئذ وقعت الواقعۃ وانشقت السماء فہی یومئذ واہیۃ۔ سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ ج ۲۹ ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا ہم قیام ینظرون۔ زمر رکوع ۷ ج ۲۴۔ ۱۲ [۵۰] ایسے ہی قرآن شریف وغیرہ پڑھکر بخشنے سے ۱۲ [۵۵] دجال یہود کی قوم سے ایک شخص ہوگا ۱۲

[۵۱] وعذاب القبر للکافرین ولبعض عصاۃ المؤمنین وخص البعض لان منہم من لایرید اللہ تعالیٰ تعذیبہ فلایعذب وتنعیم اہل الطاعۃ فی القبر بما یعلمہ اللہ تعالیٰ ویریدہ وسوال منکر ونکیر ثابت بالدلائل السمعیۃ شرح عقاید مختصرا ۱۲ صـ۱۰۰ وروی الترمذی ما من مسلم یموت یوم الجمعۃ اولیلۃ الجمعۃ الا وقاہ اللہ فتنۃ القبر ۱۲ ترمذی باب ماجاء فی عذاب القبر صـ۱۲۵

[۵۲] عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احدکم اذا مات عرض علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی ان کان من اہل الجنۃ فمن اہل الجنۃ وان کان من اہل النار فمن اہل النار فیقال ہذا مقعدک حتی یبعثک اللہ الیہ یوم القیمۃ متفق علیہ مشکوۃ ۱۲ صـ۲۵

[۵۳] ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان حشر رکوع ۱ ج ۲۸۔ الاصل ان کل من اتی بعبادۃ ما لہ جعل ثوابہا لغیرہ وان نواہا عند الفعل لنفسہ لظاہر الادلۃ۔ درمختار ۱۲ صـ۷۲۶

[۵۴] عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی منی اجلی الجبہۃ اقنی الانف یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یملک سبع سنین رواہ ابوداؤد مشکوۃ ۱۲ صـ۴۷۰ عن حذیفۃ بن اسید

سینگ کی شکل پر ہے۔ اس صور کے پھونکنے سے تمام زمین وآسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوینگے۔ تمام مخلوقات مرجاویگی اور جو مر چکے ہیں اُنکی رُوحیں بے ہوش ہو جاوینگی۔ مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے۔ ایک مدّت اسی کیفیت پر گذر جاویگی۔ عقیدہ ۴۱ ۔ پھر جب اللہ کو منظور ہوگا کہ تمام عالم پھر پیدا ہو جاوے تو دوسری بار پھر صور پھونکا جائے گا۔ اُس سے پھر سارا عالم پیدا ہو جاوے گا۔ مُردے زندہ ہو جاوینگے اور قیامت کے میدان میں سب اکٹھے ہونگے۔ اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جاوینگے۔ آخر ہمارے پیغمبر صاحب سفارش کرینگے۔ ترازو کھڑی کیجاوے گی۔ بھلے بُرے عمل تولے جاوینگے۔ اُن کا حساب ہوگا۔ بعضے بےحساب جنّت میں جاوینگے۔ نیکوں کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جاوے گا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو حوضِ کوثر کا پانی پلائینگے۔ جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ پُل صراط پر چلنا ہوگا۔ جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہو کر بہشت میں پہنچ جائینگے۔ جو بد ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑینگے۔ عقیدہ ۴۲ ۔ دوزخ پیدا ہو چکی ہے۔ اُس میں سانپ اور بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے۔ دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش سے نکل کر بہشت میں داخل ہونگے خواہ کتنے ہی بڑے گنہگار ہوں۔ اور جو کافر اور مشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہینگے اور اُن کو موت بھی نہ آئیگی۔ عقیدہ ۴۳ ۔ بہشت بھی پیدا ہو چکی ہے اور اُس میں طرح طرح کی چین اور نعمتیں ہیں بہشتیوں کو

وعن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی فرطکم علی الحوض من مر علیّ شرب ومن شرب لم یظمأ ابدا الحدیث مشکوٰۃ ۱۲ ص ۴۸۸ وفی حدیث طویل لابی سعید الخدری ثم یضرب الجسر علی جہنم وتحل الشفاعۃ ویقولون اللہم سلم سلم فیمر المؤمنون کطرف العین وکالبرق وکالریح وکالطیر وکاجاوید الخیل والرکاب فناج مسلم ومخدوش مرسل ومکدوش فی نار جہنم الحدیث مشکوٰۃ ۱۲ ص ۴۹۰ فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین۔ بقرہ رکوع ۳ ج ۱ وفی حدیث الشفاعۃ ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرج فاخرجہم من النار وادخلہم الجنۃ الا من قد حبسہ القرآن ای وجب علیہ الخلود الحدیث مشکوٰۃ ۱۲ وفی حدیث آخر فیقال انطلق فاخرج من کان فی قلبہ ادنی ادنی ادنی مثقال حبۃ خردل من ایمان فاخرجہ من النار مشکوٰۃ ۱۲ ص ۴۸۹ عن عبد اللہ بن حارث بن جزء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی النار حیات کامثال البخت تلسع احدہن اللسعۃ فیجد حموتہا اربعین خریفا وان فی النار عقارب کامثال البغال الموکفۃ تلسع احدہن اللسعۃ فیجد حموتہا اربعین خریفا رواہ احمد مشکوٰۃ ص ۵۰۳ لایموت فیہا ولایحیی۔ سورۃ الاعلیٰ ج ۳۰ ۔ ۱۲ ص ۵۳ وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا کعرض السماء والارض اعدت للمتقین آل عمران رکوع ۱۴ ج ۴ ۔ مثل الجنۃ التی وعد المتقون فیہا انہر من ماء غیر آسن الآیۃ۔ سورہ محمد رکوع ۲ ج ۲۶ ۔ ولکم فیہا ما تشتہی انفسکم ولکم فیہا ما تدعون۔ فصلت۔ رکوع ۴ ج ۲۴ ۔ وہما ای الجنۃ والنار مخلوقتان الان موجودتان شرح عقائد ص ۱۲ فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ بقرہ رکوع ۴ ج ۱

ص ۵۱ ونفخ فی الصور فاذا ہم من الاجداث الی ربہم ینسلون۔ سورہ یس رکوع ۴ ج ۲۳۔ عن ابی ہریرۃ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلحم فرفع الیہ الذراع وکانت تعجبہ فنہس منہا نہسۃ ثم قال انا سید الناس یوم القیمۃ یوم یقوم الناس لرب العلمین وتدنو الشمس فیبلغ الناس من الغم والکرب مالا یطیقون فیقول الناس الا تنظرون من یشفع لکم الی ربکم فیاتون آدم وذکر حدیث الشفاعۃ الی ان قال فیقال یا محمد ادخل من امتک من لا حساب علیہم من الباب الایمن من ابواب الجنۃ الحدیث متفق علیہ مشکوٰۃ ۱۲ ص ۴۸۹ فاما من اوتی کتبہ بیمینہ فسوف یحاسب حسابا یسیرا وینقلب الی اہلہ مسرورا سورۃ الانشقاق ج ۳۰ ۔ واما من اوتی کتبہ بشمالہ فیقول یلیتنی لم اوت کتبیہ الحاقہ۔ رکوع ۱ ج ۲۹ ۔ ۱۲ عن ثوبان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حوضی من عدن الی عمان البلقاء ماءہ اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل الحدیث مشکوٰۃ ۱۲ ص ۴۹۳ وعن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی حوضا وانہم لیتباہون ایہم اکثر واردۃ وانی لارجو ان اکون اکثرہم واردۃ رواہ الترمذی مشکوٰۃ ۱۲ ص ۴۹۳

کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا۔ اور وہ اسمیں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ اُس سے نکلیں گے اور نہ وہاں مرینگے۔ عقیدہ[۴۳] [۵۱]۔ اللہ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے یا بڑے گناہ کو اپنی مہربانی سے معاف کردے اور اُس پر بالکل سزا نہ دے۔ عقیدہ[۴۴] [۵۲]۔ شرک اور کفر کا گناہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی کو معاف نہیں کرتا۔ اور اس کے سوا اور گناہ جسکو چاہے گا اپنی مہربانی سے معاف کر دیگا۔ عقیدہ[۴۵] [۵۳]۔ جن لوگوں کا نام لیکر اللہ اور رسولؐ نے اُن کا بہشتی ہونا بتلا دیا ہے اُن کے سوا کسی اور کے بہشتی ہونیکا یقینی حکم نہیں لگا سکتے۔ البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اُسکی رحمت سے اُمید رکھنا ضروری ہے۔ عقیدہ[۴۶] [۵۴]۔ بہشت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔ جو بہشتیوں کو نصیب ہوگا۔ اسکی لذت میں تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہونگی۔ عقیدہ[۴۷] [۵۵]۔ دُنیا میں جاگتے ہوئے اللہ کو اِن آنکھوں سے کسی نے نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔ عقیدہ[۴۸] [۵۶]۔ عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا بُرا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اُسی کے موافق اسکو اچھا بُرا بدلہ ملتا ہے۔ عقیدہ[۴۹] [۵۷]۔ آدمی عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے۔ البتہ مرتے وقت جب دم ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اُسوقت نہ توبہ[۵۹] قبول ہوتی ہے اور نہ ایمان۔

فصل [۶]

اسکے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعضے بُرے عقیدے اور بُری رسمیں اور بعضے بڑے بڑے گناہ جو اکثر ہوتے رہتے ہیں جن سے ایمان میں نقصان آجاتا ہے بیان کر دئے جائیں۔ تاکہ لوگ اُن سے بچتے رہیں۔ اُن میں بعضے بالکل کفر اور شرک ہیں۔ بعضے قریب کفر اور شرک کے اور بعضے بدعت اور گمراہی اور بعضے فقط گناہ غرضکہ سب سے بچنا ضروری ہے پھر جب اِن چیزوں کا بیان ہو چکیگا تو اسکے بعد گناہوں سے جو دُنیا کا نقصان اور طاعت سے جو دُنیا کا نفع ہوتا ہے کچھ تھوڑا سا اسکو بیان کرینگے۔ کیونکہ دُنیا کے نفع نقصان کا لوگ زیادہ خیال کرتے ہیں۔ شاید اسی خیال سے کچھ نیک کام کی توفیق اور گناہ سے پرہیز ہو۔

لن یری احدکم ربہ حتی یموت مسلم ۱۲ ۵۶ عن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد لیعمل عمل اہل النار وانہ من اہل الجنۃ ویعمل عمل اہل الجنۃ وانہ من اہل النار وانما الاعمال بالخواتیم متفق علیہ مشکوٰۃ ۱۲ ۵۷ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان اللہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر رواہ الترمذی وابن ماجۃ مشکوٰۃ ۱۲ ۵۸ توبہ سے مراد کفر اور شرک کے سوا اور گناہوں سے توبہ کرنا اور ایمان سے مراد کفر سے توبہ کرنا اور مسلمان ہو جانا ہے۔ ۱۲

۵۱ ویجوز العقاب علی الصغیرۃ والعفو عن الکبیرۃ شرح عقائد ۱۲
۵۲ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء نساء رکوع ۷ ج ۵ - ۱۲
۵۳ قالت ام العلاء فقلت رحمک اللہ ابا السائب شہادتی ان قد اکرمک اللہ رواہ البخاری عن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما مسلم شہد لہ اربعۃ بخیر ادخلہ اللہ الجنۃ قلنا وثلثۃ قال وثلثۃ قلنا واثنان قال واثنان ثم لم نسألہ عن الواحد رواہ البخاری مشکوٰۃ ۱۲
۵۴ عن صہیب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دخل اہل الجنۃ الجنۃ یقول اللہ تعالیٰ تریدون شیئاً ازیدکم فیقولون الم تبیض وجوہنا الم تدخلنا الجنۃ وتنجنا من النار قال فیرفع الحجاب فینظرون الی وجہ اللہ فما اعطوا شیئاً احب الیہم من النظر الی ربہم مشکوٰۃ ۱۲ وفی حدیث آخر عن جابر رض قال فنظر الیہم ینظرون الیہ فلا یلتفتون الی شیٔ من النعیم ما داموا ینظرون الیہ حتی یحتجب عنہم ویبقی نورہ مشکوٰۃ ۱۲
۵۵ قال لن ترانی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجابہ النور لو کشفہ لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ رواہ مسلم ۱۲ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کفر اور شرک کی باتوں کا بیان

۱۷

کفر کو پسند[1] کرنا۔ کفر کی باتوں کو اچھا جاننا۔ کسی دوسرے سے کفر کی کوئی بات کرانا۔ کسی وجہ سے اپنے ایمان پر پشیمان ہونا کہ اگر مسلمان[2] نہ ہوتے تو فلانی بات حاصل ہو جاتی۔ اولاد وغیرہ کسی کے مر جانے پر رنج میں اس قسم کی باتیں کہنا۔ خدا[3] کو بس اسی کا مارنا تھا۔ دنیا بھر میں مارنے کیلئے بس یہی تھا۔ خدا کو ایسا نہ چاہیئے تھا۔ ایسا ظلم کوئی نہیں کرتا جیسا تو نے کیا۔ خدا اور رسول[4] کے کسی حکم کو برا سمجھنا اسمیں عیب نکالنا۔ کسی[5] نبی یا فرشتے[6] کی حقارت کرنا۔ اُن کو عیب لگانا۔ کسی[7] بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اسکو ہر وقت ضرور خبر رہتی ہے۔ نجومی[8] پنڈت یا جسپر جن چڑہا ہو اس سے غیب کی خبریں پوچھنا۔ یا فال کھلوانا پھر اسکو سچ جاننا۔ کسی بزرگ کے کلام سے فال دیکھ کر اسکو یقینی سمجھنا۔ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسکو خبر ہو گی۔ کسی[9] کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا۔ کسی سے مرادیں مانگنا۔ روزی اولاد مانگنا۔ کسی[10] کے نام کا روزہ رکھنا۔ کسی کو سجدہ کرنا۔ کسی[11] کے نام کا جانور چھوڑنا یا چڑھاوا چڑھانا۔ کسی کے نام کی منّت ماننا۔ کسی کی قبر یا مکان کا طواف[12] کرنا۔ خدا[13] کے حکم کے مقابلہ میں کسی دوسری بات یا رسم کو مقدم رکھنا۔ کسی کے سامنے جھکنا[14]۔ یا تصویر کی طرح کھڑا رہنا[15]۔ توپ[16] پر بکرا چڑھانا۔ کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا۔ جن بھوت پریت وغیرہ کے چھوڑ دینے کیلئے انکی بھینٹ دینا۔ بکرا وغیرہ ذبح کرنا۔ بچے کے جینے کیلئے اسکے نار[17] کا پوجنا۔ کسی کی دہائی دینا۔ کسی جگہ کا کعبہ کے برابر ادب و تعظیم کرنا۔

---

۸ من اتی عرافا فسالہ عن شئی لم یقبل لہ صلوۃ اربعین لیلۃ رواہ مسلم مشکوۃ صفحہ ۳۹۳ ۱۲ ۹ قل من بیدہ ملکوت کل شئی و ھو یجیر و لا یجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل فانی تسحرون ۱۲ المومنون رکوع ۵ ج ۱۸ ۱۰ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ۔ بنی اسرائیل رکوع ۲ ج ۱۵ ۱۱ وجعلوا للہ مما ذرا من الحرث والانعام الی قولہ ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین۔ سورۃ الانعام رکوع ۱۶ ج ۸۔ واما الطواف حول قبر و مکان فلا یجوز لانہ من مختصات الکعبۃ کما قال القاری فی شرح اللباب لا یطوف حول البقعۃ الشریفۃ فان الطواف من مختصات الکعبۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء اھ وفی نور الایمان وما فی مجمع البرکات ویمکنہ ان یطوف حولہ وفعل ذلک ثلث مرات فلا یعبأ کذا فی مجموعۃ الفتاوی صفحہ ۱۴۶ ۱۲ ۱۲ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا ۱۲ سورہ نساء رکوع ۶ ج ۵ ۱۳ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ ۱۲ بقرہ رکوع ۲۱ ج ۲
* یعنی ان باتوں کا بیان جن کو کفر و شرک کے ساتھ ایک قسم کا خاص تعلق ہے خواہ اسوجہ سے کہ موجب کفر و شرک ہیں یا اسوجہ سے کہ وہ رسوم واوضاع کفار و مشرکین سے ہیں یا اسوجہ سے وہ موہم شرک ہیں یا اسوجہ سے کہ وہ مفضی الی الشرک ہیں۔ ۱۲ تصحیح الاغلاط
** نجومی جو ستاروں کے حالات کا علم رکھتا ہو ۱۲ *** طواف کسی چیز کے چاروں طرف چکر لگانے کو کہتے ہیں اور بیت اللہ کے سوا اور کسی چیز کا طواف جائز نہیں ۱۲ **** جس طرح سلام کرتے وقت اکثر لوگ جھک جاتے ہیں ۱۲ ***** یعنی اسطرح کہ بڑے ادب سے خاموش کھڑا رہے

۱ ومن یرضی بکفر نفسہ فقد کفر ومن یرضی بکفر غیرہ فقد اختلف المشائخ فی کتاب التخییر فی کلمات الکفران رضی بکفر غیرہ لیعذب علی الخلود لا یکفر وان رضی بکفرہ لیقول فی اللہ ما لا یلیق بصفاتہ یکفر وعلیہ الفتوی عالمگیری صفحہ ۱۵۸ ج ۲ ۱۲ اذا لقن الرجل رجلا کلمۃ الکفر فانہ یصیر کافرا وان کان علی وجہ اللعب۔ عالمگیری صفحہ ۱۲۵ ج ۲ ۱۲ وتحسین امر الکفار اتفاقا ۱۲ ۲ نصرانی اسلم فمات ابوہ فیقال لیت انی لم اسلم الی ہذا الوقت حتی اخذت المال یکفر عالمگیری صفحہ ۱۵۹ ج ۲ ۳ ولو مات انسان فقال الاخر خدا را او می بایست کفر عالمگیری صفحہ ۱۵۹ ج ۲ ۱۲ من نسب اللہ تعالی الی الجور فقد کفر۔ عالمگیری صفحہ ۱۵۹ ج ۲ ۴ یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او تسخر باسم من اسمائہ او بامر من اوامرہ ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۵۹ ج ۲ ۵ سئل عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش کعزمہم الی الزنا ونحوہ الذی یقولہ الحشویۃ فی یوسف علیہ السلام قال یکفر لانہ شتمہم واستخفاف بہم ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۶۰ ج ۲ ۶ رجل عاب ملکا من الملائکۃ کفر ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۶۲ ج ۲ ۷ لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔ نمل رکوع ۵ ج ۲۰ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو۔ انعام رکوع ۷

* نہ طیلے نہ قبلے نہ دہرا دہر دیکھے ایسا ادب منع ہے۔ ہاں معمولی طور پر بزرگوں کی تعظیم کو کھڑا ہونا اوران کے بیٹھنے کے وقت بیٹھ جانا درست ہے ۱۲ ** بعضی جگہ نار کو نال کہتے ہیں ۱۲ ترتیب یحیوی

کسی کے نام پر بچہ کے کان ناک چھیدنا۔ بالی اور بلاق پہنانا۔ کسی کے نام کا بازو پر پیسہ باندھنا۔ یا گلے میں ناڑا ڈالنا۔ سہرا باندھنا۔ چوٹی رکھنا۔ بدھی پہنانا۔ فقیر بنانا۔ علی بخش۔ حسین بخش۔ عبد النبی وغیرہ نام رکھنا کسی جانور پر کسی بزرگ کا نام لگا کر اس کا ادب کرنا۔ عالم کے کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھنا۔ اچھی بری تاریخ اور دن کا پوچھنا۔ شگون لینا۔ کسی مہینے یا تاریخ کو منحوس سمجھنا۔ کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے جپنا۔ یوں کہنا کہ خدا و رسول اگر چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا۔ کسی کے نام۔ یا سر کی قسم کھانا۔ تصویر رکھنا۔ خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کیلئے رکھنا اور اسکی تعظیم کرنا۔

بدعتوں اور بری رسموں اور بری باتوں کا بیان

قبروں پر دھوم دھام سے میلا کرنا۔ چراغ جلانا۔ عورتوں کا وہاں جانا۔ چادریں ڈالنا۔ پختہ قبریں بنانا۔ بزرگوں کے راضی کرنے کو قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا۔ تعزیہ یا قبر کو چومنا چاٹنا۔ خاک ملنا۔ طواف اور سجدہ کرنا۔ قبروں کی طرف نماز پڑھنا۔ مٹھائی۔ چاول۔ گلگلے وغیرہ چڑھانا۔ تعزیہ علم وغیرہ رکھنا۔ اس پر حلوہ مالیدہ چڑھانا۔ یا اسکو سلام کرنا۔ کسی چیز کو اچھوتی سمجھنا محرم کے مہینے میں پان نہ کھانا۔ مہندی مسی نہ لگانا۔ مرد کے پاس نہ رہنا۔ لال کپڑا نہ پہننا۔ بی بی کی صحنک مردوں کو نہ کھانے دینا۔ تیجا۔ چالیسواں وغیرہ کو ضروری سمجھکر کرنا۔ باوجود ضرورت کے عورت کے دوسرے نکاح کو معیوب سمجھنا۔ نکاح۔ ختنہ۔ بسم اللہ وغیرہ میں اگرچہ وسعت نہ ہو مگر ساری خاندانی رسمیں کرنا خصوصاً قرض وام کر کے ناچ رنگ وغیرہ کرنا۔ ہولی دیوالی کی رسمیں کرنا۔ سلام کی جگہ بندگی وغیرہ کرنا یا صرف سر پر ہاتھ رکھ کر جھک جانا۔ دیور۔ جیٹھ۔ پھوپی زاد۔ خالہ زاد بھائی کے سامنے بے محابا آنا۔ یا اور کسی نامحرم کے سامنے آنا۔ گگرا دریا سے گاتے بجاتے لانا۔ راگ باجا۔ گانا سننا

کرتے ہیں اس لئے ضروری کا لفظ لکھدیا ہے ۱۲ لہ اور بے ضرورت بھی بیوہ کے نکاح کو معیوب سمجھنا برا ہے ۱۲ لحہ چونکہ سلام کی جگہ بندگی کرنا ہندوؤں کی رسم ہے اس لئے ممنوع ہے اور آداب میں مشابہت نیاچرہ اور ترک سنت ہے اسلئے بدعت ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔ عٹہ گانے سے مراد مطلق شعر پڑھنا نہیں ہے بلکہ متعارف گانا مراد ہے جیسے بیاہ شادی میں ڈومنیوں کا گانا۔ یا عرس میں قوالی وغیرہ جو کہ عورتوں میں رائج ہے۔ ۱۲ تصحیح الاغلاط

ہ اما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر الا ان اراد بالعبد المملوک ۱۲ شرح فقہ اکبر
ہ لا عدوی ولا ہامۃ و لا نوء ولا صفر رواہ مسلم ۱۲ مشکوٰۃ الطیرۃ شرک رواہ ابو داؤد والترمذی مشکوٰۃ ۱۲ ص ۳۹۲
ہ لا تدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۳۸۵
ہ اذا مات فیہم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوروا فیہ تلک الصور اولئک شرار خلق اللہ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۳۸
ہ یعنی ورد کرنا۔ ۱۲
ہ تصویر سے مراد جاندار کی بڑی تصویر ہو ۱۲ تصحیح الاغلاط
ہ اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں یہ بطور نمونہ بیان کی گئی ہیں ۱۲
لحہ ہر ایسی نئی بات کو کہ جسکی شریعت میں کچھ اصل نہ ہو اور اسکو دین کی بات اور بڑے ثواب سمجھکر کیا جائے بدعت کہتے ہیں ایسی بات کا کرنا بڑا گناہ ۱۲
ہ یعنی نشان جو بانس پر کپڑا لپیٹ کر تعزیوں کے ساتھ لئے پھرتے ہیں اسکو جھنڈا بھی کہتے ہیں۔ ۱۲
ہ بلکہ یہ رسم صحنک کی ہی شرع میں منع ہے عورتوں کے لئے بھی مردوں کیلئے بھی ۱۲
ہ تیجا چالیسواں وغیرہ وغیرہ غیر ضروری سمجھ کر کرنا بھی جائز نہیں چونکہ لوگ ضروری ہی سمجھکر

ڈومنیوں وغیرہ کو نچانا اور دیکھنا۔ اُسپر خوش ہو کر اُن کو انعام دینا۔ نسب[۵۱] پر فخر کرنا یا کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو نجات کیلئے کافی سمجھنا۔ کسی کے نسب میں کسر ہو اُسپر طعن کرنا[۵۲] پیشہ کو ذلیل سمجھنا۔ حد سے زیادہ کسی کی تعریف کرنا۔ شادیوں میں فضول خرچی اور خرافات باتیں کرنا۔ ہندوؤں کی رسمیں کرنا دولہا کو خلاف شرع پوشاک پہنانا۔ کنگنا[عہ] سہرا باندھنا۔ مہندی لگانا۔ آتشبازی ٹٹیوں وغیرہ کا سامان کرنا فضول آرائش کرنا۔ گھر کے اندر[۵۲] عورتوں کے درمیان دولہا کو بلانا۔ اور سامنے آجانا۔ تاک جھانک کر اُس کو دیکھ لینا۔ سیانی سمجھدار سالیوں وغیرہ کا سامنے آنا۔ اُس سے ہنسی دل لگی کرنا چوتھی کھیلنا جس جگہ دولہا دولہن لیٹے ہوں اُس کے گرد جمع ہو کر باتیں سننا۔ جھانکنا۔ تاکنا۔ اگر کوئی بات معلوم ہوجائے تو اُس کو اوروں سے کہنا۔ مانجھے بٹھانا اور ایسی شرم کرنا جس سے نمازیں قضا ہوجاویں۔ شیخی[۵۳] سے مہر زیادہ مقرر کرنا۔ غمی میں[۵۴] چلّا کر رونا۔ منہ اور سینہ پیٹنا۔ بیان کر کے رونا۔ استعمالی گھڑے توڑ ڈالنا۔ جو جو کپڑے اسکے بدن سے لگے ہوں سب کا دھلوانا۔ برس روز تک یا کچھ کم زیادہ اُس گھر میں اچار نہ پڑنا۔ کوئی خوشی کی تقریب نہ کرنا۔ مخصوص تاریخوں میں پھر غم کا تازہ کرنا۔ حد سے زیادہ زیب وزینت میں مشغول ہونا۔ سادی وضع کو معیوب جاننا۔ مکان میں تصویریں[۵۵] لگانا۔ خاصدان[۵۶] عطر دان۔ سرمہ دانی سلائی وغیرہ چاندی سونے کی استعمال کرنا۔ بہت[۵۷] باریک کپڑا پہننا یا بجتا زیور پہننا لہنگا پہننا۔ مردوں کے مجمع میں جانا خصوصاً تعزیہ دیکھنے اور میلوں میں جانا۔ اور مردوں[۵۸] کی وضع اختیار کرنا۔ بدن[۵۹] گودانا۔ خدائی رات کرنا۔ ٹوٹکا کرنا۔ محض زیب وزینت کے لئے دیوار گیری چھت گیری لگانا سفر کو جاتے یا لوٹتے وقت غیر محرم کے گلے لگنا یا گلے لگانا۔ جینے کے لئے لڑکے کا کان یا ناک چھیدنا۔ لڑکے کو بالا یا بلاق پہنانا۔ ریشمی یا کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا یا ہنسلی۔ یا گھونگرو یا کوئی اور زیور پہنانا۔ کم رونے کے لئے افیون کھلانا[۶۰] کسی بیماری میں شیر کا دودھ یا اُس کا گوشت کھلانا۔ اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں بطور نمونہ کے اتنی بیان کردی گئیں۔

عہ اس سے مراد جائز پیشہ ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔ عہ۱۵ اس کے ممنوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اول تو یہ رسوم ہنود سے ہے۔ اور رسوم واوضاع کفار کی ممانعت منصوص ہے پھر اس کو ضروریات شادی سے سمجھ لیا گیا ہے اور یہ اضافہ ہے شریعت میں۔ مزید بحث اس کی تحقیقات مفیدہ میں کی جائے گی ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

۵۱ عن عقبۃ بن عامرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسابکم ہذہ لیست بمسبۃ علی احد کلکم بنو آدم طف الصاع بالصاع لم تملؤہ لیس لاحد علی احد فضل الا بدین وتقوی کفی بالرجل ان یکون بذیا فاحشا بخیلا رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص۴۱۸

۵۲ عقبۃ بن عامر رفعہ ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل من الانصار افرأیت الحمو قال الحمو الموت للشیخین جمع الفوائد ج۱ ص۲۳۱

۵۳ عمرؓ قال فی خطبتہ لا تغالوا فی صدقات النساء فان ذلک لو کان مکرمۃ فی الدنیا وتقوی عند اللہ کان اولاکم بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرأۃ من نسائہ ولا اصدقت امرأۃ من بناتہ اکثر من ثنتی عشرۃ اوقیۃ اھ جمع الفوائد ص۲۱۹

۵۴ عن عبد اللہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاہلیۃ متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ص۱۵۰

۵۵ عن ابی طلحۃ رضہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ص۳۸۵

۵۶ وکرہ الاکل والشرب والادہان والتطیب من اناء ذہب وفضۃ للرجل والمرأۃ لاطلاق الحدیث وکذا یکرہ الاکل بملعقۃ الفضۃ والذہب والاکتحال بمیلہما وما اشبہ ذلک من الاستعمال کمکحلۃ ومرآۃ وقلم ودواۃ ونحوہا اھ درمختار ج۵ والمراد بقولہ کرہ التحریم اھ زیلعی ص۱۱

۵۷ عن عائشۃ رضہ ان اسماء بنت ابی بکر رضہ دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا ثیاب رقاق فاعرض عنہا الخ مشکوٰۃ ص۳۷۷

۵۸ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ المتشبہین من الرجال بالنساء والمتشبہات من النساء بالرجال رواہ البخاری ص۸۷۴ ومشکوٰۃ ۱۲

۵۹ عن ابن عمرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعن اللہ الواصلۃ [illegible] متفق علیہ مشکوٰۃ ص۳۸۱

بعضے بڑے بڑے گناہوں کا بیان جن پر بہت سختی آئی ہے

خدا[1] سے شرک کرنا۔ ناحق خون کرنا[2]۔ وہ عورتیں جن کے اولاد نہیں ہوتی کسی کی سنتور میں بعضے ایسے ٹوٹکے کرتی ہیں کہ یہ بچہ مرجائے اور ہمارے اولاد ہو یہ بھی اسی خون میں داخل ہے۔ ماں[3] باپ کو ستانا۔ زنا[4] کرنا۔ یتیموں[5] کا مال کھانا جیسے اکثر عورتیں خاوند کے تمام مال و جائداد پر قبضہ کرکے چھوٹے بچوں کا حصہ اڑاتی ہیں۔ لڑکیوں[6] کو حصہ میراث کا نہ دینا۔ کسی[7] عورت کو ذرا سے شبہ میں زنا کی تہمت لگانا ظلم[8] کرنا۔ کسی[9] کو اس کے پیچھے بدی سے یاد کرنا۔ خدا[10] کی رحمت سے ناامید ہونا۔ وعدہ[11] کرکے پورا نہ کرنا۔ امانت[12] میں خیانت کرنا۔ خدا[13] کا کوئی فرض مثل نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ چھوڑ دینا۔ قرآن[14] شریف پڑھکر بھلا دینا۔ جھوٹ[15] بولنا خصوصاً جھوٹی[16] قسم کھانا۔ خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانا یا اس[17] طرح قسم کھانا کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو۔ ایمان پر خاتمہ نہ ہو۔ خدا[18] کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا۔ بلا عذر[19] نماز قضا کر دینا۔ کسی مسلمان[20] کو کافر یا بے ایمان یا خدا کی مار، خدا کی پھٹکار، خدا کا دشمن وغیرہ کہنا۔ کسی[21] کا گلہ شکوہ سننا۔ چوری[22] کرنا۔ بیاج[23] لینا۔ اناج[24] کی گرانی سے خوش ہونا۔ مول[25] چکا کر پیچھے زبردستی سے کم دینا

من ترک منہن واحدۃ فہو باللہ کافر ولا یقبل منہ صرف ولا عدل وقد حل دمہ ومالہ رواہ ابو یعلی باسناد حسن۔ کتاب الزواجر ۱۲ ۱۳ علیؓ مرفوعاً من ملک راحلۃ وزاداً یبلغہ الی بیت اللہ الحرام ولم یحج فلا علیہ ان یموت یہودیاً او نصرانیاً الحدیث ترمذی جمع الفوائد ۱۲ ابوہریرۃؓ مرفوعاً ما من صاحب ذہب ولا فضۃ لا یودی منہا حقہا الحدیث للستۃ الا الترمذی جمع الفوائد ۱۲ ۱۴ سعد بن عبادۃؓ مرفوعاً ما من امرئ یقرء القرآن ثم ینساہ الا لقی اللہ یوم القیمۃ اجذم ابو داؤد والدارمی مشکوۃ ۱۲ ۱۵ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۱۲ آل عمران ۱۶ ابوہریرۃؓ مرفوعاً لا تحلفوا بآبائکم ولا بامہاتکم ولا بالانداد ولا تحلفوا باللہ الا وانتم صادقون ۱۲ ابو داؤد والنسائی مشکوۃ۔ ۱۷ بریدۃؓ مرفوعاً من قال انی بری من الاسلام فان کان کاذباً فہو کما قال وان کان صادقاً فلن یرجع الی الاسلام سالماً رواہ ابو داؤد والنسائی مشکوۃ ۱۲ ۱۸ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر الآیہ سورہ سجدہ ۱۲ ۱۹ ابو الدرداءؓ مرفوعاً اوصانی خلیلی الحدیث وفیہ ولا تترک صلوۃ مکتوبۃ متعمداً فمن ترکہا متعمداً فقد برئت منہ الذمۃ الحدیث رواہ ابن ماجۃ مشکوۃ ۱۲ ۲۰ ابوذرؓ مرفوعاً لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک بخاری وعنہ مرفوعاً من دعا رجلاً بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ متفق علیہ وابو الدرداءؓ مرفوعاً ان اللعانین لا یکونون شہداء ولا شفعاء یوم القیمۃ مسلم کلہا فی المشکوۃ ۱۲ ۲۱ ابن مسعودؓ مرفوعاً لا یبلغنی احد من اصحابی عن احد شیئاً فانی احب ان اخرج الیکم وانا سلیم الصدر ابو داؤد مشکوۃ ۱۲ ۲۲ والسارق والسارقۃ الآیہ سورہ مائدہ ۱۲ ۲۳ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین۔ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ ۱۲ سورہ بقرہ ۲۴ معاذؓ مرفوعاً بئس العبد المحتکر ان ارخص اللہ الاسعار حزن وان اغلاہا فرح بیہقی ورزین مشکوۃ ۱۲ ۲۵ ابو حرۃ الرقاشی مرفوعاً الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ البیہقی والدارقطنی مشکوۃ ۱۲ عسہ یعنی زچہ خانہ کی حالت میں ۱۲

[1] قال اللہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ سورہ نساء ۱۲
[2] ولا تقتلوا النفس التی الآیۃ بنی اسرائیل ۱۲
[3] فلا تقل لہما اف ولا تنہرہما الآیۃ بنی اسرائیل ۱۲
[4] ولا تقربوا الزنیٰ انہ کان فاحشۃ۔ الآیۃ بنی اسرائیل ۱۲
[5] ان الذین یاکلون اموال الیتمیٰ الآیہ سورہ نساء ۱۲
[6] یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین نساء ۱۲
[7] ان الذین یرمون المحصنت الغفلت المؤمنات نور ۱۲
[8] ومن یظلم منکم نذقہ عذاباً کبیراً۔ الآیہ سورہ فرقان ۱۲
[9] ولا یغتب بعضکم بعضاً حجرات ۱۲
[10] لا تقنطوا من رحمۃ اللہ زمر ۱۲
[11] واوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا ۱۲ بنی اسرائیل۔
[12] ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامنٰت الیٰ اہلہا ۱۲ نساء
[13] فقد صرح اہل الاصول بانہ یکفر جاحدہ ویفسق تارکہ بلا عذر کما فی نور الانوار وغیرہ ۱۲ جابرؓ مرفوعاً بین الرجل والشرک ترک الصلوۃ مسلم ترمذی جمع الفوائد ۱۲ ابن عباسؓ مرفوعاً عری الاسلام وقواعد الدین ثلاثۃ علیہن تبنی الاسلام فمن ترک واحدۃ منہن فہو بہا کافر حلال الدم شہادۃ ان لا الہ الا اللہ والصلوۃ المکتوبۃ وصوم رمضان وفی روایۃ

عسہ جب تک بدل شرعی نہ ہو یا مر جائے اس وقت تک کسی کو زنا کا درجہ نہ دے اور جب تک کسی کی ضرورت پڑے تو دینا رعایا [illegible]

غیر محرم[1] کے پاس تنہائی میں بیٹھنا۔ جُوا کھیلنا[2]۔ بعضی عورتیں اور لڑکیاں بَدبَدکے گِٹے یا اور کوئی کھیل کھیلتی ہیں یہ بھی جوا ہے کافروں[3] کی رسمیں پسند کرنا۔ کھانے کو بُرا کہنا[4]۔ ناچ[5] دیکھنا۔ راگ باجا[6] سُننا۔ قدرت[7] ہونے پر نصیحت نہ کرنا۔ کسی سے مسخرا[8]پن کرکے بے حرمت[9] اور شرمندہ کرنا۔ کسی کا عیب[10] ڈھونڈنا۔

گناہوں سے بعضے دُنیا کے نقصانوں کا بیان

علم سے محروم رہنا۔ روزی کم ہوجانا۔ خدا کی یاد سے وحشت ہونا۔ آدمیوں سے وحشت ہوجانا خاص کر نیک آدمیوں سے۔ اکثر کاموں میں مشکل پڑ جانا۔ دل میں صفائی نہ رہنا۔ دل میں اور بعضی دفعہ تمام بدن میں کمزوری ہوجانا۔ طاعت سے محروم رہنا۔ عمر گھٹ جانا۔ توبہ کی توفیق نہ ہونا۔ کچھ دنوں میں گناہ کی بُرائی دل سے جاتی رہنا۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ذلیل ہوجانا۔ دوسری مخلوق کو اسکا نقصان پہنچنا اور اسوجہ سے اُس پر لعنت کرنا۔ عقل میں فتور ہوجانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے اُسپر لعنت ہونا۔ فرشتوں کی دُعا سے محروم رہنا۔ پیداوار میں کمی ہونا۔ شرم اور غیرت کا جاتا رہنا۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی اُسکے دل سے نکل جانا۔ نعمتوں کا چھن جانا۔ بلاؤں کا ہجوم ہونا۔ اُسپر شیطانوں کا مقرر ہوجانا۔ دل کا پریشان رہنا۔ مرتے وقت مُنہ سے کلمہ نہ نکلنا۔ خدا کی رحمت سے مایوس ہونا اور اسوجہ سے بے توبہ مرجانا۔

عبادت سے بعضے دُنیا کے فائدوں کا بیان

روزی بڑھنا۔ طرح طرح کی برکت ہونا۔ تکلیف اور پریشانی دور ہونا۔ مرادوں کے پورے ہونے میں آسانی ہونا۔ لطف کی زندگی ہونا۔ بارش ہونا۔ ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا۔ اللہ تعالیٰ کا مہربان اور مددگار رہنا۔ فرشتوں کو حکم ہونا کہ اسکا دل مضبوط رکھو۔ سچّی عزت و آبرو ملنا۔ مرتبے بلند ہونا۔ سب کے دلوں میں اسکی محبت ہوجانا۔ قرآن کا اُسکے حق میں شفا ہونا۔ مال کا نقصان ہوجائے تو اُس سے اچھا بدلا ملنا۔ دن بدن نعمت میں ترقی ہونا۔ مال بڑھنا۔ دل میں راحت اور تسلی رہنا۔ آئندہ نسل میں نفع پہونچنا۔ زندگی میں غیبی بشارتیں[11] نصیب ہونا۔ مرتے وقت فرشتوں کا خوشخبری سُنانا۔ مبارکباد دینا۔ عمر بڑھنا۔

---

[1] لایخلون احدکم بامراۃ الامع ذی محرم الحدیث للشیخین جمع الفوائد ۱۲

[2] انما الخمر والمیسر ۱۲ مائدہ

[3] ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعا ابغض الناس الی اللہ ثلٰثۃ الحدیث وفیہ ومبتغ فی الاسلام سنۃ الجاہلیۃ ۱۲ بخاری مشکوٰۃ

[4] ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعا ما عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاما قط الحدیث متفق علیہ مشکوٰۃ ۱۲

[5، 6] انس رضی اللہ عنہ مرفوعًا صوتان ملعونان مزمار عند نعمۃ ورنۃ عند مصیبۃ للبزار جمع الفوائد ۱۲ وقد بسط العلامۃ ابن حجر المکی فی الرد علیہ فی کتابہ کف الرعاع عن محرمات اللہو والسماع وحکی عدم جوازہ عن الائمۃ الاربعۃ مالک والشافعی وابی حنیفۃ واحمد وغیرہم ۱۲

[7] ابوبکر رضی اللہ عنہ مرفوعًا ما من قوم یعمل فیہم بالمعاصی ثم یقدرون علی ان یغیروا ثم لا یغیرون الا یوشک ان یعمہم اللہ بعقاب ابوداؤد مشکوٰۃ ۱۲

[8] لا یسخر قوم من قوم الخ سورہ حجرات ۱۲

[9] ولا تجسسوا ۱۲ حجرات۔

[10] یعنی بے عزت ۱۲

[11] خواب میں یا اور کسی طرح ۱۲

اِفلاس اور فاقہ سے بچا رہنا۔ تھوڑی چیز میں زیادہ برکت ہونا۔ اللہ تعالےٰ کا غصّہ جاتا رہنا۔

وضُو کا بیَانْ

وضو کرنے[۱] والی کو چاہیئے کہ وضو کرتے[۵۰] وقت قبلہ کی طرف مُنہ کرکے کسی اونچی جگہ بیٹھے کہ چھینٹیں اُڑکر اوپر نہ پڑیں۔ اور وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ[۵۲] کہے۔ اور سب سے پہلے تین[۵۳] دفعہ گٹّوں تک ہاتھ دھووے پھر تین[۵۴] دفعہ کُلّی کرے اور مسواک[۵۵] کرے۔ اگر مسواک نہ ہو تو کسی موٹے کپڑے یا صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کرے کہ سب میل کچیل جاتا رہے۔ اور اگر روزہ[۵۶] دار نہ ہو تو غرغرہ کرکے اچھی طرح سارے مُنہ میں پانی پہنچاوے اور اگر روزہ ہو تو غرغرہ نہ کرے کہ شاید کچھ پانی حلق میں چلا جاوے۔ پھر تین بار[۵۷] ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ[۵۸] سے ناک صاف کرے لیکن جس کا روزہ ہو وہ جتنی دُور تک نرم نرم گوشت ہے اُس سے اوپر پانی نہ لیجاوے۔ پھر تین دفعہ مُنہ[۵۹] دھوئے۔ سر کے بالوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور اِس کان کی لَو سے اُس کان کی لَو تک سب جگہ پانی بہ جائے۔ دونوں اَبرُوؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جاوے کہیں سوکھا نہ رہے۔ پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے۔ اور ایک ہاتھ[۶۰] کی انگلیوں کو دُوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالکر خلال کرے۔ اور انگوٹھی چھلّا چوڑی۔ جو کچھ ہاتھ میں پہنے ہو ہلا لیوے[۶۱] کہ کہیں سوکھا نہ رہ جاوے۔ پھر ایک مرتبہ سارے[۶۲] سر کا مسح کرے پھر کان کا مسح کرے۔ اندر کی طرف کا کلمہ کی انگلی سے اور کان کے اوپر کی طرف کا انگوٹھوں سے مسح کرے۔ پھر انگلیوں کی پُشت کی طرف سے گردن[۶۳] کا مسح کرے۔ لیکن گلے کا مسح نہ کرے کہ یہ بُرا اور منع[۶۴] ہے۔ کان[۶۵] کے مسح کے لئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے سر کے مسح سے جو بچا ہُوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے۔ اور تین بار[۶۶] داہنا پاؤں ٹخنے سمیت دھووے۔ پھر بایاں پاؤں

---

[۶۱] وان یحرک خاتمہ ان کان واسعا وان کان ضیقا ففی ظاہر الروایۃ لابد من تحریکہ اونزعہ لیحصل الاستیعاب ۱۲ کبیری[۲۳] ملخصاً [۶۲] ومسح کل راسہ مرۃ واذنیہ بمائہ یمسحہما بالسبابتین داخلہما وبالابہامین خارجہما ۱۲ [۶۳] ومسح الرقبۃ بظہور الاصابع ۱۲ منیہ [۶۴] لایسن مسح الحلقوم بل ہو بدعۃ ۱۲ نور [۶۵] من السنۃ مسحہما بماء الراس ولا یاخذ لہما ماء جدیدا ۱۲ شامی [۶۶] غسل رجلیہ مع کعبیہ ۱۲ نور [۶۷] ویسن البدایۃ بالمیامن ۱۲ مراقی [۱] وضو کرنے سے پہلے دل میں ارادہ کرے کہ وضو نماز کے لئے کرتی ہوں بغیر نیت ثواب وضو نہ ہوگا گو وضو ہوجاوے گا ۱۲ ترتیب یحیوی۔

[۵۱] فآداب الوضوء الجلوس فی مکان مرتفع تحرزاً عن الغسالۃ واستقبال القبلۃ ۱۲ مراقی
[۵۲] والتسمیۃ ابتداء ۱۲ مراقی
[۵۳] غسل الیدین الی رسغیہ ثلاثا فی ابتداء الوضوء سنۃ ۱۲ بحر
[۵۴] والمضمضۃ ثلاثا ۱۲ نور
[۵۵] والسواک فی ابتدائہ ولو بالاصبع او خرقۃ خشنۃ عند فقدہ ۱۲ مراقی
[۵۶] ویسن المبالغۃ فی المضمضۃ وہی ایصال الماء لراس الحلق والمبالغۃ فی الاستنشاق وہی ایصالہ الی ما فوق المارن لغیر الصائم والصائم لایبالغ فیہا خشیۃ افساد الصوم ۱۲ مراقی
[۵۷] ثم یستنشق کذلک ای ثلاثا ۱۲ ہدایۃ
[۵۸] ویستنثر بیدہ الیسریٰ ۱۲ الفقہ
[۵۹] غسل الوجہ وحدہ طولا من مبدء سطح الجبہۃ الی اسفل الذقن وحدہ عرضا ما بین شحمتی الاذنین ۱۲ نور وتکرار الغسل الی الثلث سنۃ ۱۲ الفقیہ وایصال الماء الی ما تحت الشارب والحاجبین ۱۲ ثم اخذ غرفۃ من ماء فغسل بہا یدہ الیمنی ثم اخذ غرفۃ من ماء فغسل بہا یدہ الیسری ومعلوم ان لکل من الیدین ثلث غرفات ۱۲ کبیری غسل یدہ مع مرفقیہ ۱۲ نور
[۶۰] تخلیل اصابع الیدین بالتشبیک ۱۲ در

ٹخنے سمیت تین دفعہ دھووے اور بائیں[51] ہاتھ کی چھنگلیا سے پیر کی انگلیوں کا خلال کرے۔ پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے۔ یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن اس میں بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر اسمیں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہجائے تو وضو نہیں ہوتا۔ جیسے پہلے بے وضو تھی اب بھی بے وضو رہے گی ایسی چیزوں[52] کو **فرض** کہتے ہیں اور بعضی باتیں ایسی ہیں کہ اُن کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن اُن کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں اُن کے کرنیکی تاکید بھی آئی ہے۔ اگر کوئی اکثر چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے[50] ایسی چیزوں[53] کو **سُنت** کہتے ہیں اور بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا اور شرع میں اُن کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے ایسی[54] باتوں کو مستحب کہتے ہیں۔ **مسئلہ ۱۵** وضو میں[55] فرض فقط چار چیزیں ہیں ایک[1] مرتبہ سارا منھ دھونا۔ ایک[2] ایک دفعہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔ ایک[3] بار چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ایک[4] ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔ بس فرض اتنا ہی ہے۔ اس میں سے اگر ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی یا کوئی جگہ بال برابر بھی سوکھی رہجاوے گی تو وضو نہ ہوگا۔ **مسئلہ ۱۶** پہلے[1] گٹوں[56] تک دونوں ہاتھ دھونا اور بسم اللہ[2] کہنا اور کلی[3] کرنا۔ اور ناک[4] میں پانی ڈالنا۔ مسواک[5] کرنا۔ سارے[6] سر کا مسح کرنا۔ ہر[7] عضو کو تین تین مرتبہ دھونا۔ کانوں[8] کا مسح کرنا۔ ہاتھ[9] اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ یہ سب باتیں سنت ہیں۔ اور اس کے سوا جو اور باتیں ہیں وہ سب مستحب ہیں۔ **مسئلہ ۱۷** جب[57] یہ چار عضو جن کا دھونا فرض ہے دُھل جاوینگے تو وضو ہو جاویگا چاہے وضو کا قصد ہو یا نہ ہو جیسے کوئی نہاتے وقت سارے بدن پر پانی بہالیوے اور وضو نہ کرے یا حوض میں گر پڑے یا پانی برستے میں باہر کھڑی ہو جاوے اور وضو کے یہ اعضا دُھل جاویں تو وضو ہو جاوے گا لیکن ثواب وضو کا نہ ملیگا۔ **مسئلہ ۱۸** سنت[58] یہی ہے کہ اسی طرح سے وضو کرے جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ اور اگر کوئی اُلٹا وضو کرلے کہ پہلے پاؤں دھوڈالے پھر مسح کرے پھر دونوں ہاتھ دھووے پھر منھ دھو ڈالے یا اور کسی طرح اُلٹ پلٹ کر وضو کرے تو بھی وضو ہو جاتا ہے لیکن سنت کے موافق وضو نہیں ہوتا اور گناہ کا خوف ہے۔

۵۱ وتخلیل بخنصر یدہ الیسری یبتدئ من خنصر رجلہ الیمنی من اسفل ویختم بخنصر رجلہ الیسری ۱۲ طحطاوی
۵۲ المراد بالفرض ھٰھنا مالا بد منہ فی الوضوء من حیث کونہ رکنا ۱۲ عمدۃ الرعایۃ
۵۳ المراد بالسنۃ السنۃ المؤکدۃ وھی التی حکمہا انہ یثاب فاعلہا ویلام تارکہا ویستحق الحرمان اعتاد ترکہا ۱۲ عمدۃ الرعایۃ
۵۴ وحکمہ الثواب بالفعل وعدم اللوم علی الترک ۱۲ شامی
۵۵ فرض الوضوء غسل الوجہ مرۃ وھو ما بین منبت الشعر غالبا واسفل الذقن والاذنین والیدین مرۃ بالمرفقین والرجلین مرۃ بالکعبین ومسح ربع الراس مرۃ ۱۲ نور الایضاح
۵۶ یسن فی الوضوء غسل الیدین الی الرسغین والتسمیۃ والسواک والمضمضۃ والاستنشاق وتخلیل الاصابع وتثلیث الغسل واستیعاب الراس بالمسح ومسح الاذنین ۱۲ نور الایضاح
۵۷ الوضوء بدون النیۃ لیس عبادۃ وذلک کان دخل الماء مدفوعا او مختارا لقصد التبرد او لمجرد ازالۃ الوسخ ۱۲ شامی
۵۸ ویسن الترتیب سنۃ مؤکدۃ فی الصحیح وھو کما نص اللہ تعالیٰ فی کتابہ ۱۲ مراقی

۵۰ یعنی اگر ایسی عادت ڈالے تو گناہ ہوگا ۱۲

۱۹ مسئلہ ف۵۱ اسی طرح اگر بایاں ہاتھ بایاں پاؤں پہلے دھویا تب بھی وضو ہو گیا لیکن مستحب کے خلاف ہے۔
۲۰ مسئلہ ف۵۲ ایک عضو کو دہو کر دوسرے عضو کے دھونے میں اتنی دیر نہ لگائے کہ پہلا عضو سوکھ جاوے بلکہ اُسکے سوکھنے سے پہلے پہلے دوسرا عضو دھو ڈالے۔ اگر پہلا عضو سوکھ گیا تب دوسرا عضو دہویا تو وضو ہو جاویگا لیکن یہ بات سنت کے خلاف ہے۔ **۲۱ مسئلہ** ف۵۳ ہر عضو کے دھوتے وقت یہ بھی سنت ہے کہ اسپر ہاتھ بھی پھیر لیوے تاکہ کوئی جگہ سوکھی نہ رہنے سب جگہ پانی پہونچ جاوے **۲۲ مسئلہ** ف۵۴ وقت آنے سے پہلے ہی وضو نماز کا سامان اور تیاری کرنا بہتر اور مستحب ہے۔ **۲۳ مسئلہ** ف۵۵ جب تک کوئی مجبوری نہ ہو خود اپنے ہاتھ سے وضو کرے کسی اور سے پانی نہ ڈلوائے اور وضو کرنے میں دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے بلکہ ہر عضو کے دہوتے وقت بسم اللہ اور کلمہ پڑھا کرے اور پانی کتنا ہی فراغت کا کیوں نہ ہو چاہے دریا کے کنارے پر ہو لیکن تب بھی پانی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرے اور نہ پانی میں بہت کمی کرے کہ اچھی طرح دھونے میں دقت ہو۔ نہ کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ دھووے ف۵۶ اور منھ دھوتے وقت پانی کا چھینٹا زور سے منھ پر نہ مارے۔ نہ پھنکار مارکے چھینٹیں اڑاوے اور اپنے منھ اور آنکھوں کو بہت زور سے نہ بند کرے کہ یہ سب باتیں مکروہ اور منع ہیں۔ اگر آنکھ یا منھ زور سے بند کیا اور پلک یا ہونٹ پر کچھ سوکھا رہگیا یا آنکھ کے کوئے میں پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔ **۲۴ مسئلہ** ف۵۷ انگوٹھی چھلے چوڑی کنگن وغیرہ اگر ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی اُن کے نیچے پانی پہونچ جائے تب بھی اُن کا ہلا لینا مستحب ہے۔ اور اگر ایسے تنگ ہوں کہ بغیر ہلائے پانی نہ پہنچنے کا گمان ہو تو اُن کو ہلا کر اچھی طرح پانی پہونچا دینا ضروری اور واجب ہے۔ نتھ کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سوراخ ڈھیلا ہے اُسوقت تو ہلانا مستحب ہے اور جب تنگ ہو کہ بے پھرائے اور ہلائے پانی نہ پہونچیگا تو منھ دہوتے وقت گھما کر اور ہلا کر پانی اندر پہونچانا واجب ہے۔ **۲۵ مسئلہ** ف۵۸ اگر کسی کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اُسکے

وفی المنیة وان لایضرب وجہہ بالماء عند الغسل وان لاینفخ بالماء وان لایغمض فاہ ولا عینیہ تغمیضا شدیدا حتی لو بقیت علی شفتیہ او علی جفنیہ لمعة لایجوز وضوءہ ۱۲ ش ف۵۷ وان یحرک خاتمہ ان کان واسعا وان کان ضیقا ففی ظاہر الروایة عن اصحابنا لابد من تحریکہ او نزعہ ہکذا ذکرہ فی المحیط ۱۲ منیہ ف۵۸ امراة اغتسلت وقد کان بقی فی اظفارہا عجین قد جف لم یجز غسلہا۔ منیہ وکذا الوضوء ولا فرق بین المرأة والرجل ۱۲ کبیری ف۵۲ یعنی قصداً دوسرے عضو کو اتنی دیر میں دھونا خلاف سنت ہے کہ پہلا عضو خشک ہو جائے۔ اگر ہوا کی تیزی یا گرمی کی شدت سے جلدی خشک ہو جائے تو اسکا مضائقہ نہیں ۱۲ ف۵۴ خصوصاً جاڑوں میں اسکا زیادہ خیال رکھے کہ جاڑے کے موسم میں خشکی زیادہ ہوتی ہے۔ ۱۲ ف۵۵ یعنی فضول اور بلا ضرورت باتیں نہ کرے۔ ضرورت کی بات کا کوئی مضائقہ نہیں ۱۲ تصحیح الاغلاط

ف۵۱ والبدایة بالمیامن فضیلة لقولہ علیہ السلام ان اللہ تعالی یحب التیامن فی کل شیٔ حتی التنعل والترجل ۱۲ ہدایہ
ف۵۲ والولاء بکسر الواو غسل المتاخر قبل جفاف الاول بلا عذر حتی لو فنی ماؤہ فمضی لطلبہ لاباس بہ ۱۲ در
ف۵۳ ینبغی للمتوضی فی الشتاء ان یبل اعضاءہ بالماء شبہ الدہن ثم یسیل الماء علیہا لان الماء یتجافی عن الاعضاء فی الشتاء ۱۲ شامی
ف۵۴ وتقدیمہ علی الوقت لغیر المعذور لان فیہ انتظار الصلوة ومنتظر الصلوة کمن ہو فیہا بالحدیث الصحیح ۱۲ در وشامی
ف۵۵ وعدم الاستعانة بغیرہ الا لعذر وعدم التکلم بکلام الناس والتسمیة عند غسل کل عضو وکذا المسموح والاسراف بان یستعمل الماء فوق حاجة ومن الاسراف الزیادة علی الثلاث ۱۲ شامی ودر مختار وفی المنیة وان لایسرف فی الماء وان کان علی شط نہر جار ۱۲
ف۵۶ ومکروہہ لطم الوجہ او غیرہ بالماء تنزیہا ۱۲ شامی ودر مختار وفی غسل المیاقی وما یظہر من الشفة عند انضمامہا وکذا لو غمض عینیہ شدیدا لایجوز لکن نقل العلامة المقدسی فی شرحہ علی نظم الکنز ان ظاہر الروایة الجواز واقرہ فی الشرنبلالیة تامل ۱۲ در وشامی

نیچے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔ جب یاد آوے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھوڑا کر پانی ڈال لے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اُس کو لوٹاوے اور پھر سے پڑھے۔ **مسئلہ ۲۶**۔ کسی کے ماتھے پر افشاں[عہ] چُنی ہو اور اوپر اوپر سے پانی بہا لیوے کہ افشاں نہ چھوٹنے پاوے تو وضو نہیں ہوتا۔ ماتھے کا سب گوند چھڑا کر منہ دھونا چاہیئے۔ **مسئلہ ۲۷**۔ جب[له] وضو کر چکے تو سورۂ انا انزلنا[عسه] اور یہ دُعا پڑھے۔

(اے اللہ کر دے مجھکو توبہ کرنیوالوں میں سے اور کر دے مجھکو (گناہوں سے) پاک ہونیوالے لوگوں میں سے اور کر دے مجھکو اپنے نیک بندوں میں سے اور کر دے مجھکو اُن لوگوں میں سے کہ جنکو (دونوں جہان میں) کچھ خوف نہیں اور نہ وہ (آخرت میں) غمگین ہونگے ۱۲) سه	اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ

مسئلہ ۲۸۔ [عه] جب وضو کر چکے تو بہتر ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے[سه]۔ اس نماز کو جو وضو کے بعد پڑھی جاتی ہے تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں اسکا بڑا ثواب آیا ہے۔ **مسئلہ ۲۹**۔ اگر ایک[عه] وقت وضو کیا تھا۔ پھر دُوسرا وقت آگیا اور ابھی وضو ٹوٹا نہیں ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر تازہ وضو کرے تو بہت ثواب ملتا ہے۔ **مسئلہ ۳۰**۔ جب ایک[عه] دفعہ وضو کر لیا اور ابھی وہ ٹوٹا نہیں تو جب تک اُس وضو سے کوئی عبادت نہ کر لے اُسوقت تک دوسرا وضو کرنا مکروہ اور منع ہے۔ تو اگر نہاتے وقت کسی نے وضو کیا ہے تو اُسی وضو سے نماز پڑھنا چاہیئے۔ بغیر اسکے ٹوٹے دوسرا وضو نہ کرے۔ ہاں اگر کم سے کم دو ہی رکعت نماز اُس وضو سے پڑھ چکی ہو تو دوسرا وضو کرنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔ **مسئلہ ۳۱**۔ کسی[عه] کے ہاتھ یا پاؤں پھٹ گئے اور اسمیں موم روغن یا اور کوئی دوا بھر لی (اور اُس کے نکالنے سے[له] ضرر ہوگا) تو اگر بے اسکے نکالے اوپر ہی اوپر پانی بہا دیا تو وضو درست ہے۔ **مسئلہ ۳۲**۔ وضو کرتے وقت ایڑی پر یا کسی اور جگہ پانی نہیں پہونچا اور جب پورا وضو ہو چکا تب معلوم ہوا کہ فلانی جگہ سوکھی ہے تو وہاں پر فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ پانی بہانا چاہیئے۔ **مسئلہ ۳۳**۔ اگر ہاتھ یا پاؤں وغیرہ میں کوئی پھوڑا ہے یا کوئی اور ایسی بیماری ہے کہ اُسپر پانی ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے تو پانی نہ ڈالے وضو کرتے وقت

اوقات مکروہ میں سے کوئی وقت نہ ہو ۱۲ تصحیح الاغلاط۔ [له] اور اس کے نکالنے سے ضرر ہوگا کی قید اس مرتبہ اضافہ ہوئی ۱۲

[له] وان یقول عند تمامه او فی خلاله اللهم اجعلنی الخ وان یقول بعد فراغه سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت وحدك لا شریك لك استغفرك واتوب الیك اشهد ان محمدا عبدك ورسولك ناظرا الی السماء وان یقرأ سورة انا انزلناه مرة او مرتین او ثلثا ۱۲ منیه در مختار

[عه] وان یصلی سبحة ای نافلة الا ان یکون فی وقت مکروه ۱۲ منیه

[عه] وان یتوضأ علی الوضوء ۱۲ منیه

[عه] ومقتضی هذا کراهته وان تبدل المجلس ما لم یؤد به صلوة او نحوها شامی۔ قلت وههنا کلام طویل من شاء الاطلاع علیه فلیرجع الی رد المحتار ۱۲ ج ۱

[عه] واذا کان برجله شقاق فجعل فیه الشحم ان کان لا یضره ایصال الماء الی ما تحته لا یجوز غسله ووضوءه وان کان یضره یجوز ۱۲ منیه

[عه] وان کان الجراحة علی اقله واکثره صحیح فانه یغسل الصحیح ویمسح علی المجروح ان لم یضره المسح ۱۲ منیه

[عه] پلکے کے تاروں کو باریک کتر کر دولہن وغیرہ کی پیشانی پر لگاتے ہیں اسکو افشاں کہتے ہیں ۱۲

[عسه] حدیث میں ہے کہ جو ایک بار بعد وضو کے سورہ انا انزلنا پڑھے تو وہ صدیقین سے ہوگا (کنز العمال) یعنی اسکو بڑا ثواب ملیگا ۱۲

[سه] اسمیں یہ ضرور شرط ہے کہ

[سه] ترجمہ اصل کتاب میں نہیں تھا اس مرتبہ عام فائدہ کیواسطے لکھوا دیا گیا ہے اور اسی وجہ سے قوس میں دیا گیا ہے ۱۲ اختری

صرف بھیگا ہاتھ پھیر لیوے اسکو مسح کہتے ہیں۔ اور اگر یہ بھی نقصان کرے تو ہاتھ بھی نہ پھیرے اتنی جگہ چھوڑ دے۔ **مسئلہ ۳۴**[1] اگر زخم پر پٹی بندھی ہو اور پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنے سے نقصان ہو۔ یا پٹی کھولنے باندھنے میں بڑی دقّت اور تکلیف ہو تو پٹی کے اوپر مسح کر لینا درست ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پٹی پر مسح کرنا درست نہیں پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنا چاہئے۔ **مسئلہ ۳۵**[2] اگر پوری پٹی کے نیچے زخم نہیں ہے تو اگر پٹی کھول کر زخم کو چھوڑ کر اور سب جگہ دھو سکے تو دھونا چاہئے۔ اور اگر پٹی نہ کھول سکے تو ساری پٹی پر مسح کر لیوے جہاں زخم ہے وہاں بھی اور جہاں زخم نہیں ہے وہاں بھی۔ **مسئلہ ۳۶**[3] ہڈی کے ٹوٹ جانے کے وقت بانس کی کھپچیاں رکھ کے کھپٹی بنا کر باندھتے ہیں اسکا بھی یہی حکم ہے۔ کہ جب تک کھپٹی نہ کھول سکے کھپٹی کے اوپر ہاتھ پھیر لیا کرے۔ اور فصد کی پٹی کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر زخم کے اوپر مسح نہ کر سکے تو پٹی کھول کر کپڑے کی گدّی پر مسح کرے اور اگر کوئی کھولنے باندھنے والا نہ ملے تو پٹی ہی پر مسح کر لے۔ **مسئلہ ۳۷**[4] کھپٹی اور پٹی وغیرہ میں بہتر تو یہ ہے کہ ساری کھپٹی پر مسح کرے اور اگر ساری پر نہ کرے بلکہ آدھی سے زائد پر کرے تو بھی جائز ہے اگر فقط آدھی یا آدھی سے کم پر کرے تو جائز نہیں۔ **مسئلہ ۳۸**[5] اگر کھپٹی یا پٹی کھل کر گر پڑے اور زخم ابھی اچھا نہیں ہوا تو پھر باندھ لیوے اور وہی پہلا مسح باقی ہے پھر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر زخم اچھا ہو گیا کہ اب باندھنے کی ضرورت نہیں ہے تو مسح ٹوٹ گیا۔ اب اتنی جگہ دھو کر نماز پڑھے۔ سارا وضو دہرانا ضروری نہیں ہے۔

وضو کی توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ ۱[6] پاخانہ پیشاب اور ہوا جو پیچھے سے نکلے اُس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے جیسا کہ کبھی بیماری سے ایسا ہو جاتا ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر آگے یا پیچھے سے کوئی کیڑا جیسے کینچوا یا کنکری وغیرہ نکلے تو بھی وضو ٹوٹ گیا۔ **مسئلہ ۲** اگر کسی کے کوئی زخم ہوا اُس میں سے کیڑا نکلے یا کان سے نکلا یا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کے گر پڑا اور خون نہیں نکلا تو

وان خرج من المفضاۃ یجب علیہا الوضوء وذکر فی جامع قاضیخان انہ یستحب لہا ان تتوضا وکذا الدیدۃ والحصاۃ اذا خرج من احد من المفضیین فعلیہا الوضوء ۱۲ منیۃ المصلی ۹۸ وان خرج الدودۃ من الفم او الاذن او الجراحۃ لا ینتقض ۱۲ منیۃ ۴۷ ولا خروج دودۃ من جرح او اذن او انف وفم وکذا اللحم سقط ۱۲ درمختار ۱۴۱

[1] ویجوز مسحہا ولو شدت بلا وضوء وغسل دفعا للحرج ویترک المسح کالغسل ان ضر والا لا ۱۲ درمختار

[2] ویمسح نحو مفتصد وجریح علی کل عصابۃ مع فرجتہا فی الاصح ان ضرہ الماء او حلہا ومنہ ای من الضرر ان لا یمکنہ ربطہا بنفسہ ولا یجد من یربطہا ۱۲ در ۲۸۹/۱

[3] وحکم مسح جبیرۃ ہی عیدان یجبر بہا الکسر وخرقۃ قرحۃ وموضع فصد وکیّ ونحو ذلک کعصابۃ جراحۃ ولو برأسہ کغسل لما تحتہا الی ان قال فلا یتوقت ویترک المسح کالغسل ان ضر والا لا وہو ای مسحہا مشروط بالعجز عن نفس الموضع فان قدر علیہ فلا مسح علیہا ۱۲ در ۲۸۷/۱

[4] ولا یشترط فی مسحہا استیعاب وتکرار فی الاصح فیکفی مسح اکثرہا مرۃ بہ یفتی ۱۲ درمختار ۲۹۰/۱

[5] والمسح یبطل بسقوطہا عن برء والا فان سقطت فی الصلوۃ استانفہا ۱۲ در۔ وان سقطت الجبیرۃ عن غیر برء لا یبطل المسح لان العذر قائم والمسح علیہا کالغسل لما تحتہا ما دام العذر باقیا وان سقطت عن برء بطل لزوال العذر وان کان فی الصلوۃ استقبل لانہ قدر علی الاصل قبل حصول المقصود بالبدل ۱۲ ہدایۃ

[6] المعانی الناقضۃ للوضوء کل ما یخرج من السبیلین وان خرجت من قبل الرجل والمرأۃ ریح منتنۃ الصحیح انہ لا ینقض

اُس سے وضو نہیں ٹوٹا۔ مسئلہ[۵۱] اگر کسی نے فصد لی یا نکسیر پھوٹی یا چوٹ لگی اور خون نکل آیا یا پھوڑے پھنسی سے یا بدن بھر میں اور کہیں سے خون نکلا یا پیپ نکلی تو وضو جاتا رہا۔ البتہ اگر زخم کے منہ ہی پر رہے زخم کے منہ سے آگے نہ بڑھے تو وضو نہیں گیا۔ تو اگر کسی کے سوئی چبھ گئی اور خون نکل آیا لیکن بہا نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور جو ذرا بھی بہ پڑا ہو تو وضو ٹوٹ گیا۔ مسئلہ[۵۲] اگر کسی نے ناک سنکی اور اس میں جمے ہوئے خون کی پھٹکیاں نکلیں تو وضو نہیں گیا۔ وضو جب ٹوٹتا ہے کہ پتلا خون نکلے اور بہ پڑے۔ سو اگر کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی پھر جب اس کو نکالا تو انگلی میں خون کا دھبہ معلوم ہوا لیکن وہ خون بس اتنا ہی ہے کہ انگلی میں تو ذرا سا لگ جاتا ہے لیکن بہتا نہیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ ۵[۵۳] کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ ٹوٹ گیا۔ یا خود اس نے توڑ دیا اور اس کا پانی بہہ کر آنکھ میں تو پھیل گیا لیکن آنکھ کے باہر نہیں نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا۔ اور اگر آنکھ کے باہر پانی نکل پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ اسی طرح اگر کان کے اندر دانہ ہو اور ٹوٹ جائے تو جب تک خون پیپ سوراخ کے اندر اسی جگہ تک ہے جہاں پانی پہنچانا غسل کرتے وقت فرض نہیں ہے تب تک وضو نہیں جاتا۔ اور جب ایسی جگہ پر آ جاوے جہاں پانی پہنچانا فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ مسئلہ[۵۴] کسی نے اپنے پھوڑے یا چھالے کے اوپر کا چھلکا نوچ ڈالا اور اس کے نیچے خون یا پیپ دکھلائی دینے لگا لیکن وہ خون پیپ اپنی جگہ پر ٹھہرا ہے کسی طرف نکل کے بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا اور جو بہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ مسئلہ[۵۵] کسی کے پھوڑے میں بڑا گہرا گھاؤ ہو گیا تو جب تک خون پیپ اس گھاؤ کے سوراخ کے اندر ہی اندر ہے باہر نکل کر بدن پر نہ آوے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ[۵۶] اگر پھوڑے پھنسی کا خون آپ سے نہیں نکلا بلکہ اس نے دبا کے نکالا ہے تب بھی وضو ٹوٹ جاویگا جبکہ وہ خون بہ جائے۔ مسئلہ ۹[۵۷] کسی کے زخم سے ذرا ذرا خون نکلنے لگا۔ اس نے اس پر مٹی ڈال دی۔ یا کپڑے سے پونچھ لیا۔ پھر ذرا سا نکلا پھر اس نے پونچھ ڈالا۔ اسی طرح کئی دفعہ کیا کہ خون بہنے نہ پایا تو دل میں سوچے اگر ایسا معلوم ہو کہ اگر پونچھا نہ جاتا تو بہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر ایسا ہو کہ پونچھا نہ جاتا تب بھی نہ بہتا تو وضو نہ ٹوٹیگا۔ مسئلہ[۵۸] کسی کے تھوک میں خون معلوم ہوا۔ تو اگر تھوک میں خون

---

۵۱ واما الدم اذا خرج من البدن ان سال نقض والا فلا وعلی ہذا مسائل منہا نفطۃ قشرت فسال منہا ماء او دم او صدید ان سال عن راس الجرح ینقض وان لم یسل لا ینقضہ ۱۲ منیہ ص۴۷

۵۲ رجل انتثر فسقطت من انفہ کتلۃ دم لم ینتقض وان قطرت انتقض ۱۲ منیہ ص۴۵ ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظہور وفی غیرہما عین السیلان ولو بالقوۃ لما قالوا لو مسح الدم کلما خرج ولو ترکہ لسال نقض والا لا کما لو سال فی باطن عین او جرح او ذکر ولم یخرج ۱۲ در مختار ص۱۳۹ ج۱

۵۳ نمبر ۱ صفحہ ہذا دیکھو ۱۲

۵۴ مسئلہ ص۵ کے ضمن میں گذر گیا ۱۲

۵۵ یہ بھی مسئلہ ص۵ کے ضمن میں گذر گیا ۱۲

۵۶ والمخرج بعصر والخارج بنفسہ سیان فی حکم النقض علی المختار ۱۲ در مختار ص۱۴۱ ج۱

۵۷ وان مسح الدم عن راس الجرح بقطنۃ ثم خرج فمسح ثم وثم او القی التراب علیہ ینظر ان کان بحال لو ترکہ لسال ینتقض والا فلا ۱۲ منیہ ص۴۸

۵۸ ولو بزق وفی بزاقہ دم ان کان البزاق غالبا فلا وضوء علیہ وان کان الدم غالبا فعلیہ الوضوء وان استویا یتوضأ احتیاطا ۱۲ منیہ ص۴۹ وینقضہ دم غلب علی البزاق او ساواہ والعلم باللون فالاصفر مغلوب وقیل الحمرۃ مساو و ... غالب نور الایضاح [illegible] ص۴۹

بہت کم ہے اور تھوک کا رنگ سپیدی یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں گیا اور اگر خون زیادہ یا برابر ہے اور رنگ سُرخی مائل ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔ **مسئلہ ۱۱**۔ اگر دانت سے کوئی چیز کاٹی اور اس چیز پر خون کا دھبّہ معلوم ہوا یا دانت میں خلال کیا اور خلال میں خون کی سُرخی دکھائی دی لیکن تھوک میں بالکل خون کا رنگ معلوم نہیں ہوتا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ **مسئلہ ۱۲**۔ کسی نے جونک لگوائی اور جونک میں اتنا خون بھر گیا کہ اگر بیچ سے کاٹ دو تو خون بہہ پڑے تو وضو جاتا رہا۔ اور جو اتنا نہ پیا ہو بلکہ بہت کم پیا ہو تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور اگر مچھّر یا مکھّی یا کھٹمل نے خون پیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ **مسئلہ ۱۳**۔ کسی کے کان میں درد ہوتا ہے اور پانی نکلا کرتا ہے تو یہ پانی جو کان سے بہتا ہے نجس ہے۔ اگرچہ کچھ پھوڑا یا پھنسی نہ معلوم ہوتی ہو۔ پس اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا جب کان کے سوراخ سے نکل کر اس جگہ تک آجاوے جس کا دھونا غسل کرتے وقت فرض ہے۔ اسی طرح اگر ناف سے پانی نکلے اور درد بھی ہوتا ہو تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاویگا۔ ایسے ہی اگر آنکھیں دُکھتی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر آنکھیں نہ دُکھتی ہوں نہ اُنمیں کچھ کھٹک ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ **مسئلہ ۱۴**۔ اگر چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے اس سے وضو جاتا رہیگا اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہ ٹوٹیگا۔ **مسئلہ ۱۵**۔ اگر قے ہوئی اور اسمیں کھانا یا پانی یا پت گرے تو اگر بھر منہ قے ہوئی ہو تو وضو ٹوٹ گیا اور بھر منہ قے نہیں ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور بھر منہ ہونیکا یہ مطلب ہے کہ مشکل سے منہ میں رُکے اور اگر قے میں نرا بلغم گرا تو وضو نہیں گیا چاہے جتنا ہو۔ بھر منہ ہو چاہے نہ ہو۔ سب کا ایک حکم ہے اور اگر قے میں خون گرے تو اگر پتلا اور بہتا ہوا ہو تو وضو ٹوٹ جاویگا چاہے کم ہو چاہے زیادہ بھر منہ ہو یا نہ ہو۔ اور اگر جما ہوا ٹکڑے ٹکڑے گرے اور بھر منہ ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر کم ہو تو وضو نہ جاوے گا۔ **مسئلہ ۱۶**۔ اگر تھوڑی تھوڑی کرکے کئی دفعہ قے ہوئی لیکن سب ملا کر اتنی ہے

ینقض وان لم یکن ملأ الفم وعند محمد لا ینتقض مالم یکن ملأ الفم ۱۲ منیہ ۵۶ وان قاء طعاما قلیلا قلیلا ان اتحد المجلس یجمع عند ابی یوسف قال محمد ان اتحد السبب یجمع والا فلا وتفسیر اتحاد السبب ان ذا قاء ثانیا قبل سکون النفس عن الغثیان والہیجان ۱۲ منیہ ص۱۱ ۔ ۵ مطلب یہ ہے کہ جب پانی آنکھ کے مرض کی وجہ سے نکلے تب وضو ٹوٹیگا اور اگر آنکھ نہ دُکھتی ہو اور نزلہ کی وجہ سے آنکھ سے پانی بہے تو وضو نہ ٹوٹیگا اور مشہور قول یہی ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اگر آنکھ سے پانی کسی زخم کی وجہ سے نکلے خواہ وہ زخم ظاہر بین معلوم ہوتا ہو یا کسی مسلمان دیندار طبیب کی تشخیص سے معلوم ہو تب تو اس پانی کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں ۱۲ ۔

---

۵۱ ولو عض شیئا فرای اثر الدم علیہ فلا وضوء علیہ وقال بعض المشائخ ینبغی ان یضع کمہ او اصبعہ فی ذلک الموضع ان وجد الدم فیہ نقض والا فلا ۱۲ منیہ ص۲۸
۵۲ وکذا ینقضہ علقۃ مصت عضوا وامتلأت من الدم ومثلہا القراد ان کان کبیرا لانہ حینئذ یخرج منہ دم مسفوح سائل والا کن العلقۃ والقراد کذلک لا ینقض کبعوض و ذباب ۱۲ وقال الشامی تحت قولہ وامتلأت کذا فی الخانیۃ وقال لانہا لو شقت یخرج منہا دم سائل ھـ والظاہر ان الامتلاء غیر قید لان العبرۃ للسیلان ۱۲ شامی
۵۳ کما لا ینقض لو خرج من اذنہ ونحوہا کعینہ وثدیہ قیح ونحوہ کصدید وماء سرۃ وعین لا بوجع وان خرج بہ ای بوجع نقض لانہ دلیل الجرح فدمع من بعینہ رمد او عمش ناقض فان استمر صار ذا عذر والناس عنہ غافلون ۱۲ در مختار
۵۴ نمبر ۲ میں دیکھو صفحہ ہذا ۱۲
۵۵ واما القئ اذا کان ملأ الفم ینقض الوضوء سواء کان طعاما او ماء او مرۃ فان کان بلغما لا ینقض الوضوء عند ابی حنیفۃ ومحمد سواء نزل من الرأس او صعد من الجوف وان قاء دما ان کان سائلا نزل من الرأس ینقض اتفاقا وان کان علقا لا ینقض وان صعد من الجوف ان کان علقا لا ینتقض الا ان یملأ الفم وان کان سائلا فعلی قول ابی حنیفۃ

کہ اگر ایک دفعہ میں گرتی تو بھر مُنہ ہو جاتی تو اگر ایک ہی متلی برابر باقی رہی اور تھوڑی تھوڑی قے ہوتی رہی تو وضو ٹوٹ گیا۔ اور اگر ایک ہی متلی برابر نہیں رہی بلکہ پہلی دفعہ کی متلی جاتی رہی تھی اور جی اچھا ہو گیا تھا پھر دوبارہ متلی شروع ہوئی اور تھوڑی سی قے ہو گئی پھر جب متلی جاتی رہی تو تیسری دفعہ پھر متلی شروع ہو کر قے ہوئی۔ تو وضو نہیں ٹوٹا۔ مسئلہ ۱۷۔ لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے سو گئی اور ایسی غفلت ہو گئی کہ اگر وہ ٹیک نہ ہوتی تو گر پڑتی تو وضو جاتا رہا۔ اور اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جاوے تو وضو نہیں گیا۔ اور اگر سجدے میں سو جاوے تو وضو ٹوٹ جاویگا۔
99/20

مسئلہ ۱۸۔ اگر نماز سے باہر بیٹھے بیٹھے سووے اور اپنا چوتڑ ایڑی سے دبا لیوے اور دیوار وغیرہ کسی چیز سے ٹیک بھی نہ لگاوے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ ۱۹۔ بیٹھے ہوئے نیند کا ایسا جھونکا آیا کہ گر پڑی تو اگر گرکے فوراً ہی آنکھ کھل گئی ہو تو وضو نہیں گیا اور جو گرنے کے ذرا بعد آنکھ کھلی ہو تو وضو جاتا رہا۔ اور اگر بیٹھی جھومتی رہی گری نہیں تب بھی وضو نہیں گیا۔ مسئلہ ۲۰۔ اگر بیہوشی ہو گئی یا جنوں سے عقل جاتی رہی تو وضو جاتا رہا۔ چاہے بیہوشی اور جنوں تھوڑی ہی دیر رہا ہو۔ ایسے ہی اگر تمباکو وغیرہ کوئی نشہ کی چیز کھالی اور اتنا نشہ ہو گیا کہ اچھی طرح چلا نہیں جاتا۔ اور قدم اِدہر اُدہر بہکتا اور ڈگمگاتا ہے تو بھی وضو جاتا رہا۔ مسئلہ ۲۱۔ اگر نماز میں اتنے زور سے ہنسی نکل گئی کہ اُس نے آپ بھی اپنی آواز سُن لی اور اُس کے پاس والیوں نے بھی سب نے سُن لی جیسے کھل کھلا کر ہنسنے میں سب پاس والیاں سُن لیتی ہیں اس سے بھی وضو ٹوٹ گیا اور نماز بھی ٹوٹ گئی۔ اور اگر ایسا ہو کہ اپنے کو تو آواز سُنائی دیوے مگر سب پاس والیاں نہ سُن سکیں اگرچہ بہت ہی پاس والی سُن لے۔ اس سے نماز ٹوٹ جاویگی۔ وضو نہ ٹوٹے گا۔ اور اگر ہنسی میں فقط دانت کھل گئے آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضو ٹوٹا نہ نماز گئی۔ البتہ اگر چھوٹی لڑکی جو ابھی جوان نہ ہوئی ہو زور سے نماز میں ہنسے یا سجدۂ تلاوت میں بڑی عورت کو ہنسی آوے تو وضو نہیں جاتا۔ ہاں وہ سجدہ اور نماز جاتی رہے گی جس میں ہنسی آئی۔

۵۵ وکذلو بقہقہۃ فی صلوۃ ذات رکوع وسجود ینقض الوضوء والصلوۃ جمیعا سواء کان عامدا اوناسیا وان قہقہ فی صلوۃ الجنازۃ او سجدۃ التلاوۃ او سجدۃ السہو لا ینقض وضوءہ وان قہقہ الصبی فی صلوتہ لا ینتقض وضوءہ ۱۲ منیہ ۵۶ والضحک یبطل الصلوۃ لا الطہارۃ والتبسم لا یبطل الصلوۃ ولا الطہارۃ ۱۲ عالمگیری و قہقہۃ بالغ ولو امرأۃ تنہد الیقظان فلا یبطل وضوء صبی ونائم بل صلوتہ بہ یفتی ۔ ۔ ۔ ۱۲ در مختصرا۔ ص ۱۵۰/۱۶

۵۱ وینقضہ حکما نوم یزیل مسکتہ بحیث تزول مقعدتہ من الارض وہو النوم علی احد جنبیہ او ورکیہ او قفاہ او وجہہ والا یزیل مسکتہ لا ینقض وان تعمدہ فی الصلوۃ او غیرہا علی المختار کالنوم قاعدا او لو مستندا الی ما لو ازیل لسقط علی المذہب وساجدا علی الہیئۃ المسنونۃ علی المعتمد قال العلامۃ الشامی تحت قولہ ساجدا وکذا قائما وراکعا بالاولی والہیئۃ المسنونۃ بان یکون رافعا بطنہ عن فخذیہ مجافیا عضدیہ عن جنبیہ وظاہر ان المراد الہیئۃ المسنونۃ فی حق الرجل لا المرأۃ ۱۲ شامی ص ۱۲۶/۱
۵۲ وان نام قاعدا او واضعا الیتیہ علی عقبیہ وواضعا بطنہ علی فخذیہ لا ینقض وضوءہ ۱۲ منیہ
۵۳ وان نام قاعدا یتمایل فسقط ان انتبہ حین سقط فلا نقض بہ یفتی کذا فی الخلاصۃ وقیل ان ارتفعت مقعدتہ قبل انتباہہ نقض وان لم یسقط وفی الخانیۃ عن شمس الائمۃ الحلوانی انہ ظاہر المذہب وعلیہ مشی فی نور الایضاح قال فی شرح المنیۃ والاول اولی ردالمختار وفیہ اما لو استقر ثم انتبہ نقض لانہ وجد النوم مضطجعا ۱۲ در مختار و شامی ص ۱۲۸/۱
۵۴ وینقضہ اغماء ومنہ الغشی وجنون وسکر بان یدخل فی مشیہ تمایل ولو باکل الحشیشۃ ۱۲ در مختار ص ۱۲۸/۱

۵۰ یہ حکم عورتوں کا ہے اور اگر مرد سجدہ میں سووے تو وضو نہیں ٹوٹتا جبکہ اسطرح سجدہ کرے جسطرح مردوں کو سجدہ کرنیکا حکم ہے ۱۲ ع ۵۰ مطلب یہ ہے کہ جسطرح عورتوں کو [illegible]

نوٹ مسئلہ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ صـ۴۷ پر درج کیا گیا ۱۲

مسئلہ ۲۶ - وضو کے بعد ناخن کٹائے یا زخم کے اوپر کی مُردار کھال نوچ ڈالی تو وضو میں کوئی نقصان نہیں آیا۔ نہ تو وضو کے دُہرانے کی ضرورت ہے اور نہ اُتنی جگہ کے پھر تر کرنیکا حکم ہے۔ **مسئلہ ۲۷** وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا یا اپنا ستر کھل گیا۔ یا ننگی ہو کر نہائی اور ننگے ہی وضو کیا تو اسکا وضو درست ہے پھر وضو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے البتہ بدون لاچاری کے کسی کا ستر دیکھنا یا اپنا دکھلانا گناہ کی بات ہے۔ **مسئلہ ۲۸** - جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے اور جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں تو اگر ذرا سا خون نکلا کہ زخم کے مُنہ سے بہا نہیں یا ذرا ہی قے ہوئی بھر مُنہ نہیں ہوئی اور اُس میں کھانا یا پانی یا پت یا جما ہوا خون نکلا تو یہ خون اور یہ قے نجس نہیں ہے۔ اگر کپڑے یا بدن میں لگ جاوے اُسکا دھونا واجب نہیں۔ اور اگر بھر مُنہ قے ہوئی یا خون زخم سے بہ گیا تو وہ نجس ہے اُسکا دھونا واجب ہے۔ اور اگر اتنی قے کر کے کٹورے یا لوٹے کو منہ لگا کر کے کلّی کے واسطے پانی لیا تو وہ برتن ناپاک ہو جاویگا۔ اسلئے چلّو سے پانی لینا چاہیئے۔ **مسئلہ ۲۹** - چھوٹا لڑکا جو دُودھ ڈالتا ہے اُسکا بھی یہی حکم ہے کہ اگر بھر مُنہ نہ ہو تو نجس نہیں ہے اور جب بھر مُنہ ہو تو نجس ہے۔ اگر بے اسکے دھوئے ہوئے نماز پڑھے گی تو نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ ۳۰** - اگر وضو کرنا تو یاد ہے اور اسکے بعد وضو ٹوٹنا اچھی طرح یاد نہیں کہ ٹوٹا ہے یا نہیں ٹوٹا تو اُسکا وضو باقی سمجھا جائیگا۔ اسی سے نماز درست ہے۔ لیکن وضو پھر کر لینا بہتر ہے **مسئلہ ۳۱** - جس کو وضو کرنے میں شک ہوا کہ فلانا عضو دھویا یا نہیں تو وہ عضو پھر دھو لینا چاہیئے۔ اور اگر وضو کر چکنے کے بعد شک ہوا تو کچھ پرواہ نہ کرے وضو ہو گیا۔ البتہ اگر یقین ہو جاوے کہ فلانی بات رہ گئی ہے تو اُسکو کر لیوے **مسئلہ ۳۲** - بے وضو قرآن مجید کا چھونا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر ایسے کپڑے سے چھولے جو بدن سے جدا ہو تو درست ہے۔ دوپٹہ یا کرتے کے دامن سے جبکہ اسکو پہنے اوڑھے ہوئے ہو چھونا درست نہیں۔ ہاں اگر اترا ہوا ہو تو اُس سے چھونا درست ہے۔ اور زبانی پڑھنا درست ہے۔ اور اگر کلام مجید کھلا ہوا رکھا ہے اور اسکو دیکھ دیکھ کے پڑھا لیکن ہاتھ نہیں لگایا یہ بھی درست ہے۔ اسی طرح بے وضو ایسے تعویذ اور ایسی تشتری کا چھونا بھی درست نہیں ہے جسمیں قرآن کی آیت لکھی ہو خوب یاد رکھو۔

عہ لفظ اور اگر کہیں سے خون نکلا تک پہلے حاشیہ میں تھا اب اسکو داخل متن کیا ۱۲ منہ عہ لفظ ہاں اگر سے لفظ چھونا درست ہے تک عبارت اس مرتبہ اضافہ ہوئی ۱۲ منہ

۵۱ ولو حلق الشعر وقلم الاظفار بعد ما توضا لا یجب علیہ اعادۃ ولا امرار الماء علیہ ۱۲ منیۃ فی الدر ولا یعاد الوضوء بل ولا بل المحل بحلق راسہ ولحیتہ کما لا یعاد الغسل ولا الوضوء بحلق شارب وحاجبہ وقلم ظفرہ وکشط جلدہ ۱۲ صـ۱۵۰ ج۱

۵۲ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حیی ستیر یحب الحیاء والتستر فاذا اغتسل احدکم فلیستتر ۱۲ کبیری صـ۴۹

۵۳ وکل ما لیس بحدث کقئ قلیل ودم لو ترک لم یسل لیس بنجس عند الثانی وھو الصحیح رفقا باصحاب القروح خلافا لمحمد وفی الجوہرۃ یفتی بقول محمد لو اصاب لمائعات کالماء ونحوہ اما فی الثیاب والابدان فیفتی بقول ابی یوسف ۱۲ در وشامی صـ۱۴۵

۵۴ وینقضہ قئ ملاء فاہ من مرۃ او طعام او ماء اذا وصل الی معدتہ وان لم یستقر وھو نجس مغلظ ولو من صبی ساعۃ ارتضاعہ ھو الصحیح ۱۲ در مختار صـ۱۴۲ ج۱

۵۵ ولو ایقن بالطہارۃ وشک بالحدث او بالعکس اخذ بالیقین ۱۲ در صـ۱۵۶ ج۱

۵۶ شک فی بعض وضوئہ اعاد ما شک فیہ لو فی خلالہ ولم یکن الشک عادۃ لہ وان لم یکن فی خلالہ بل کان بعد الفراغ منہ وان کان اول ما عرض لہ الشک او کان الشک عادۃ لہ وان کان فی خلالہ فلا یعید شیئا قطعا للوسوسۃ عنہ ۱۲ در وشامی صـ۱۵۵ ج۱

۵۷ ویحرم بہ ای بالاکبر وبالاصغر مس مصحف ای ما فیہ آیۃ کدرہم وجدار الا بغلاف متجاف ولا یکرہ النظر الی القرآن لجنب وحائض ونفساء ۱۲ در مختار صـ۱۷۹ و صـ۲۸۰ ج۱

معذور کے احکام

مسئلہ[۱]۔ جسکو ایسی نکسیر[۵۱] پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی۔ یا کوئی ایسا زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے کوئی ساعت بہنا بند نہیں ہوتا۔ یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے اتنا وقت نہیں ملتا کہ طہارت سے نماز پڑھ سکے (یعنی وقت ۱۲) تو ایسے شخص کو معذور کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے (وضو ۱۲) جب تک وہ وقت رہیگا تب تک اسکا وضو باقی رہیگا۔ البتہ جس بیماری میں مبتلا ہے اسکے سوا اگر کوئی اور بات ایسی پائی جاوے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو جاتا رہیگا اور پھر سے کرنا پڑیگا۔ اسکی مثال یہ ہے کہ کسی کو ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی اس نے ظہر کے وقت وضو کر لیا تو جب تک ظہر کا وقت رہیگا نکسیر کے خون کی وجہ سے اسکا وضو نہ ٹوٹیگا۔ البتہ اگر پاخانہ پیشاب گئی۔ یا سوئی چبھ گئی اس سے خون نکل پڑا تو وضو جاتا رہا۔ پھر وضو کرے۔ جب یہ وقت چلا گیا۔ دوسری نماز کا وقت آ گیا تو اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا چاہیئے۔ اسیطرح ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے۔ (۱۲) اس وضو سے فرض نفل جو نماز چاہے پڑھے[۵۲] مسئلہ[۲]۔ اگر فجر کے وقت وضو کیا تو آفتاب (سورج ۱۲) نکلنے کے بعد اس وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتی دوسرا وضو کرنا چاہیئے۔ اور جب آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے۔ ظہر کے وقت نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے جب عصر کا وقت آویگا تب نیا وضو کرنا پڑیگا۔ ہاں اگر کسی اور وجہ سے ٹوٹ جاوے تو یہ اور بات ہے مسئلہ[۳]۔ کسی کے ایسا زخم تھا کہ ہر دم بہا کرتا تھا۔ اس نے وضو کیا۔ پھر دوسرا زخم پیدا ہو گیا اور بہنے لگا تو وضو ٹوٹ گیا پھر سے وضو کرے مسئلہ[۴]۔ آدمی معذور جب بنتا ہے اور یہ حکم اسوقت لگاتے ہیں کہ پورا ایک وقت اسی طرح گذر جائے کہ خون برابر بہا کرے اور اتنا بھی وقت نہ ملے کہ اسوقت کی نماز طہارت سے پڑھ سکے۔ اگر اتنا وقت مل گیا کہ اسمیں طہارت سے نماز پڑھ سکتی ہے تو اسکو معذور نہ کہیں گے۔ اور جو حکم ابھی بیان ہوا ہے اسپر نہ لگاوینگے البتہ جب پورا ایک وقت اسی طرح گذر گیا کہ اسکو طہارت سے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملا یہ معذور ہو گئی اب اسکا

عـ۵ (نوٹ) پہلے یہ احکام استحاضہ کے بیان میں حصہ دوم بہشتی زیور میں تھے۔ اس مرتبہ چونکہ استحاضہ کے احکام الگ کئے گئے لہذا ان کو بمناسبت وضو یہاں لایا گیا ۱۲ اش۔ ــ عـ۵ یعنی نماز فرض اور نماز واجب جو بہت لمبی نہ ہو ایسے وضو سے نہیں ادا کر سکتی جس میں فقط فرض اعضا دھوئے جاویں ۱۲

سلہ۵ وصاحب عذر من بہ سلس بول لا یمکنه امساکه او استطلاق بطن او انفلات ریح او استحاضة او بعینه رمد او عمش او غرب وکذا کل ما یخرج بوجع ولو من اذن وثدی وسرة ان استوعب عذره تمام وقت صلوٰة مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتوضأ ویصلی فیه خالیا عن الحدث ولو حکما لان الانقطاع الیسیر ملحق بالعدم ... وهذا شرط العذر فی حق الابتداء وفی حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة وفی حق الزوال یشترط استیعاب الانقطاع تمام الوقت حقیقة لانه الانقطاع الکامل وحکمه الوضوء لا غسل ثوبه ونحوه لکل فرض اللام للوقت کما فی لدلوک الشمس ثم یصلی به فرضا ونفلا فدخل الواجب بالاولیٰ فاذا خرج الوقت بطل ۱۲ در ج ۱ ص ۲۱۳

سلہ۵۲ فاذا خرج الوقت بطل ۱۲ در ج ۱ ص ۲۱۵ فان توضأ حین تطلع الشمس اجزأهم حتی یذهب وقت الظهر هذا عند ابی حنیفة ومحمد وقال ابو یوسف وزفر اجزأهم حتی یدخل وقت الظهر ۱۲ هدایه

سلہ۵۳ والمعذور انما تبقی طهارته فی الوقت بشرطین اذا توضأ لعذره ولم یطرأ علیه حدث آخر اما اذا توضأ لحدث آخر وعذره منقطع ثم سال او توضأ لعذره ثم طرأ علیه حدث آخر بان سال احد منخریه او جرحیه او قرحتیه ولو من جدری ثم سال الآخر فلا تبقی طهارته ۱۲ در ج ۱ ص ۲۱۶

سلہ۵۴ مسئلہ نمبر اصفحہ ہذا میں گذر چکا۔

وہی حکم ہے کہ ہر وقت نیا وضو کر لیا کرے۔ پھر جب دوسرا وقت آوے تو اس میں ہر وقت خون کا بہنا شرط نہیں ہے۔ بلکہ وقت بھر میں اگر ایک دفعہ بھی خون آجایا کرے اور سارے وقت بند رہے تو بھی معذور باقی رہیگی۔ ہاں اگر اسکے بعد ایک پورا وقت ایسا گذر جاوے جسمیں خون بالکل نہ آوے تو اب معذور نہیں رہی۔ اب اسکا حکم یہ ہے کہ جتنے دفعہ خون نکلے گا وضو ٹوٹ جاوے گا۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ **مسئلہ ۵۱**۔ ظہر کا وقت کچھ ہو لیا تھا۔ تب زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا۔ تو اخیر وقت[۵۲] تک انتظار کرے۔ اگر بند ہو جاوے تو خیر۔ نہیں تو وضو کرکے نماز پڑھ لے۔ پھر اگر عصر کے پورے وقت میں اسیطرح بہا کیا کہ نماز پڑھنے کی مہلت نہیں ملی تو اب عصر کا وقت گذرنے کے بعد معذور ہونیکا حکم لگاوینگے۔ اور اگر عصر[۵۳] کے وقت کے اندر ہی اندر بند ہو گیا تو وہ معذور نہیں ہے۔ جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھی ہیں وہ درست نہیں ہوئیں۔ پھر سے پڑھے۔ **مسئلہ**۔ ایسی معذور نے پیشاب پاخانہ کی وجہ سے وضو کیا اور جسوقت وضو کیا تھا اسوقت خون بند تھا۔ جب وضو کر چکی تب خون آیا۔ تو اس خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاویگا۔ البتہ جو وضو نکسیر وغیرہ کے سبب کیا ہو خاص وہ وضو نکسیر کیوجہ سے نہیں ٹوٹا۔ **مسئلہ**۔ اگر یہ خون وغیرہ کپڑے میں لگ جاوے تو دیکھو اگر ایسا ہو کہ نماز ختم کرنے سے پہلے ہی پھر لگ جاویگا تو اس کا دھونا واجب نہیں ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اتنی جلدی نہ بھرے گا بلکہ نماز طہارت سے ادا ہو جائیگی۔ تو دھو ڈالنا واجب ہے۔ اگر ایک روپئے[۵۴] سے بڑھ جاوے تو بے دھوئے ہوئے نماز نہ ہو گی۔

غسل کا بیان

مسئلہ ۱۔ غسل[۵۵] کرنے والی کو چاہئے کہ پہلے گٹے تک دونوں ہاتھ دھووے۔ پھر استنجے کی جگہ دھووے۔ ہاتھ اور استنجے کی جگہ پر نجاست ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی ہر حال میں ان دونوں کو پہلے دھونا چاہئے۔ پھر جہاں بدن پر نجاست لگی ہو پاک کرے۔ پھر وضو کرے۔ اور اگر

ف اگر نفل یا سنت پڑھی ہوں تو ان کی قضا واجب نہیں ۱۲ الاصح ۵ پہلے ایک روپیہ کی برابر غلطی سے لکھا گیا تھا۔ اور روپیہ سے بڑھ جانے کے یہ معنی ہیں کہ روپیہ کے برابر جگہ سے زیادہ جگہ گھیر لے ۱۲ ص ۵ قبل غسل کے دل میں ارادہ غسل کا بھی کرے کہ میں پاک ہونے کے لئے غسل کرتی ہوں بغیر اس ارادہ کے ثواب نہ ہوگا گو غسل ہو جاوے گا ۱۲ ترتیب بہشتی

---

۵۱ ولو عرض بعد دخول وقت فرض انتظر الی آخره فان لم ينقطع يتوضأ ويصلی ثم ان انقطع فی اثناء الوقت الثانی يعيد تلك الصلوة وان استوعب الوقت الثانی لا يعيد لثبوت العذر حينئذ من وقت العروض ۱۲ شامی ص ۱۳۲ ج ۱

۵۲ مسئلہ نمبر ۳ ص ۵۴ میں دیکھو۔

۵۳ وان سال علی ثوبه فوق الدرهم جاز له ان لا يغسله ان كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها ای الصلوة والا يتنجس قبل فراغه فلا يجوز ترك غسله هو المختار للفتوی ۱۲ در مختار ص ۱۴۷ ج ۱

۵۴ وسننه البداءة بغسل يديه وفرجه وان لم يكن به خبث اتباعا للحديث وخبث بدنه ان كان عليه خبث لئلا يشيع ثم يتوضأ ثم يفيض الماء علی كل بدنه ثلاثا بادیا بمنكبه الايمن ثم الايسر ثم برأسه ثم علی بقية بدنه مع دلكه ۱۲ در مختار ص ۱۶۱ ج ۱

۵۵ یعنی جب تک کہ اتنا وقت باقی رہے جسمیں وضو کے فرائض ادا کرکے چار فرض پڑھ کے انتظار کرے ۱۲

۵۶ عصر کے وقت بھی غیر مکروہ وقت تک انتظار کرے اگر جب بھی بہنا بند نہ ہو تو وضو کرکے نماز پڑھ لے۔ پھر اگر وقت ہی کے اندر بہنا بند ہو گیا گو وہ وقت مکروہ ہو تو یہ شخص معذور نہ ہوگا اور وقت کی نماز جو پڑھ لی ہے قضا کرنی ہو گی اگر اتنا وقت اب نہیں رہا کہ فرائض وضو ادا کرکے نماز ادا کر سکے ۱۲

کسی چوکی[1] یا پتھر پر غسل کرتی ہو تو وضو کرتے وقت پیر بھی دھولیوے اور اگر ایسی جگہ ہو کہ پیر بھر جاوینگے اور غسل کے بعد پھر دھونے پڑینگے تو سارا وضو کرے مگر پیر نہ دھووے۔ پھر وضو کے بعد تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈالے۔ پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر۔ پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی ڈالے۔ ایسی طرح کہ سارے بدن پر پانی بہ جاوے۔ پھر اسجگہ سے ہٹکر پاک جگہ میں آوے اور پھر پیر دہووے اور اگر وضو کے وقت پیر دہولئے ہوں تو اب دھونے کی حاجت نہیں **مسئلہ ۲**[2] پہلے سارے بدن پر اچھی طرح ہاتھ پھیر لیوے تب پانی بہاوے تاکہ سب کہیں اچھی طرح پانی پہنچ جاوے کہیں سوکھا نہ رہے

مسئلہ[3] غسل کا طریقہ جو ہم نے ابھی بیان کیا سنت کے موافق ہے۔ اسمیں سے بعضی چیزیں فرض ہیں کہ بے ان کے غسل درست نہیں ہوتا آدمی ناپاک رہتا ہے۔ اور بعضی چیزیں سنت ہیں ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اگر نہ کرے تو بھی غسل ہوجاتا ہے۔ فرض فقط تین چیزیں ہیں۔ اس طرح کلّی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔ ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک نرم ہے۔ سارے بدن پر پانی پہونچانا **مسئلہ ۴**[4] غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور پانی بہت زیادہ نہ پھینکے اور نہ بہت کم لیوے کہ اچھی طرح غسل نہ کر سکے اور ایسی جگہ غسل کرے کہ اسکو کوئی نہ دیکھے۔ اور غسل کرتے وقت باتیں نہ کرے۔ اور غسل کے بعد کسی کپڑے سے اپنا بدن پونچھ ڈالے۔ اور بدن ڈھکنے میں بہت جلدی کرے یہاں تک کہ اگر وضو کرتے وقت پیر نہ دھوئے ہوں تو غسل کی جگہ سے ہٹکر پہلے اپنا بدن ڈھکے پھر دونوں پیر دھوئے **مسئلہ ۵**[5] اگر تنہائی کی جگہ ہو جہاں کوئی نہ دیکھ پاوے تو ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے۔ چاہے کھڑی ہو کر نہاوے یا بیٹھ کر۔ اور چاہے غسل خانہ کی چھت پٹی ہو یا نہ پٹی ہو۔ لیکن بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔ کیونکہ اسمیں پردہ زیادہ ہے۔ اور ناف سے لیکر گھٹنے کے نیچے تک دوسری عورت کے سامنے بھی بدن کھولنا گناہ ہے۔ اکثر عورتیں دوسری کے سامنے بالکل ننگی ہو کر نہاتی ہیں۔ یہ بڑی بری اور بے غیرتی کی بات ہے **مسئلہ ۶**[6] جب سارے بدن پر پانی پڑ جاوے اور کلی کرلے اور ناک میں پانی ڈال لے تو غسل ہوجاوے گا۔ چاہے غسل کرنیکا ارادہ ہو چاہے نہ ہو۔ تو اگر پانی برستے میں ٹھنڈی ہونے کی غرض سے کھڑی ہوگئی۔ یا حوض وغیرہ میں گر پڑی اور سب بدن بھیگ گیا

---

۱ یؤخر غسل الرجلین ان کان یقف حال الاغتسال فی محل یجتمع فیہ الماء لاحتیاجہ لغسلہا ثانیا من الغسالۃ ۱۲ مراقی ص۵۶ وفی المنیۃ ثم یتنحی عن ذلک المکان (ای الذی اغتسل فیہ) فیغسل رجلیہ الا ان یکون علی حجر او خشب او غیر ذلک ۱۲ ص۱۴

۲ وان یدلک کل اعضائہ فی المرۃ الاولی ۱۲ منیہ ص۱۴

۳ وفرض الغسل المضمضۃ والاستنشاق وغسل سائر البدن ۱۲ ہدایۃ ص۲۶

۴ وان لا یسرف فی الماء وان لا یقتر وان لا یستقبل القبلۃ وقت الغسل وان یغتسل فی موضع لا یراہ احد وان لا یتکلم بکلام قط ویستحب ان یمسح بدنہ بمندیل بعد الغسل وان یغسل رجلیہ بعد اللبس ۱۲ منیہ ص۱۴ و ص۱۵

۵ ویستحب ان یغتسل بمکان لا یراہ فیہ احد لا یحل لہ النظر لعورتہ لاحتمال ظہورہا فی حال الغسل او لبس الثیاب لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حیی ستیر یحب الحیاء والستر فاذا اغتسل احدکم فلیستتر ۱۲ مراقی ص۵۶

۶ نظر الجنس الی الجنس مباح فی الضرورۃ لا فی حالۃ الاختیار ۱۲

۷ اما النیۃ فلیست بشرط فی الوضوء والاغتسال حتی ان الجنب اذا انغمس فی الماء الجاری او فی الحوض الکبیر لتبرد او قام فی المطر الشدید وتمضمض واستنشق یخرج من الجنابۃ ۱۲ منیہ ص۱۵

اور کلّی بھی کرلی اور ناک میں بھی پانی ڈال لیا تو غسل ہوگیا۔ اسی طرح غسل کرتے وقت کلمہ پڑھنا یا پڑھکر پانی پر دم کرنا بھی ضروری نہیں۔ چاہے کلمہ پڑھے یا نہ پڑھے۔ ہر حال میں آدمی پاک ہوجاتا ہے۔ بلکہ نہلاتے وقت کلمہ یا اور کوئی دعا نہ پڑھنا بہتر ہے اسوقت کچھ نہ پڑھے مسئلہ ۱۱۔ اگر بدن بھر میں بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی رہ جاویگی تو غسل نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر غسل کرتے وقت کلّی کرنا بھول گئی یا ناک میں پانی نہیں ڈالا تو بھی غسل نہیں ہوا مسئلہ ۱۲۔ اگر غسل کے بعد یاد آوے کہ فلانی جگہ سوکھی رہ گئی تھی تو پھر سے نہانا واجب نہیں بلکہ جہاں سوکھا رہ گیا تھا اسی کو دھو لیوے لیکن فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ تھوڑا پانی لیکر اسجگہ بہانا چاہیئے۔ اور اگر کلّی کرنا بھول گئی ہو تو اب کلّی کرلے اگر ناک میں پانی نہ ڈالا ہو تو اب ڈال لے۔ غرضکہ جو چیز رہ گئی ہو اب اسکو کرلے۔ نئے سر سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۔ اگر کسی بیماری کیوجہ سے سر پر پانی ڈالنا نقصان کرے اور سر چھوڑ کر سارا بدن دھو لیوے تب بھی غسل درست ہوگیا۔ لیکن جب اچھی ہوجائے تو اب سر دھو ڈالے۔ پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے۔

نوٹ مسئلہ ۱۰ ص ۵۴ پر درج کیا گیا۔

مسئلہ ۱۱۔ اگر سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور ساری جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ ایک بال بھی سوکھا رہ گیا۔ یا ایک بال کی جڑ میں پانی نہیں پہنچا تو غسل نہ ہوگا۔ اور اگر بال گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کا بھگونا معاف ہے البتہ سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پاوے۔ اور اگر بے کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے اور بالوں کو بھی بھگو دے۔

مسئلہ ۱۲۔ نتھ اور بالیوں اور انگوٹھی چھلّوں کو خوب ہلا لیوے کہ پانی سوراخوں میں پہنچ جاوے اور اگر بالیاں نہ پہنے ہو تب بھی قصد کرکے (یعنی ارادہ ۱۲) سوراخوں میں پانی ڈال لے۔ ایسا نہ ہو کہ پانی نہ پہنچے اور غسل صحیح نہ ہو۔ البتہ اگر انگوٹھی چھلے ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی پانی پہنچ جاوے تو ہلانا واجب نہیں۔ لیکن ہلا لینا اب بھی مستحب ہے مسئلہ ۱۳۔ اگر ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اسکے نیچے پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوا جب یاد آوے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھڑا کر پانی ڈال لے۔ اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اسکو لوٹاوے۔ مسئلہ ۱۴۔ ہاتھ پیر پھٹ گئے اور اسمیں موم روغن یا اور

---

۵۱ ولو بقی شئی من بدنہ لم یصبہ الماء لم یخرج من الجنابۃ وان قل ۱۲ منیہ ص ۱۸

۵۲ ولو ترکہما (ای المضمضۃ او الاستنشاق او لمعۃ من ای موضع کان من البدن) ناسیا فصلی ثم تذکر یتمضمض ویعید ما صلی ۱۲ منیہ ص ۱۸

۵۳ ولو ضرہا غسل راسہا ترکتہ وقیل تمسحہ ۱۲ در

۵۴ والمرأۃ فی غسل الاغتسال کالرجل ولکن الشعر المسترسل من ذوائبہا غسلہ موضوع فی الغسل اذا بلغ الماء اصول شعرہا بخلاف الرجل ۱۲ منیہ ص ۱۶

۵۵ امرأۃ اغتسلت ہل تتکلف فی ایصال الماء الی ثقب القرط ام لا قال تتکلف فیہ کما تتکلف فی تحریک الخاتم الکان ضیقا ۱۲ منیہ ص ۱۹

۵۶ امرأۃ اغتسلت وقد کان بقی فی اظفارہا عجین قد جفت لم یجز غسلہا ۱۲ منیہ ص ۱۷

۵۷ اذا کان برجلہ شقاق فجعل فیہ الشحم ان کان لا یضرہ ایصال الماء الی ما تحتہ لا یجوز غسلہ ووضوءہ وان کان یضرہ یجوز ۱۲ منیہ ص ۱۷

۵۸ بلکہ ایسے وقت کلمہ پڑھنا یا کلمہ پڑھکر پانی پر دم کرنا اور اس خاص وقت میں اسکو ثواب سمجھنا بدعت ہے ۱۲

۵۹ یہ حکم فقط عورتوں کا ہے اور اگر مرد کے سر پر بڑے بڑے بال ہوں اور چوٹی گندھی ہو تو مرد کو معاف نہیں بلکہ کھولکر سارے بال بھگونا فرض ہے ۱۲

کوئی دوا بھر لی تو اس کے اوپر سے پانی بہا لینا درست ہے۔ مسئلہ[۱۵] کان اور ناف میں بھی خیال کر کے پانی پہنچانا چاہئے۔ پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔ مسئلہ[۱۶] اگر نہاتے وقت کلی نہیں کی لیکن خوب منہ بھر کے پانی پی لیا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ گیا تو بھی غسل ہو گیا۔ کیونکہ مطلب تو سارے منہ میں پانی پہنچ جانے سے ہے۔ کلی کرے یا نہ کرے۔ البتہ اگر ایسی طرح پانی پیوے کہ سارے منہ بھر میں پانی نہ پہنچے تو یہ پینا کافی نہیں ہے۔ کلی کر لینا چاہئے۔ مسئلہ[۱۷] اگر بالوں میں یا ہاتھ پیروں میں تیل لگا ہوا ہے کہ بدن پر پانی اچھی طرح ٹھیرتا نہیں ہے بلکہ پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو اسکا کچھ حرج نہیں جب سارے بدن اور سارے سر پر پانی ڈال لیا۔ غسل ہوگیا۔ مسئلہ[۱۸] اگر دانتوں کے بیچ میں ڈلی کا دھرا پھنس گیا تو اسکو خلال سے نکال ڈالے اگر اسکی وجہ سے دانتوں کے بیچ میں پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔ مسئلہ[۱۹] ماتھے پر افشاں چنی ہے یا بالوں میں اتنا گوند لگا ہے کہ بال اچھی طرح نہ بھیگیں گے تو گوند خوب چھڑا ڈالے اور افشاں دھو ڈالے۔ اگر گوند کے نیچے پانی نہ پہنچے گا اوپر ہی اوپر سے بہہ جاویگا تو غسل نہ ہوگا۔ مسئلہ[۲۰] اگر مسی کی دھڑی جمائی ہے تو اسکو چھڑا کر کلی کرے نہیں تو غسل نہ ہوگا۔ مسئلہ[۲۱] کسیکی آنکھیں دکھتی ہیں۔ اسلئے اس کی آنکھوں سے کیچڑ (یعنی نتہ[۱۲]) بہت نکلا اور ایسا سوکھ گیا کہ اگر اسکو نہ چھڑاویگی تو اسکے نیچے آنکھ کے کوئے پر پانی نہ پہنچے گا تو اسکا چھڑا ڈالنا واجب ہے۔ بے اسکے چھڑائے نہ وضو درست ہے نہ غسل۔ (نوٹ) جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان کا بیان صفحہ[۵] پر درج کیا گیا[۱۲]

کس پانی سے وضو کرنا اور نہانا درست ہے اور کس پانی سے درست نہیں

مسئلہ[۱] آسمان سے برستے ہوئے پانی اور ندی نالے چشمے اور کنوئیں اور تالاب اور دریاؤں کے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے چاہے میٹھا پانی ہو یا کھاری ہو۔ مسئلہ[۲] کسی پھل یا درخت یا پتوں سے نچوڑے ہوئے عرق سے وضو کرنا درست نہیں۔ اسی طرح جو پانی تربوز سے نکلتا ہے اس سے اور گنّے وغیرہ کے رس سے وضو اور غسل درست نہیں ہے۔ مسئلہ[۳] جس پانی میں کوئی اور چیز مل گئی یا پانی میں کوئی چیز پکائی گئی اور ایسا ہو گیا کہ اب بول چال میں اسکو پانی نہیں کہتے

سیئہ یعنی چھائی کا نکتہ[۱۲]

ھ۱۴ ویجب ای یفترض غسل کل ما یمکن من البدن بلا حرج کاذن و سرہ و شارب و حاجب و اثناء لحیۃ ۱۲ در [۱۵۷/۱]

ھ۱۵ و شرب الماء یقوم مقام المضمضۃ اذا بلغ الماء الفم کلہ و الا فلا ۱۲ منیہ ص[۱۸]

ھ۱۶ و دہن رجلیہ ثم توضأ و امر الماء علی رجلیہ لم یقبل الماء للدسومۃ جاز لوجود غسل الرجلین ۱۲ شامی [۱۶۰/۱]

ھ۱۷ رجل اغتسل و بقی بین اسنانہ طعام قال بعضہم ان کان زائدا علی قدر المضمضۃ لا یجوز ۱۲ منیہ ص[۱۷]

ھ۱۸ اذا کان علی ظاہر البدن جلد سمک او خبز ممضوغ قد جف و اغتسل او توضأ و لم یصل الماء الی ما تحتہ لم یجز ۱۲ منیہ ص[۱۷]

ھ۱۹ لان المضمضۃ فرض فی الغسل و لا اہمال فی حکم المسئلۃ الاولی ۱۲

ھ۲۰ رجل رمدت عینہ فرمصت فاجتمع رمصہا فی الماق یجب ان یتکلف فی ایصال الماء ان لم یضرہ کما یجب ان یتکلف فی ایصال الماء الی الماق ۱۲ منیہ ص[۲۲]

ھ۱ یرفع الحدث مطلقا بماء مطلق ہو ما یتبادر عند الاطلاق کماء سماء و اودیۃ و عیون و آبار و دیحار و ثلج و ذائب ۱۲ در

ھ۲ و کذا یجوز بماء خالطہ طاہر جامد مطلقا او ما ان کان المخالط من جنس الارض کالتراب او یقصد بخلطہ التنظیف کالاشنان والصابون او یکون شیئا آخر کالزعفران یکن فی البحر ان یکن الصبغ بہ لم یجز ۱۲ در و شامی [۱۹۲/۱]

ھ۳ و لا بعصیر نبات ای معتصر من شجر او ثمر لانہ مقید ۱۲

بلکہ اسکا کچھ اور نام ہوگیا تو اُس سے وضو اور غسل جائز نہیں۔ جیسے شربت شیرہ اور شوربا اور سرکہ اور گلاب اور عرق گاؤزبان وغیرہ کہ ان سے وضو درست نہیں ہے۔ **مسئلہ**[۱] جس پانی میں کوئی پاک چیز پڑگئی اور پانی کے رنگ یا مزے یا بو میں کچھ فرق آگیا لیکن وہ چیز پانی میں پکائی نہیں گئی۔ نہ پانی کے پتلے ہونے میں کچھ فرق آیا جیسے کہ بہتے ہوئے پانی میں کچھ ریت ملی ہوتی ہے۔ یا پانی میں زعفران پڑگیا اور اُسکا بہت خفیف سا رنگ آگیا یا صابون پڑگیا۔ یا اسی طرح کی کوئی اور چیز پڑگئی تو ان صورتوں میں وضو اور غسل درست ہے۔ **مسئلہ**[۲] اور اگر کوئی چیز پانی میں ڈال کر پکائی گئی اُس سے رنگ یا مزہ وغیرہ بدلا تو اس پانی سے وضو درست نہیں۔ البتہ اگر ایسی چیز پکائی گئی جس سے میل کچیل خوب صاف ہوجاتا ہے اور اُس کے پکانے سے پانی گاڑھا نہ ہوا ہو تو اُس سے وضو درست ہے جیسے مُردہ نہلانے کیلئے بیری کی پتیاں پکاتے ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں البتہ اگر اتنی زیادہ ڈالدیں کہ پانی گاڑھا ہوگیا تو اس سے وضو اور غسل درست نہیں۔ **مسئلہ**[۳] کپڑا رنگنے کیلئے زعفران گھولا یا پڑیا گھولی تو اُس سے وضو درست نہیں۔ **مسئلہ**[۴] اگر پانی میں دودھ مل گیا۔ تو اگر دودھ کا رنگ اچھی طرح پانی میں آگیا ہے تو وضو درست نہیں اور اگر دودھ بہت کم تھا کہ رنگ نہیں آیا تو وضو درست ہے۔ **مسئلہ**[۵] جنگل میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو جب تک اسکی نجاست کا یقین نہ ہو جائے تب تک اُس سے وضو کرے۔ فقط اس وہم پر وضو نہ چھوڑے کہ شاید یہ نجس ہو۔ اگر اُس کے ہوتے ہوئے تیمم کرےگی تو تیمم نہ ہوگا۔ **مسئلہ**[۶] کسی کنوئیں وغیرہ میں درخت کے پتے گر پڑے اور پانی میں بدبو آنے لگی اور رنگ اور مزہ بھی بدل گیا تو بھی اُس سے وضو درست ہے جبتک کہ پانی اسی طرح پتلا باقی رہے۔ **مسئلہ**[۷] جس پانی میں نجاست پڑ جاوے اُس سے وضو غسل کچھ درست نہیں چاہے وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت ہو۔ البتہ اگر بہتا ہوا پانی ہو تو وہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ جبتک کہ اُس کے رنگ یا مزے یا بو میں فرق نہ آئے۔ اور جب نجاست کی وجہ سے رنگ یا مزہ بدل گیا یا بو آنے لگی تو بہتا ہوا پانی بھی نجس ہوجائیگا۔ اُس سے وضو درست نہیں۔ اور جو پانی گھاس تنکے پتے وغیرہ کو بہا لیجائے وہ بہتا پانی ہے چاہے کتنا ہی آہستہ آہستہ بہتا ہو۔

---

[۱] ویجوز الطہارۃ بماء خالطہ شیٔ طاہر فغیر احد اوصافہ کماء المد والماء الذی اختلط بہ الزعفران او الصابون او الاشنان فان تغیر بالطبخ بعد ما خلط بہ غیرہ لا یجوز التوضی بہ ۱۲ ہدایہ ص ۱۸ ج ۱

[۲] ولو طبخ فیہ الحمص او الباقلاء وریح الباقلاء یوجد فیہ لا یجوز بہ التوضی کذا فی فتاویٰ قاضیخان وان طبخ فی الماء ما یقصد بہ المبالغۃ فی النظافۃ کالاشنان والصابون جاز الوضوء بہ بالاجماع الا اذا صار ثخینا ۱۲ عالمگیری ص ۱۳ ج ۱

[۳] التوضی بماء الزعفران والزردج والعصفر یجوز ان کان رقیقا والماء غالب ان غلبتہ الحمرۃ وصار متماسکا لا یجوز بہ التوضی ۱۲ عالمگیری ص ۱۳ ج ۱

[۴] ان کان الذی یخالطہ مما یخالف لونہ لون الماء کاللبن وماء العصفر والزعفران ونحو ذلک تعتبر الغلبۃ فی اللون ۱۲ عالمگیری ص ۱۳ ج ۱

[۵] لو وجد ماء قلیلا ولم یتیقن بوقوع النجاسۃ یتوضأ بہ ویغتسل ولا یتیمم ۱۲ منیہ ص ۲۳

[۶] وکذا یجوز بماء خالطہ طاہر جامد کاشنان وزعفران وفاکہۃ وورق شجر ۱۲ در ص ۱۹۲ ج ۱ فان تغیرت اوصافہ الثلثۃ بوقوع الاوراق الاشجار وقت الخریف فانہ یجوز التوضی عند عامۃ اصحابنا رحمہم اللہ تعالیٰ ۱۲ عالمگیری ص ۱۳ ج ۱

[۷] وکل ماء وقعت النجاسۃ فیہ لم یجز الوضوء بہ قلیلا کانت النجاسۃ او کثیرا والماء الجاری اذا وقعت فیہ نجاسۃ جاز الوضوء بہ اذا لم یر لہا اثر والجاری ما لا یتکرر استعمالہ وقیل ما یذہب بتبنۃ ۱۲ ہدایہ ص ۲۱ ج ۱

مسئلہ[11] [سلہ] بڑا بھاری حوض جو دس[10] ہاتھ لمبا اور دس[10] ہاتھ چوڑا ہو اور اتنا گہرا ہو کہ اگر چُلّو سے پانی اٹھاویں تو زمین نہ کھلے۔ یہ بھی بہتے ہوئے پانی کے مثل ہے۔ ایسے حوض کو دَہ در دَہ کہتے ہیں۔ اگر اس میں ایسی نجاست پڑ جاوے جو پڑ جانے کے بعد دکھلائی نہیں دیتی جیسے پیشاب[عہ] خون شراب وغیرہ تو چاروں طرف وضو کرنا درست ہے جدھر چاہے وضو کرے۔ اور اگر ایسی نجاست پڑ جاوے جو دکھلائی دیتی ہے جیسے مُردہ کُتا تو جدھر پڑا ہو اُس طرف وضو نہ کرے۔ اسکے سوا اور جس طرف چاہے کرے البتہ اگر اتنے بڑے حوض میں اتنی نجاست پڑ جاوے کہ رنگ یا مزہ بدل جاوے یا بدبو آنے لگے تو نجس ہو جائیگا۔ مسئلہ[12] [سلہ] اگر بیس[20] ہاتھ لمبا اور پانچ ہاتھ چوڑا یا پچیس[25] ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا ہو وہ حوض بھی دَہ در دَہ کے مثل ہے۔ مسئلہ[13] [سلہ] چھت پر نجاست پڑی ہے اور پانی برسا اور پرنالا چلا تو اگر آدھی یا آدھی سے زیادہ چھت ناپاک ہے تو وہ پانی نجس ہے اور اگر چھت آدھی سے کم ناپاک ہے تو وہ پانی پاک ہے اور اگر نجاست پرنالے کے پاس ہی ہو اور اتنی ہو کہ سب پانی اس سے ملکر آتا ہے تو وہ پانی نجس ہے۔ مسئلہ[14] [سلہ] اگر پانی آہستہ آہستہ بہتا ہو تو بہت جلدی جلدی وضو نہ کرے تاکہ جو دھوون گرتا ہے وہی ہاتھ میں نہ آجاوے۔ مسئلہ[15] [سلہ] دَہ در دَہ حوض میں جہاں پر دھوون گرا ہے۔ اگر وہیں سے پھر پانی اُٹھالیوے تو بھی جائز ہے۔ مسئلہ[16] [سلہ] اگر کوئی کافر یا لڑکا بچّہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈالدے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ البتہ اگر معلوم ہوجاوے کہ اس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہوجاویگا لیکن چونکہ چھوٹے بچّوں کا کچھ اعتبار نہیں اسلئے جب تک کوئی اور پانی ملے اسکے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا بہتر ہے۔ مسئلہ[17] [سلہ] جس پانی میں ایسی جاندار چیز مر جاوے جس کے بہتا ہوا خون نہیں ہوتا یا باہر مرکر پانی میں گر پڑے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ جیسے مچھر۔ مکّھی۔ بھڑ۔ تتیا۔ بچھو۔ شہد کی مکّھی یا اسی قسم کی اور جو چیز ہو۔ مسئلہ[18] [سلہ] جس کی پیدائش پانی کی ہو اور ہر دم پانی ہی میں رہا کرتی ہو۔ اس کے مرجانے سے پانی خراب نہیں ہوتا پاک رہتا ہے جیسے مچھلی۔ مینڈک۔ کچھوا

[سلہ] وموت مالیس لہ نفس سائلۃ فی الماء لاینجسہ کالبق والذباب والزنابیر والعقرب ونحوہا ۱۲ ہدایہ [سلہ] ویجوز رفع الحدث بماذکر وان مات فیہ ای الماء ولو قلیلا غیر دموی کزنبور وعقرب وبق ومائی مولد ولو کلب الماء والخنزیرۃ کسمک وسرطان وضفدع الا بریالہ دم سائل وہو مالا سترۃ لہ بین اصابعہ فیفسد فی الاصح کحیۃ بریۃ ان لہا دم والا لا وکذا الحکم لو ماتت ما ذکر خارجہ وبقی فیہ فی الاصح فلو تفتت فیہ نحو ضفدع جاز الوضوء بہ لا شربہ لحرمۃ لحمہ ۱۲ در مختار

عہ کیونکہ خون پانی میں پھیلنے کے بعد نظر نہیں آتا ۱۲

[سلہ] اما الحوض اذا کان عشرا فی عشر فہو کبیر لا ینجس بوقوع النجاسۃ اذا لم یرلہا اثر اذا کانت النجاسۃ غیر مرئیۃ ولیس للرجل ان یتوضأ او یغتسل فی الحوض الکبیر بناحیۃ الجیفۃ والاصل فیہا انہا اذا کانت مرئیۃ لا یجوز ان یتوضأ واذا لم تکن مرئیۃ جاز مطلقا ۱۲ عالمگیری صفحہ ۱۸
[سلہ] ولو لہ طول لا عرض لکنہ یبلغ عشرا فی عشر جاز تیسیرا ۱۲ در مختار صفحہ ۱۹۹
[سلہ] ماء المطر اذا جری فی میزاب السطح وکان علی السطح عذرات فالماء طاہر اذا کانت العذرۃ عند المیزاب وکان الماء کلہ او نصفہ او اکثرہ یلاقی العذرۃ فہو نجس والا فہو طاہر ان سال المطر من السقف او من الثقب ان کان المطر دائما لم ینقطع بعد فہو طاہر وان انقطع المطر وسال من الثقب ان کان علی جمیع السطح او علی اکثرہ نجاسۃ فہو نجس ۱۲ منیہ صفحہ ۳۴
[سلہ] وان کان الماء یجری ضعیفا ینبغی ان یتوضأ علی الوقار حتی یمر عنہ الماء المستعمل ۱۲ منیہ صفحہ ۳۲
[سلہ] اذا غسل وجہہ فی حوض کبیر فسقط من غسالتہ فی الماء فرفع من موضع الوقوع قبل التحریک قالوا علی قول ابی یوسف لا یجوز لان عندہ التحریک شرط ومشائخ بخاری قالوا یجوز ۱۲ الحلبی ۱۲ منیہ صفحہ ۳۵
[سلہ] ولو ادخل الکفار او الصبیان ایدیہم لا یتنجس اذا لم یکن علی ایدیہم نجاسۃ حقیقیۃ ولو ادخل الصبی یدہ فی الاناء لا یتوضأ بہ استحسانا ولو توضأ بہ جاز ۱۲ منیہ صفحہ ۳۹

کیکڑا وغیرہ۔ اور اگر پانی کے سوا اور کسی چیز میں مر جائے جیسے سرکہ۔ شیرہ۔ دودھ وغیرہ تو وہ بھی ناپاک نہیں ہوتا۔ اور خشکی کا مینڈک اور پانی کا مینڈک دونوں کا ایک حکم ہے یعنی نہ اسکے مرنے سے پانی نجس ہوتا ہے نہ اسکے مرنے سے۔ لیکن اگر خشکی کے کسی مینڈک میں خون ہوتا ہو تو اسکے مرنے سے پانی وغیرہ جو چیز ہو ناپاک ہو جاوے گی۔ **فائدہ** دریائی مینڈک کی پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے بیچ میں جھلّی لگی ہوتی ہے۔ اور خشکی کے مینڈک کی انگلیاں الگ الگ ہوتی ہیں **مسئلہ ۱۹**[۵۱] جو چیز پانی میں رہتی ہو لیکن اس کی پیدایش پانی کی نہ ہو۔ اس کے مر جانے سے پانی خراب و نجس ہو جاتا ہے جیسے بطخ اور مرغابی۔ اسی طرح الگ مر کر پانی میں گر پڑے تو بھی نجس ہو جاتا ہے **مسئلہ ۲۰**[۵۲] مینڈک کچھوا وغیرہ اگر پانی میں مر کر بالکل گل جاوے اور ریزہ ریزہ ہو کر پانی میں ملجاوے تو بھی پانی پاک ہے لیکن اس کا پینا اور اس سے کھانا پکانا درست نہیں البتہ وضو اور غسل اس سے کر سکتے ہیں **مسئلہ ۲۱**[۵۳] دھوپ کے جلے ہوئے پانی سے سفید داغ ہو جانیکا ڈر ہے اس لئے اس سے وضو غسل نہ کرنا چاہئے **مسئلہ ۲۲**[۵۴] مردار کی کھال کو جب دھوپ میں سکھا ڈالیں یا کچھ دوا وغیرہ لگا کر درست کر لیں کہ پانی مر جاوے۔ اور رکھنے سے خراب نہ ہو تو پاک ہو جاتی ہے اس پر نماز پڑھنا درست ہے۔ اور مشک وغیرہ بنا کر اس میں پانی رکھنا بھی درست ہے لیکن سؤر[۵۴] کی کھال پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں۔ مگر آدمی کی کھال سے کوئی کام لینا اور برتنا بہت گناہ ہے **مسئلہ ۲۳**[۵۵] کتّا۔ بندر۔ بلّی شیر وغیرہ جن کی کھال بنانے سے[۵۵] پاک ہو جاتی ہے۔ بسم اللہ کہکر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے۔ چاہے بنائی ہو یا بے بنائی ہو۔ البتہ ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا اور ان کا کھانا درست نہیں۔ **مسئلہ ۲۴**[۵۶] مردار کے بال[۱۹] اور سینگ اور ہڈی اور دانت یہ سب چیزیں پاک ہیں۔ اگر پانی میں پڑ جاویں تو نجس نہ ہوگا۔ البتہ اگر ہڈی اور دانت وغیرہ پر اس مردار جانور کی کچھ چکنائی وغیرہ لگی ہو تو وہ نجس ہے اور پانی بھی نجس ہو جاویگا **مسئلہ ۲۵**[۵۷] آدمی کی بھی ہڈی اور بال پاک ہیں لیکن انکو برتنا اور کام میں لانا جائز نہیں۔ بلکہ عزت سے کسی جگہ گاڑ دینا چاہئے۔

---

۱۹ یعنی باعتبار طب کے بہتر ہے۔ یہ حکم باعتبار شرع کے نہیں ہے یعنی اسمیں گناہ و ثواب کچھ نہیں ۱۲ منہ ۲۰ سانپ اور چوہے کا نام یہاں سے بعد تحقیق کاٹ دیا گیا۔ لان علتہ عدم الطہارۃ عدم احتمال الدباغۃ و ہو مرتفع آنفا ۱۲ منہ ۲۱ یعنی درست کر لینے سے ۱۲ منہ ۲۲ مردار سے مراد غیر خنزیر ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

۵۱ ولا ینجس الماء القلیل بموت مائی معاش بری مولد فی الاصح کبط و اوز ۱۲ در

۵۲ مسئلہ نمبر ۱۸ صفحہ ۶۰ کے حاشیہ نمبر ۸ میں گذر گیا ۱۲

۵۳ قدمنا فی مندوبات الوضوء ان لا یکون بماء مشمس و صرح فی الحلیۃ مستدلا بما صح عن عمر من النہی عنہ ولذا صرح فی الفتح بکراہتہ ۱۲ شامی ج۱ ص۱۸۶

۵۴ کل اہاب دبغ فقد طہر الا جلد الخنزیر والآدمی ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۱۱۳ وفی الدر کل اہاب دبغ وہو یحتملہا طہر فیصلی بہ ویتوضأ منہ وما لا یحتملہا فلا ۱۲ ج۱ ص۲۰۹

۵۵ وما یطہر جلدہ بالدباغ یطہر بالذکاۃ لانہ یعمل عمل الدباغ فی ازالۃ الرطوبات النجسۃ وکذلک یطہر لحمہ وہو الصحیح وان لم یکن ماکولا ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۲۴ وفی الدر المختار وما ای اہاب طہر بہ بدباغ طہر بذکاۃ علی المذہب لا یطہر لحمہ علی قول الاکثر ان کان غیر ماکول ہذا اصح ما یفتی بہ وان قال فی الفیض الفتوی علی طہارتہ وبقیۃ الکلام فی رد المحتار فلیراجع الیہ من شاء ۱۲ ابو المظفر

۵۶ وشعر المیتۃ وعظمہا طاہر وکذا العصب والحافر والخف والظلف والقرن والصوف والوبر والریش والسن والمنقار والمخلب الی ان قال ولو وقع فی البیر عظم میتۃ وعلیہ لحم او دسم نجس والا لا ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۱۵

۵۷ شعر الانسان وعظمہ طاہر ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۲۵ ولا یجوز الانتفاع بہ ۱۲ شامی ج۱ ص۱۴۲

کنوئیں کا بیان

مسئلہ[۱] جب کنوئیں میں کچھ نجاست گر پڑے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور پانی کھینچ ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ چاہے تھوڑی نجاست گرے یا بہت۔ سارا پانی نکالنا چاہئے جب[۲] سارا پانی نکل جاویگا تو پاک ہو جاویگا۔ کنوئیں کے اندر کے کنکر دیوار وغیرہ کے دھونے کی ضرورت نہیں۔ وہ سب آپ ہی آپ پاک ہو جاوینگے۔ اسی طرح رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے۔ کنوئیں کے پاک ہونے سے آپ ہی آپ پاک ہو جاویگا۔ ان دونوں کے بھی دھونے کی ضرورت نہیں **قاعدہ** سب[۹] پانی نکالنے کا یہ مطلب ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ٹوٹ جاوے[عہ] اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے **مسئلہ**[۲] کنوئیں میں کبوتر یا گوریا یعنی چڑیا کی بیٹ گر پڑی تو نجس نہیں ہوا۔ اور مرغی اور بطخ کی بیٹ سے نجس ہو جاتا ہے۔ اور سارا پانی نکالنا واجب ہے **مسئلہ**[۳] کتا۔ بلی۔ گائے۔ بکری پیشاب کر دے یا کوئی اور نجاست گرے تو سب پانی نکالا جاوے **مسئلہ**[۴] اگر آدمی یا کتا یا بکری یا اسی کے برابر کوئی اور جانور گر کے مر جاوے تو سارا پانی نکالا جاوے اور اگر باہر مرے پھر کنوئیں میں گرے تب بھی یہی حکم ہے کہ سب پانی نکالا جاوے **مسئلہ**[۵] اگر کوئی جاندار چیز کنوئیں میں مر جاوے اور پھول جاوے یا پھٹ جاوے تب بھی سب پانی نکالا جاوے۔ چاہے چھوٹا جانور ہو چاہے بڑا۔ تو اگر چوہا یا گوریا مر کر پھول جاوے یا پھٹ جاوے تو سب پانی نکالنا چاہئے **مسئلہ**[۶] اگر چوہا یا گوریا یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر گئی لیکن پھولی پھٹی نہیں۔ تو بیس[۲] ڈول نکالنا واجب ہے۔ اور تیس[۳] ڈول نکال ڈالیں تو بہتر ہے لیکن پہلے چوہا نکال لیں تب پانی نکالنا شروع کریں۔ اگر چوہا نہ نکالا تو اس پانی نکالنے کا کچھ اعتبار نہیں۔ چوہا نکالنے کے بعد پھر اتنا ہی پانی نکالنا پڑے گا **مسئلہ**[۷] بڑی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اس کا حکم بھی یہی ہے۔ کہ اگر مر جاوے اور پھولے پھٹے نہیں تو بیس ڈول نکالنا چاہئے۔ اور تیس ڈول نکالنا بہتر ہے۔ اور جس میں[۹] بہتا ہوا خون نہ ہوتا ہو اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا **مسئلہ**[۸] اگر کبوتر یا مرغی یا بلی یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر جاوے

[۱] اذا وقعت فی البیر نجاسۃ نزحت وکان نزح ما فیہا من الماء طہارۃ لہا باجماع السلف ۱۲ ہدایہ

[۲] ثم بطہارۃ البیر یطہر الدلو والرشاء والبکرۃ ونواحی البیر والید ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۳

[۳] وان وقع خرء الحمام والعصفور فی البیر لم یفسدہا وہذا مذہبنا وان وقع خرء الدجاج افسدہ وکذا خرء البط والاوز ۱۲ منیہ

[۴] وان بالت فیہا شاۃ او بقرۃ ینجس لا عند محمد ۱۲ منیہ

[۵] وان ماتت فیہا شاۃ او آدمی او کلب نزح جمیع ما فیہا من الماء ۱۲ ہدایہ وفی الدر واذا وقعت نجاسۃ فی بیر دون القدر الکثیر او مات فیہا او خارجہا و القی فیہا نزح کل مائہا ۱۲ ملخصاً

[۶] فان انتفخ الحیوان فیہا او تفسخ نزح جمیع ما فیہا صغر الحیوان او کبر ۱۲ ہدایہ

[۷] وان ماتت فیہا فارۃ او عصفورۃ او سودانیۃ او صعوۃ او سام ابرص نزح منہا عشرون دلوا الی ثلثین بحسب کبر الدلو وصغرہا یعنی بعد اخراج الفارۃ ۱۲ ہدایہ ج ۱ ص ۴۶

[۸] حاشیہ نمبر ۱ میں آگیا ۱۲

[۹] وموت ما لیس لہ نفس سائلۃ فی الماء لا ینجسہ ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵

[۱۰] فان ماتت فیہا حمامۃ او نحوہا کالدجاجۃ والسنور نزح منہا ما بین اربعین دلوا الی ستین ۱۲ ہدایہ

[۱۱] فینزح الماء الی حد لا یملأ نصف الدلو یطہر الکل تبعاً ۱۲ در ج ۱ ص ۱۹

[عہ] یعنی ختم ہو جاوے ۱۲

اور چھوٹے نہیں تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے اور ساٹھ ڈول نکال دینا بہتر ہے۔ **مسئلہ**[۹] جس کنویں پر جو ڈول پڑا رہتا ہے اُسی کے حساب سے نکالنا چاہئے۔ اور اگر اتنے بڑے ڈول سے نکالا جس میں بہت پانی سماتا ہے تو اسکا حساب لگا لینا چاہئے۔ اگر اس میں دو ڈول پانی سماتا ہے تو دو ڈول سمجھیں۔ اور اگر چار ڈول سماتا ہو تو چار ڈول سمجھنا چاہئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جتنے ڈول پانی آتا ہوگا اُسی کے حساب سے کھینچا جاوے گا۔ **مسئلہ**[۱۰] اگر کنویں میں اتنا بڑا سوت ہو کہ سب پانی نہیں نکل سکتا جیسے جیسے پانی نکالتے ہیں ویسے ویسے اس میں سے اور نکلتا آتا ہے۔ تو جتنا پانی اس میں اسوقت موجود ہے اندازہ کرکے اسقدر نکالدیں۔ **فائدہ** پانی کے اندازہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مثلاً پانچ ہاتھ پانی ہے تو ایک دم لگا تار سو ڈول پانی نکال کر دیکھو کہ کتنا پانی کم ہوا۔ اگر ایک ہاتھ کم ہوا ہو تو بس اسی سے حساب لگا لو کہ سو ڈول میں ایک ہاتھ پانی ٹوٹا۔ تو پانچ ہاتھ پانی پانسو ڈول میں نکل جاوے گا۔ دوسرے یہ کہ جن لوگوں کو پانی کی پہچان ہو۔ اور اسکا اندازہ آتا ہو ایسے دو دیندار مسلمانوں سے اندازہ کرا لو جتنا وہ کہیں نکلوا دو۔ اور جہاں یہ دونوں باتیں مشکل معلوم ہوں تو تین سو ڈول نکلوا دیں۔ **مسئلہ**[۱۱] کنویں میں مرا ہوا چوہا یا اور کوئی جانور نکلا اور یہ معلوم نہیں کہ کب سے گرا ہے اور وہ ابھی پھولا پھٹا بھی نہیں ہے۔ تو جن لوگوں نے اس کنویں سے وضو کیا ہے ایک دن رات کی نمازیں دہرا دیں اور اس پانی سے جو کپڑے دھوئے ہیں پھر ان کو دھونا چاہئے۔ اور اگر پھول گیا ہے یا پھٹ گیا ہو تو تین دن تین رات کی نمازیں دہرانا چاہئے۔ البتہ جن لوگوں نے اس پانی سے وضو نہیں کیا ہے وہ نہ دہراویں۔ یہ بات تو احتیاط کی ہے۔ اور بعضے عالموں نے یہ کہا ہے کہ جسوقت کنویں کا ناپاک ہونا معلوم ہوا ہے اسی وقت سے ناپاک سمجھیں گے۔ اس سے پہلے کی نماز وضو سب درست ہے۔ اگر کوئی اسپر عمل کرے تب بھی درست ہے۔ **مسئلہ**[۱۲] جسکو نہانے کی ضرورت ہو وہ ڈول ڈھونڈنے کیواسطے کنویں میں اترا اور اس کے بدن اور کپڑے پر آلودگی نجاست نہیں ہے تو کنواں ناپاک نہوگا ایسے ہی

[illegible] وعند ابی حنیفۃ کلاھما نجسان [illegible] الماء المستعمل وعند ان الرجل [illegible] [illegible] الشامی نقل فی الذخیرۃ عن کتاب الصلوۃ للحسن ان الکافر اذا وقع

---

[۱] ثم المعتبر فی کل بیر دلوھا الذی یستقی بہ منہا وقیل دلو یسع فیہا صاع ولو نزح منہا بدلو عظیم مرۃ مقدار عشرین دلو اجازہ لحصول المقصود ۱۲ ہدایہ ص[۴۲]

[۲] وان کانت البیر معینۃ بحیث لا یمکن نزحہا اخرجوا مقدار ما کان فیہا من الماء وطریق معرفتہ ان تحفر حفرۃ مثل موضع الماء من البیر ویصب فیہا ما ینزح منہا الی ان تمتلی او ترسل فیہا قصبۃ وتجعل لمبلغ الماء علامۃ ثم ینزح منہا مثلاً عشر دلاء ثم تعاد القصبۃ فتنظر کم انتقص فینزح لکل قدر منہا عشر دلاء وہذان عن ابی یوسف وعن محمد نزح مائتا دلو الی ثلث مائۃ وقیل یوخذ بقول رجلین لہما بصارۃ فی امر الماء وہذا اشبہ بالفقہ ۱۲ ہدایہ ص[۴۲] بحذف۔ منیہ۔ ص[۵۹]

[۳] وان وجدوا فی البیر فارۃ او غیرہا ولا یدری متی وقعت ولم ینتفخ اعادوا صلوۃ یوم ولیلۃ اذا کانوا توضؤوا منہا وغسلوا کل شئی اصابہ ماؤہا وان کانت قد انتفخت او تفسخت اعادوا صلوۃ ثلثۃ ایام ولیالیہا وہذا عند ابی حنیفۃ وقالا لیس علیہم اعادۃ شئی حتی یتحققوا انہا متی وقعت لان الیقین لا یزول بالشک ۱۲ ہدایہ ص[۴۳]۔ منیہ د در ص[۲۲۴]

[۴] اذا انغمس فی البیر لطلب الدلو فعند ابی یوسف الرجل بحالہ لعدم الصب وہو شرط عندہ

[illegible] وتوقع فیہا من ساعۃ لا ینزح منہا شئی۔ اقول ولعل وجہا لا اعتبار ۱۲ شامی۔ ص[۲۲۰]

اگر کافر اترے اور اُس کے کپڑے اور بدن پر نجاست نہ ہو تب بھی کنواں پاک ہے البتہ اگر نجاست لگی ہو تو ناپاک ہو جاویگا اور سب پانی نکالنا پڑے گا۔ اور اگر شک ہو کہ معلوم نہیں کپڑا پاک ہی یا ناپاک ہے تب بھی کنواں پاک سمجھا جائیگا لیکن اگر دل کی تسلّی کے لئے بیس یا تیس ڈول نکلوا دیں تب بھی کچھ حرج نہیں مسئلہ[13][۵۱] کنویں میں بکری یا چوہا گر گیا اور زندہ نکل آیا تو پانی پاک ہے کچھ نہ نکالا جائے۔ مسئلہ[14][۵۲] چوہے کو بلّی نے پکڑا۔ اور اُس کے دانت لگنے سے زخمی ہو گیا۔ پھر اُس سے چھوٹ کر اسی طرح خون میں بھرا ہوا کنویں میں گر پڑا۔ تو سارا پانی نکالا جاوے مسئلہ[15][۵۳] چوہا نابدان میں سے نکل کر بھاگا۔ اور اُس کے بدن میں نجاست بھر گئی پھر کنویں میں گر پڑا تو سب پانی نکالا جاوے چاہے چوہا کنویں میں مرجاوے یا زندہ نکلے۔ مسئلہ[16][۵۴] چوہے کی دُم کٹ کر گر پڑی۔ تو سارا پانی نکالا جاوے۔ اسیطرح[۵۵] وہ چھپکلی جسمیں بہتا ہوا خون ہوتا ہو۔ اسکی دُم گرنیسے بھی سب پانی نکالا جاوے۔ مسئلہ[17][۵۶] جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے اگر وہ چیز باوجود کوشش کے نہ نکل سکے تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ چیز کیسی ہے۔ اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود تو پاک ہوتی ہے لیکن ناپاکی لگنے سے ناپاک ہو گئی ہے جیسے ناپاک کپڑا ناپاک گیند ناپاک جوتہ تب تو اسکا نکالنا معاف ہے ویسے ہی پانی نکال ڈالیں۔ اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود ناپاک ہے جیسے مُردہ جانور چوہا وغیرہ تو جبتک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ گل سڑ کر مٹی ہو گیا ہے اُسوقت تک کنواں پاک نہیں ہو سکتا۔ اور جب یہ یقین ہو جاوے اُسوقت سارا پانی نکال دیں کنواں پاک ہو جائیگا۔ مسئلہ[18][۵۷] جتنا پانی کنویں سے نکالنا ضرور ہو چاہے ایک قسم سے نکالیں چاہے تھوڑا تھوڑا کرکے کئی دفعہ نکالیں ہر طرح پاک ہو جائیگا۔

جانوروں کے جھوٹے کا بیان

مسئلہ[1][۵۸] آدمی کا جھوٹا پاک ہے۔ چاہے بددین ہو یا حیض سے ہو یا ناپاک ہو یا نفاس میں ہو ہر حال میں پاک ہے۔ اسی طرح پسینہ بھی ان سب کا پاک ہے۔ البتہ اگر اسکے ہاتھ یا مُنہ میں کوئی ناپاکی لگی ہو تو اُس سے وہ جھوٹا ناپاک ہو جاویگا۔ مسئلہ[2][۵۹] کتے کا جھوٹا نجس ہے۔ اگر کسی برتن میں مُنہ ڈالدے

---

۵۱ لو اخرج (ای الحیوان) حیا ولیس بنجس العین ولا بحدث او خبث لم ینزح شیٔ الا ان یدخل فمہ الماء فیعتبر بسورہ ۱۲ الدر
۵۲ اذا کان علی الحیوان خبث ای نجاسۃ وعلم بہا فانہ ینجس مطلقا ۱۲ شامی ۲۱۹/۱ و عالمگیری ۱۲/۱
۵۳ حاشیہ نمبر ۱ و ۲ میں دیکھو ۱۲
۵۴ لو قطع ذنب الفارۃ والقی فی البئر نزح جمیع الماء ۱۲ شامی ۲۱۸/۱ و عالمگیری ۱۲/۱
۵۵ و کذا ای ینجس الوزغۃ اذا کانت کبیرۃ لہا دم سائل ۱۲ ...
۵۶ لو تعذرت فی البئر خشبۃ نجسۃ او قطعۃ ثوب نجس وتعذر اخراجہا وتغیبت فیہا طہرت الخشبۃ والثوب تبعا لطہارۃ البئر عالمگیری ۱۳/۱ و فی الشامی۔ لو وقع عصفور فیہا فعجزوا عن اخراجہ فما داموا فیہا فنجسۃ فتترک مدۃ یعلم انہ استحال وصار حمأۃ وقیل مدۃ ستۃ اشہر ۱۲۔ ۲۱۲/۱
۵۷ اذا انزح البعض ثم وجد فی الغد اکثر مما ترک فقیل ینزح الکل وقیل مقدار الباقی عند الترک ہو الصحیح ۱۲ شامی ۲۲۱/۱
۵۸ سور الآدمی طاہر لان المختلط بہ اللعاب وقد تولد من لحم طاہر ویدخل فی ہذا الجواب الجنب والحائض ۱۲ ہدایہ ۴۸/۱ وفی العالمگیریہ سور الآدمی طاہر ویدخل فی ہذا الجنب والحائض والنفساء والکافر الا سور شارب الخمر و من دمی فوہ اذا شرب علی فور ذلک فانہ نجس ثم ان ابتلع ریقہ مرارا طہر فمہ علی الصحیح ۱۲ ۱۵/۱
۵۹ و سور الکلب نجس و یغسل الاناء من ولوغہ ثلثا ۱۲ ہدایہ ۴۸/۱ ۵ موری یا نالی ۱۲ ۱ جیسے کسی کے منہ کو خون لگا ہوا تھا

تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا چاہے مٹی کا برتن ہو چاہے تانبے وغیرہ کا۔ دھونے سے سب پاک ہو جاتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ دھووے اور ایک مرتبہ مٹی لگا کر مانجھ بھی ڈالے کہ خوب صاف ہو جاوے۔ **مسئلہ ۳**۔ سور کا جھوٹا بھی نجس ہے۔ اسیطرح شیر، بھیڑیا، بندر، گیدڑ وغیرہ جتنے پھاڑ چیر کر کے کھانیوالے جانور ہیں سب کا جھوٹا نجس ہے۔ **مسئلہ ۴**۔ بلی کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن مکروہ ہے۔ تو اور پانی ہوتے وقت اس سے وضو نہ کرے۔ البتہ اگر کوئی اور پانی نہ ملے تو اس سے وضو کر لے۔ **مسئلہ ۵**۔ دودھ سالن وغیرہ میں بلی نے منہ ڈالدیا تو اگر اللہ نے سب کچھ دیا ہو تو اسے نہ کھاوے۔ اور اگر غریب آدمی ہو تو کھا لیوے۔ اسمیں کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کے واسطے مکروہ بھی نہیں ہے۔ **مسئلہ ۶**۔ بلی نے چوہا کھایا اور فوراً آکر برتن میں منہ ڈالدیا تو وہ نجس ہو جاویگا۔ اور جو تھوڑی دیر ٹھیر کر منہ ڈالے کہ اپنا منہ زبان سے چاٹ چکی ہو تو نجس نہ ہو گا بلکہ مکروہ ہی رہیگا۔ **مسئلہ ۷**۔ کھلی ہوئی مرغی جو ادھر ادھر گندی پلید چیزیں کھاتی پھرتی ہو اسکا جھوٹا مکروہ ہے۔ اور جو مرغی بند رہتی ہو اسکا جھوٹا مکروہ نہیں بلکہ پاک ہے۔ **مسئلہ ۸**۔ شکار کرنیوالے پرندے جیسے شکرہ باز وغیرہ ان کا جھوٹا بھی مکروہ ہے لیکن جو پالو ہو اور مردار نہ کھانے پاوے نہ اسکی چونچ میں کسی نجاست کے لگے ہونے کا شبہ ہو اسکا جھوٹا پاک ہے۔ **مسئلہ ۹**۔ حلال جانور جیسے مینڈھا، بکری، بھیڑ، گائے، بھینس، ہرنی وغیرہ اور حلال چڑیاں جیسے مینا، طوطا، فاختہ، گوریا ان سب کا جھوٹا پاک ہے۔ اسیطرح گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ **مسئلہ ۱۰**۔ جو چیزیں گھروں میں رہا کرتی ہیں جیسے سانپ، بچھو، چوہا، چھپکلی وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔ **مسئلہ ۱۱**۔ اگر چوہا روٹی کتر کر کھاوے تو بہتر یہ ہے کہ اسجگہ سے ذرا سی توڑ ڈالے تب کھاوے۔ **مسئلہ ۱۲**۔ گدھے اور خچر کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن وضو ہونے میں شک ہے۔ سو اگر کہیں فقط گدھے خچر کا جھوٹا پانی ملے اور اسکے سوا اور پانی نہ ملے تو وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے اور چاہے پہلے وضو کرے چاہے پہلے تیمم کرے دونوں اختیار ہیں۔ **مسئلہ ۱۳**۔ جن جانوروں کا جھوٹا نجس ہے ان کا پسینہ بھی نجس ہے۔ اور جن کا جھوٹا پاک ہے ان کا پسینہ بھی پاک ہے۔ اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے ان کا پسینہ بھی مکروہ ہے۔ اور گدھے اور خچر کا

۵۱ سور الخنزیر وسور سباع البہائم نجس ۱۲ ہدایہ ص۴۸
۵۲ سور الہرۃ طاہر مکروہ ۱۲ ہدایہ ص۴۹
۵۳ سور ہرۃ و دجاجۃ مخلاۃ وسباع طیر وسواکن بیوت طاہر مکروہ تنزیہا فی الاصح ان وجد غیرہ والا لم یکرہ اصلا کاکلہ لفقیر ۱۲ در ص۱۳۱ ج۱ وہدایہ ص۴۹
۵۴ ولو اکلت الفارۃ ثم شربت علی فورہ الماء تنجس الا اذا مکثت ساعۃ ۱۲ ہدایہ
۵۵ وسور الدجاجۃ المخلاۃ مکروہ لانہا تخالط النجاسۃ ولو کانت محبوسۃ بحیث لا یصل منقارہا الی ما تحت قدمیہا لا یکرہ لوقوع الامن عن المخالطۃ ۱۲ ہدایہ ص۴۹
۵۶ ح ۳ صفحہ ہذا۔ دیکھو۔
۵۷ سور ما یوکل لحمہ من الدواب والطیر طاہر ما خلا الدجاجۃ المخلاۃ والابل والبقر الجلالۃ فسورہا یکرہ ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۱۵
۵۸ وسور ما یسکن البیوت کالحیۃ والفارۃ مکروہ ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۴۹
۵۹ وسور سواکن البیوت یکرہ تنزیہا فی الاصح ان وجد غیرہ والا لم یکرہ اصلا کاکلہ لفقیر ۱۲ اکل سور ہا ای موضع فمہا وما سقط منہ من الخبز ونحوہ من الجامدات لانہا لا یخلو من لعابہا ولیس المراد اکل الباقی ای ما لم یخالطہ لعابہا ۱۲ شامی ج۱ ص۱۳۱
۶۰ سور الحمار والبغل مشکوک فان لم یجد غیرہما توضأ بہما وتیمم ویجوز ایہما قدم ۱۲ ہدایہ ج۱ ص۴۹
۶۱ وحکم عرق کسور ۱۲ در ج۱ ص۱۳۲

پسینہ پاک ہے کپڑے اور بدن پر لگ جاوے تو دھونا واجب نہیں لیکن دھو ڈالنا بہتر ہے مسئلہ ۱۴ کسی نے بلّی پالی وہ پاس آکر بیٹھتی ہے اور ہاتھ وغیرہ چاٹتی ہے تو جہاں چاٹے یا اسکا لعاب لگے تو اسکو دھو ڈالنا چاہیئے۔ اگر نہ دھویا اور یوں ہی رہنے دیا تو مکروہ اور برا کیا۔ مسئلہ ۱۵ غیر مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت کیلئے مکروہ ہے جبکہ جانتی ہو کہ یہ اسکا جھوٹا ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

تیمّم کا بیان

مسئلہ ۱۔ اگر کوئی جنگل میں ہے اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے دریافت کرے۔ تو ایسے وقت تیمم کر لیوے۔ اور اگر کوئی آدمی مل گیا اور اس نے ایک میل شرعی کے اندر اندر پانی کا پتہ بتایا اور گمان غالب ہوا کہ یہ سچّا ہے۔ یا آدمی تو نہیں ملا لیکن کسی نشانی سے خود اسکا جی کہتا ہے کہ یہاں ایک میل شرعی کے اندر اندر کہیں پانی ضرور ہے تو پانی کا اسقدر تلاش کرنا کہ اسکو اور اسکے ساتھیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور حرج نہ ہو ضروری ہے۔ بے ڈھونڈے تیمم کرنا درست نہیں ہے۔ اور اگر خوب یقین ہے کہ پانی ایک میل شرعی کے اندر ہے تو پانی لانا واجب ہے۔ فائدہ میل شرعی میل انگریزی سے ذرا زیادہ ہوتا ہے یعنی انگریزی ایک میل پورا اور اسکا آٹھواں حصہ یہ سب ملکر ایک میل شرعی ہوتا ہے مسئلہ ۲۔ اگر پانی کا پتہ چل گیا لیکن پانی ایک میل سے دور ہے تو اتنی دور جا کر پانی لانا واجب نہیں ہے بلکہ تیمم کر لینا درست ہے۔ مسئلہ ۳۔ اگر کوئی آبادی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہو اور ایک میل سے قریب کہیں پانی نہ ملے تو بھی تیمم کر لینا درست ہے۔ چاہے مسافر ہو یا مسافر نہ ہو تھوڑی دور جانے کیلئے نکلی ہو۔ مسئلہ ۴۔ اگر راہ میں کنواں تو مل گیا مگر لوٹا ڈور پاس نہیں ہے اسلئے کنویں سے پانی نکال نہیں سکتی۔ نہ کسی اور سے مانگے مل سکتا ہے۔ تو بھی تیمم درست ہے مسئلہ ۵۔ اگر کہیں پانی مل گیا لیکن بہت تھوڑا ہے تو اگر اتنا ہو کہ ایک ایک دفعہ منھ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پیر دھو سکے تو تیمم کرنا درست نہیں ہے بلکہ ایک ایک دفعہ

؁ اور اسی طرح سے غیر عورت کے سامنے کا مرد کے لئے بھی مکروہ ہے ۱۲ ؁ اگر ڈھونڈنے میں کچھ حرج یا تکلیف ہو تو اس صورت میں تلاش کرنا ضروری نہیں ۱۲ ؁ اگرچہ تکلیف یا حرج اسکا یا ساتھیوں کا ہو۔ ؁ یہ مقدار تخمینی ہے۔ صحیح مقدار یہ ہے کہ ایک میل انگریزی اور ایک فرلانگ اور دس گز انگریزی کا ایک میل شرعی ہوتا ہے۔

؁ اذا لحست الهرة كف رجل يكره له ان يدعها تفعل ذلك ۱۲ منیہ ویکرہ ان تلحس الهرة فی کف انسان ثم یصلی قبل غسلها ۱۲ عالمگیری ؁ ویکرہ سور ها للرجل کعکسه للاستلذاذ ۱۲ در و فی رد المحتار نقلا عن الرملی ویجب تقییدہ بغیر الزوجة والمحارم ۱۲ ؁ واما شرطه فالنیة فلا یجوز بدونها وکذا الطلب لماء اذا غلب علی ظنه ان هناک ماء او کان فی العمرانات او اخبر به یجب الطلب بالاجماع وانما الخلاف فیما اذا لم یغلب علی ظنه ولم یخبر به او کان فی الفلوات لا یجب عندنا خلافا للشافعی ولو اخبره انسان بجاز بلا خلاف ۱۲ منیہ و فی الدر ویجب طلبه ولو برسوله قدر غلوة ثلثمائة ذراع من کل جانب فی البدائع الاصح طلبه قدر ما لا یضر بنفسه ورفقته بالانتظار اھ بحذف ۱۲ ؁ من عجز عن استعمال الماء لبعده میلا او لمرض او برد او خوف عدو او عطش او عدم آلة تیمم ۱۲ در ؁ وان خرج مسافرا او محتطبا او خرج من قریة الی قریة یجوز له التیمم اذا کان بینه وبین الماء نحو المیل او اکثر ۱۲ منیہ ؁ حاشیہ نمبر۱ میں دیکھو ؁ وناقضه ناقض الاصل وقدرة ماء کاف لطهره ولو مرة مرة فضل عن حاجة کعطش وعجن وغسل نجس مانع ۱۲ در

ان چیزوں کو دھووے اور سر کا مسح کر لیوے اور کُلی وغیرہ کرنا یعنی وضو کی سُنتیں چھوڑ دے اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو تیمم کر لے۔ مسئلہ[۵۱] اگر بیماری کی وجہ سے پانی نقصان کرتا ہو کہ اگر وضو یا غسل کریگی تو بیماری بڑھ جاویگی یا دیر میں اچھی ہوگی تب بھی تیمم درست ہے۔ لیکن اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے غسل کرنا واجب ہے۔ البتہ اگر ایسی جگہ ہے کہ گرم پانی نہیں مل سکتا تو تیمم کرنا درست ہے۔ مسئلہ[۵۲] اگر پانی قریب ہے یعنی یقیناً ایک میل سے کم دُور ہے تو تیمم کرنا درست نہیں۔ جا کر پانی لانا اور وضو کرنا واجب ہے۔ مَردوں سے شرم کی وجہ سے یا پردہ کی وجہ سے پانی لینے کو نہ جانا اور تیمم کر لینا درست نہیں۔ ایسا پردہ جسمیں شریعت کا کوئی حکم چھوٹ جاوے ناجائز اور حرام ہے۔ بُرقع اوڑھ کر یا سارے بدن سے چادر لپیٹ کر جانا واجب ہے۔ البتہ لوگوں کے سامنے بیٹھ کر وضو نہ کرے اور اُن کے سامنے ہاتھ منھ نہ کھولے۔ مسئلہ[۵۳] جبتک پانی سے وضو نہ کر سکے برابر تیمم کرتی رہے۔ چاہے جتنے دن گذر جاویں۔ کچھ خیال و وسوسہ نہ لاوے۔ جتنی پاکی وضو اور غسل کرنے سے ہوتی ہے اتنی ہی پاکی تیمم سے بھی ہو جاتی ہے۔ یہ نہ سمجھے کہ تیمم سے اچھی طرح پاک نہیں ہوتی۔ مسئلہ[۵۴] اگر پانی مول بکتا ہے۔ تو اگر اسکے پاس دام نہ ہوں تو تیمم کر لینا درست ہے اور اگر دام پاس ہوں اور رستہ میں کرایہ بھاڑے کی جتنی ضرورت پڑے گی اس سے زیادہ بھی ہے تو خریدنا واجب ہے۔ البتہ اگر اتنا گراں بیچے کہ اُتنے دام کوئی لگا ہی نہیں سکتا تو خریدنا واجب نہیں تیمم کر لینا درست ہے۔ اور اگر کرایہ وغیرہ رستے کے خرچ سے زیادہ دام نہیں ہیں تو بھی خریدنا واجب نہیں تیمم کر لینا درست ہے۔ مسئلہ[۵۵] اگر کہیں اتنی سردی پڑتی ہو اور برف کٹتی ہو کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہو اور رضائی لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ نہا کر اُسمیں گرم ہو جاوے تو ایسی مجبوری کے وقت تیمم کر لینا درست ہے۔ مسئلہ[۵۶] اگر کسی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہوں یا چیچک نکلی ہو تو نہانا واجب نہیں بلکہ تیمم کر لیوے۔ مسئلہ[۵۷] اگر کسی میدان میں تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ اور پانی وہاں سے قریب ہی تھا لیکن اسکو خبر نہ تھی تو تیمم اور

۵۷ اذا تیمم وصلی والماء قریب منہ وہو لا یعلم اجزاہ ۱۲ منیہ ۔ ۵ بشرطیکہ اسجگہ جانے میں اپنی جان و مال یا عزت و عصمت کا خوف نہو اور اگر خوف ہو تو پھر تیمم کرنا جائز ہے ۔ وکذا اذا خافت المرأۃ علی نفسہا بان کان الماء عند فاسق ۱۲ عالمگیری و شامی صفحہ ۱۴۰ بحر صفحہ ۱۴۲

۵۱ ولو کان یجد الماء الا انہ مریض فخاف ان استعمل الماء اشتد مرضہ یتیمم ولو خاف الجنب ان اغتسل ان یقتلہ البرد او یمرضہ یتیمم بالصعید ۱۲ ہدایہ صفحہ ۵۰ ج ۱ وفی العالمگیریۃ یجوز التیمم اذا خاف الجنب اذا اغتسل بالماء ان یقتلہ البرد او یمرضہ ہذا اذا کان خارج المصر اجماعا فان کان فی المصر فکذا عند ابی حنیفۃ خلافا لہما والخلاف فیما اذا لم یجد ما یدخل بہ الحمام فان وجد لم یجز اجماعا وفیما اذا لم یقدر علی تسخین الماء فان قدر لم یجز ۱۲ ج ۱ صفحہ

۵۲ وان غلب علی ظنہ ان ہناک ماء لم یجز لہ ان یتیمم حتی یطلبہ لانہ واجد للماء نظرا الی الدلیل ثم یطلب مقدار الغلوۃ ولا یبلغ میلا کیلا ینقطع عن رفقتہ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۵۷ ج ۱

۵۳ روی ان قوما جاؤا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقالوا انا قوم نسکن ہذہ الرمال ولا نجد الماء شہرا او شہرین وفینا الجنب والحائض والنفساء فقال علیکم بارضکم ۱۲ ہدایہ صفحہ ۵۳ ج ۱

۵۴ ان کان لا یعطیہ الا بالثمن فان لم یکن لہ ثمن تیمم بالاجماع وان کان معہ مال زائد علی ما یحتاج الیہ فی الزاد ان باعہ بمثل القیمۃ او بغبن یسیر لا یجوز لہ التیمم وان باعہ بغبن فاحش تیمم ۱۲ منیہ صفحہ ۲۲

۵۵ لو خاف الجنب ان اغتسل ان یقتلہ البرد او یمرضہ یتیمم بالصعید ۱۲ ہدایہ صفحہ ۵۰

۵۶ جنب علی جمیع جسدہ جراحۃ او علی اکثرہ او بہ جدری فانہ یتیمم ۱۲ منیہ صفحہ ۲۲

نماز دونوں درست ہیں۔ جب معلوم ہو تو دُہرانا ضروری نہیں ہے **مسئلہ ۱۳**[۱] اگر سفر میں کسی اور کے پاس پانی ہو تو اپنے جی کو دیکھے۔ اگر اندر سے دل کہتا ہو کہ اگر میں مانگوں گی تو پانی مل جاویگا تو بے مانگے ہوئے تیمم کر لینا درست نہیں۔ اور اگر اندر سے دل یہ کہتا ہو کہ مانگنے سے وہ شخص پانی نہ دیویگا تو بے مانگے بھی تیمم کر کے نماز پڑھ لینا درست ہے لیکن اگر نماز کے بعد اُس سے پانی مانگا اور اُس نے دیدیا تو نماز کو دُہرانا پڑیگا **مسئلہ ۱۴**[۲] اگر زمزم کا پانی زمزمی میں بھرا ہوا ہے تو تیمم کرنا درست نہیں زمزمیوں کو کھول کر اُس پانی سے نہانا اور وضو کرنا واجب ہے **مسئلہ ۱۵**[۳] کسی کے پاس پانی تو ہے لیکن راستہ ایسا خراب ہے کہ کہیں پانی نہیں مل سکتا۔ اسلئے راہ میں پیاس کے مارے تکلیف اور ہلاکت کا خوف ہے تو وضو نہ کرے تیمم کر لینا درست ہے **مسئلہ ۱۶**[۴] اگر غسل کرنا نقصان کرتا ہو اور وضو نقصان نہ کرے تو غسل کی جگہ تیمم کرے[۱] پھر اگر تیمم غسل کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کیلئے تیمم نکرے بلکہ وضو کی جگہ وضو کرنا چاہیئے۔ اور اگر تیمم غسل سے پہلے کوئی بات وضو توڑنے والی بھی پائی گئی اور پھر غسل کا تیمم کیا ہو تو یہی تیمم غسل و وضو دونوں کیلئے کافی ہے **مسئلہ ۱۷**[۵] تیمم کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے اور سارے منھ کو مل لیوے۔ پھر دوسری مرتبہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے اور دونوں ہاتھوں پر کہنی سمیت ملے چوڑیوں کنگن وغیرہ کے درمیان اچھی طرح ملے اگر اس کے گمان میں ناخن برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جاویگی تو تیمم نہوگا۔ انگوٹھی چھلّے اُتار ڈالے تاکہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جاوے۔ انگلیوں میں خلال کر لیوے جب یہ دونوں چیزیں کرلیں تو تیمم ہوگیا **مسئلہ ۱۸**[۶] مٹی پر ہاتھ مار کے ہاتھ جھاڑ ڈالے تاکہ بانہوں اور منھ پر بھبھوت نہ لگ جاوے اور صورت نہ بگڑے **مسئلہ ۱۹**[۷] زمین کے سوا اور جو چیز مٹی کی قسم سے ہو اُسپر بھی تیمم درست ہے جیسے مٹی ریت پتھر گچ چونا ہڑتال سرمہ گیرو وغیرہ۔ اور جو چیز مٹی کی قسم سے نہ ہو اُس سے تیمم درست نہیں جیسے

[۶] فینزع الخاتم والسوار او یحرک ۱۲ بہشتی ۱۲ در صـ۲۴۲ و یجب تخلیل الاصابع ان لم یدخل بینہما غبار ۱۲ عالمگیری صـ۱۷/۱ ۔ [۶] وینفض یدیہ بقدر ما یتناثر التراب کیلا یصیر مثلۃ ۱۲ ہدایہ صـ۱۹ ۔ [۷] ویجوز التیمم عند ابی حنیفۃ ومحمد بکل ما کان من جنس الارض کالتراب والرمل والحجر والزرنیخ والکحل والمرداسنج والنورۃ والمغرۃ وما اشبہہا ولا یجوز عندنا بما لیس من جنس الارض کالذہب والفضۃ والحدید والرصاص والحنطۃ وسائر الحبوبات والاطعمۃ ولو کان علی ہذہ الاشیاء غبار یجوز بغبارہا عند ابی حنیفۃ وفی احدی الروایتین عن محمد ۱۲ منیہ صـ۲۷ ۔ [۱] یہ مسئلہ پہلے اطلاق کے ساتھ لکھا ہوا تھا جس سے ہر صورت میں تیمم غسل کے ساتھ وضو کی ضرورت معلوم ہوتی تھی۔ اور صدر شریعت کا قول اس اطلاق کا مؤید تھا۔ مگر شامی اور درمختار میں ان کے قول کو مؤول کہا ہے۔ اسلئے اب قول محقق کے موافق مسئلہ لکھ دیا گیا۔ ۱۲ حصہ گنہ ۱۲ منہ　[۲] یعنی وضو کی ضرورت نہیں ۱۲ ابوالمظفر

[۱] ولو کان مع رفیقہ ماء لا یجوز لہ التیمم قبل ان یسأل اذا کان غالب ظنہ انہ یعطیہ وان تیمم قبل ان یسأل فصلی ثم سأل فاعطی لہ یلزمہ الاعادۃ ۱۲ منیہ صـ۲۴

[۲] رجل معہ ماء زمزم فی قمقمۃ وقد رصص راس الاناء وہو یحملہ للعطیۃ او للاستشفاء لا یجوز لہ التیمم ۱۲ منیہ صـ۳۲

[۳] ولو کان معہ ماء ولکن یخاف علی نفسہ او دابتہ العطش یجوز لہ التیمم ۱۲ منیہ

[۴] فلو تیمم للجنابۃ ثم احدث صار محدثا لا جنبا فیتوضأ ۱۲ در صـ۲۱۲/۱ اذا وجد ما یکفیہ للوضوء فقط انما یتوضأ بہ اذا احدث بعد تیممہ عن الجنابۃ اما لو وجدہ وقت التیمم قبل الحدث لا یلزمہ عندنا الوضوء بہ عن الحدث الذی مع الجنابۃ لانہ عبث اذ لا بدلہ من التیمم ۱۲ رد المحتار صـ۲۶۲/۱

[۵] وصورتہ ان یضرب علی الارض او علی جنس الارض ضربۃ مفرجا اصابعہ فینفضہما ویمسح بہما وجہہ ثم یضرب ضربۃ اخری فینفضہما ثم یمسح الیمنی بالیسری والیسری بالیمنی من رؤس الاصابع الی المرفقین واستیعاب العضوین واجب ۱۲ منیہ صـ۲۲ استیعاب العضوین بالتیمم واجب فی ظاہر الروایۃ حتی لو لم یمسح تحت الحاجبین فوق العینین لا یجزیہ ولا بد من نزع الخاتم والسوار ۱۲ عالمگیری صـ۱۷/۱ بحذف مستوعبا وجہہ حتی لو ترک شعرۃ او وترۃ منخرہ لم یجز ویدیہ

[illegible]

سونا، چاندی، رانگا، گیہوں، لکڑی، کپڑا اور اناج وغیرہ ہاں اگر ان چیزوں پر گرد اور مٹی لگی ہو اسوقت البتہ ان پر تیمم درست ہے مسئلہ ۲۰ جو چیز نہ تو آگ میں جلے اور نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے ہے اس پر تیمم درست ہے۔ اور جو چیز جل کر راکھ ہو جائے یا گل جائے اس پر تیمم درست نہیں۔ اسی طرح راکھ پر بھی تیمم درست نہیں مسئلہ ۲۱ تانبے کے برتن تکیئے اور گدے وغیرہ کپڑے پر تیمم کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر اس پر اتنی گرد ہے کہ ہاتھ مارنے سے خوب اڑتی ہے اور ہتھیلیوں میں خوب اچھی طرح لگ جاتی ہے تو تیمم درست ہے۔ اور اگر ہاتھ مارنے سے ذرا ذرا گرد اڑتی ہو تو بھی اس پر تیمم درست نہیں ہے اور مٹی کے گھڑے بدھنے پر تیمم درست ہے چاہے اسمیں پانی بھرا ہوا ہو یا پانی نہ ہو لیکن اگر اس پر لک بھرا ہوا ہو تو تیمم درست نہیں مسئلہ ۲۲ اگر پتھر پر بالکل گرد نہ ہو تب بھی تیمم درست ہے۔ بلکہ اگر پانی سے خوب دھلا ہوا ہو تب بھی درست ہے۔ ہاتھ پر گرد کا لگنا کچھ ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح پکی اینٹ پر بھی تیمم درست ہے چاہے اس پر کچھ گرد ہو چاہے نہ ہو مسئلہ ۲۳ کیچڑ سے تیمم کرنا گو درست ہے۔ مگر مناسب نہیں اگر کہیں کیچڑ کے سوا اور کوئی چیز نہ ملے تو یہ ترکیب کرے کہ اپنے کپڑے میں کیچڑ بھر لیوے جب سوکھ جاوے تو اس سے تیمم کرلے۔ البتہ اگر نماز کا وقت ہی نکلا جاتا ہو تو اسوقت جس طرح بن پڑے تر سے یا خشک سے تیمم کرلے نماز نہ قضا ہونے دے مسئلہ ۲۴ اگر زمین پر پیشاب وغیرہ کوئی نجاست پڑ گئی اور دھوپ سے سوکھ گئی۔ اور بدبو بھی جاتی رہی تو وہ زمین پاک ہو گئی اس پر نماز درست ہے لیکن اس زمین پر تیمم کرنا درست نہیں۔ جب معلوم ہو کہ یہ زمین ایسی ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو وہم نہ کرے مسئلہ ۲۵ جس طرح وضو کی جگہ تیمم درست ہے اسی طرح غسل کی جگہ بھی مجبوری کیوقت تیمم درست ہے۔ ایسے ہی جو عورت حیض اور نفاس سے پاک ہوئی ہو مجبوری کے وقت اسکو بھی تیمم درست ہے۔ وضو اور غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے مسئلہ ۲۶ اگر کسیکو بتلانے کے لئے تیمم کر کے دکھلایا۔ لیکن دل میں اپنے تیمم کرنے کی نیت نہیں بلکہ فقط اسکو دکھلانا مقصود ہے تو اسکا تیمم نہ ہوگا۔ کیونکہ تیمم درست ہونے میں تیمم کرنیکا ارادہ ہونا ضروری ہے تو جب تیمم کرنے کا

عہ یعنی گیہوں، جا لسبے ۱۲ منہ ف اگرچہ راکھ جلتی اور پگھلتی نہیں مگر جب بھی اسپر تیمم درست نہیں اور چونہ اگرچہ جل جاتا ہے جب بھی اسپر تیمم درست ہے اور یہ دونوں چیزیں اس قاعدے سے مستثنے ہیں۔ واضح ہو کہ چونہ چاہے پتھر کا ہو یا کنکر کا دونوں کا ایک ہی حکم ہے ۱۲ منہ ف روغن ۱۲

۵۱ الفارق بین جنس الارض وغیرہ ان کل ما یحترق بالنار فیصیر رمادا کالشجر والحشیش او ینطبع ویلین کالحدید والصفر والذہب والزجاج ونحوہا فلیس من جنس الارض ۱۲ شامی وعالمگیری

۵۲ فیجوز بحجر مدقوق او مغسول وحائط مطین او مجصص و اوان من طین غیر مدہونۃ ۱۲ درو شامی ص ۲۴۸ اور حاشیہ ... دیکھو۔

۵۳ لو وضع یدہ علی صخرۃ لا غبار علیہا او علی ارض ندیۃ ولم یتعلق بیدہ شیء جاز عند ابی حنیفۃ وفی اٰکد الروایتین عن محمد ۱۲ منیہ ... اور صفحہ ہذا پر دیکھو حاشیہ نمبر ۲

۵۴ واذا لم یجد الا الطین لطخ ثوبہ منہ فاذا جف تیمم بہ وان ذہب الوقت قبل ان یجف لا یتیمم بہ عند ابی یوسف لان عندہ لا یجوز الا بالتراب والرمل وعند ابی حنیفۃ ان خاف ذہاب الوقت تیمم بہ لان التیمم بہ جائز عندہ ۱۲ شامی ومنیہ ۲۸

۵۵ وان اصابت الارض نجاسۃ فجفت بالشمس وذہب اثرہا جازت الصلوۃ علیہا ولا یجوز التیمم منہا فی ظاہر الروایۃ ۱۲ منیہ ص ۲۹

۵۶ والحدث والجنابۃ فیہ سواء وکذا الحیض والنفاس ۱۲ ہدایہ ص ۳۴ ج ۱ والتیمم فی الجنابۃ والحدث سواء ۱۲ منیہ ص ۲۹

۵۷ واما شرطہ فالنیۃ فلا یجوز بدونہا ۱۲ منیہ ... ولو تیمم یرید بہ تعلیم الغیر لا یرید بہ الصلوۃ لم یجزہ عند الثلثۃ ۱۲ عالمگیری ص ۱۶

ارادہ نہ ہو بلکہ فقط دوسرے کو بتلانا اور دکھلانا مقصود ہو تو تیمم نہ ہوگا۔ مسئلہ ۲۷[۵۱] تیمم کرتے وقت اپنے دل میں بس اتنا ارادہ کرے کہ میں پاک ہونے کیلئے تیمم کرتی ہوں یا نماز پڑھنے کیلئے تیمم کرتی ہوں تو تیمم ہوجائیگا اور یہ ارادہ کرنا کہ میں وضو کا تیمم کرتی ہوں یا غسل کا کچھ ضروری نہیں ہے۔ مسئلہ ۲۸[۵۲] اگر قرآن مجید کے چھونے کیلئے تیمم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور اگر ایک نماز کے لئے تیمم کیا دوسرے وقت کی نماز بھی اس سے پڑھنا درست ہے اور قرآن مجید کا چھونا بھی اس تیمم سے درست ہے۔ مسئلہ ۲۹[۵۳] کسی کو نہانے کی بھی ضرورت ہے اور وضو بھی نہیں ہے تو ایک ہی تیمم کرے دونوں کے لئے الگ الگ تیمم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ ۳۰[۵۴] کسی نے تیمم کرکے نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا اور وقت ابھی باقی ہے تو نماز کا دُہرانا واجب نہیں وہی نماز تیمم سے درست ہوگئی۔ مسئلہ ۳۱[۵۵] اگر پانی ایک میل شرعی سے دور نہیں لیکن وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پانی لینے کو جاوے گی تو وقت جاتا رہیگا۔ تو بھی تیمم درست نہیں ہے پانی لاوے اور قضا پڑھے۔ مسئلہ ۳۲[۵۶] پانی موجود ہوتے وقت قرآن مجید کے چھونے کیلئے تیمم کرنا درست نہیں۔ مسئلہ ۳۳[۵۷] اگر پانی آگے چلکر ملنے کی اُمید ہو تو بہتر ہے کہ اول وقت نماز نہ پڑھے بلکہ پانی کا انتظار کرے لیکن اتنی دیر نہ لگاوے کہ وقت مکروہ ہوجاوے اور اگر پانی کا انتظار نہ کیا اوّل ہی وقت نماز پڑھ لی تب بھی درست ہے۔ مسئلہ ۳۴[۵۸] اگر پانی پاس ہے لیکن یہ ڈر ہے کہ اگر ریل پر سے اُترے گی تو ریل چلدیوےگی تب بھی تیمم درست ہے۔ یا سانپ وغیرہ کوئی جانور پانی کے پاس ہے جس سے پانی نہیں ملسکتا تو بھی تیمم درست ہے۔ مسئلہ ۳۵[۵۹] اسباب کے ساتھ پانی بندھا تھا لیکن یاد نہ رہا۔ اور تیمم کرکے نماز پڑھ لی پھر یاد آیا کہ میرے اسباب میں تو پانی بندھا ہوا ہے تو اب نماز کا دُہرانا واجب نہیں۔ مسئلہ ۳۶[۶۰] جتنی چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اُن سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی ملجانے سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر تیمم کرکے آگے چلی اور پانی ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر رہ گیا تو بھی تیمم ٹوٹ گیا۔ مسئلہ ۳۷[۶۱] اگر وضو کا تیمم ہے تو وضو کے موافق[ع] پانی ملنے

۶۱ و ما نقضه ناقض الاصل و قدرة ما ركافٍ لطهره اى الوضوء لو محدثا و للاغتسال لو جنبا و لو مرة مرة ۱۲ در و شامی[ع] وضو اور غسل کے موافق پانی ملنے سے یہ مطلب ہے کہ اتنا پانی مل جاوے جس سے غسل اور وضو کے فرائض ادا ہوسکیں خواہ سنتیں ادا ہوسکیں یا نہ ہوسکیں ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

۵۱ اذا نوى الطهارة او استباحة الصلوٰة اجزءه ۱۲ ہدایہ ص۵۴۔ ولا يجب التمييز بين الحدث والجنابة فلو تيمم الجنب يريد به الوضوء جاز ۱۲ عالمگیری ص۱۶ ج۱

۵۲ لو تيمم لمس المصحف او لقراءة القرآن عند عدم الماء لا تجوز الصلوٰة به ۱۲ منیہ ص۲۵ و يصلى بتيممه ما شاء من الفرائض والنوافل ۱۲ ہدایہ ص۵۵ ج۱

۵۳ ص۳۵ حاشیہ ۴۲ دیکھو۔

۵۴ لو صلى بالتيمم ثم وجد الماء فى الوقت لا يعيد ۱۲ منیہ ص۲۹

۵۵ اذا خاف فوت الوقت لو توضأ لم يتيمم ويتوضأ و يقضى ما فاته ۱۲ ہدایہ ص۵۴ ج۱

۵۶ لو تيمم لمس المصحف او لدخول المسجد عند وجود الماء والقدرة عليه فذلك ليس بشئ ۱۲ منیہ ص۲۹

۵۷ و يستحب لمن يؤخر الصلوٰة الى آخر الوقت اذا كان يرجو وجود الماء ثم لا يفرط فى التأخير حتى لا يقع الصلوٰة فى وقت مكروه ۱۲ منیہ ص۲۶

۵۸ وكذا لو علم بالماء ولم يقدر على النزول ولا على الوضوء لخوف عدو او سبع او مرض ۱۲ منیہ

۵۹ والمسافر اذا نسى الماء فى رحله فتيمم و صلى ثم ذكر الماء لم يعدها ۱۲ ہدایہ ص۵۶ ج۱ و در ص۲۵

۶۰ و ينقض التيمم كل شئ ينقض الوضوء و ينقضه ايضا رؤية الماء اذا قدر على استعماله وفى الدر فلو تيمم لبعده ميلا فسار فانتقص عن البعد عن ميل بطل ايسر تيممه ۱۲ در و شامی ص۲۶۲ ج۱

تیمم ٹوٹیگا۔ اور اگر غسل کا تیمم ہے تو جب غسل کے موافق پانی ملے گا تب تیمم ٹوٹے گا۔ اگر پانی کم ملا تو تیمم نہیں ٹوٹا۔ **مسئلہ ۳۸**[۵۱] اگر رستہ میں پانی ملا لیکن اسکو پانی کی کچھ خبر نہ ہوئی اور معلوم نہ ہوا کہ یہاں پانی ہے۔ تو بھی تیمم نہیں ٹوٹا۔ اسی طرح اگر رستہ میں پانی ملا اور معلوم بھی ہوگیا لیکن ریل پر سے نہ اُتر سکی تو بھی تیمم نہیں ٹوٹا۔ **مسئلہ ۳۹**[۵۲] اگر بیماری کی وجہ سے تیمم کیا ہے تو جب بیماری جاتی رہے کہ وضو اور غسل نقصان نہ کرے تو تیمم ٹوٹ جاوے گا۔ اب وضو کرنا اور غسل کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۴۰**[۵۳] پانی نہیں ملا اس وجہ سے تیمم کرلیا۔ پھر ایسی بیماری ہوگئی جس سے پانی نقصان کرتا ہے۔ پھر بیماری کے بعد پانی مِل گیا تو اب وہ تیمم باقی نہیں رہا جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا تھا۔ پھر سے تیمم کرے۔ **مسئلہ ۴۱**[۵۴] اگر نہانے کی ضرورت تھی اس لیے غسل کیا۔ لیکن ذرا سا بدن سوکھا رہ گیا۔ اور پانی ختم ہوگیا۔ تو ابھی وہ پاک نہیں ہوئی۔ اسلئے اس کو تیمم کرلینا چاہیئے جب کہیں پانی مِلے تو اتنی سوکھی جگہ دھولیوے۔ پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے۔ **مسئلہ ۴۲**[۵۵] اگر ایسے وقت پانی مِلا کہ وضو بھی ٹوٹ گیا۔ تو اُس سوکھی جگہ کو پہلے دھولیوے اور وضو کیلئے تیمم کرلے اور اگر پانی اتنا کم ہے کہ وضو تو ہوسکتا ہے لیکن وہ سوکھی جگہ اتنے پانی میں نہیں دُھل سکتی تو وضو کرلے اور اُس سوکھی جگہ کے واسطے غسل کا تیمم کرے ہاں اگر اس غسل کا تیمم پہلے کرچکی ہو تو اب پھر تیمم کرنیکی ضرورت نہیں وہی پہلا تیمم باقی ہے **مسئلہ ۴۳**[۵۶] کسی کا کپڑا یا بدن بھی نجس ہے اور وضو کی بھی ضرورت ہے اور پانی تھوڑا ہے تو بدن اور کپڑا دھولیوے اور وضو کے عوض تیمم کرے۔

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

مسئلہ ۱[۵۷] اگر چمڑے کے موزے وضو کرکے پہن لیوے اور پھر وضو ٹوٹ جاوے تو پھر وضو کرتے وقت موزوں پر مسح کرلینا درست ہے۔ اور اگر موزہ اُتار کر پیر دھولیا کرے تو یہ سب سے بہتر ہے۔ **مسئلہ ۲**[۵۸] اگر موزہ اتنا چھوٹا ہو کہ ٹخنے موزے کے اندر چھپے ہوئے نہ ہوں تو اُس پر مسح درست نہیں۔ اسیطرح اگر بغیر[۵۹] وضو کیئے موزہ پہن لیا تو اُس پر بھی مسح درست نہیں اُتار کر پیر دھونا چاہیئے۔

۵۱ ولو ان المتیمم مر بالماء وہو لا یعلم بہ او کان نائما لا ینتقض تیممہ کذا لو علم ولم یقدر علی نزولہ ۱۲

۵۲ فلو تیمم لمرض یبطل برئہ ۱۲ در ص۲۶

۵۳ لو تیمم لعدم الماء ثم مرض مرضا یبیح التیمم لم یصل بذلک التیمم ۱۲

۵۴ جنب اغتسل وبقیت لمعۃ ولیس معہ ماء یتیمم للمعۃ وان وجد ماء بعد ما تیمم واحدث یغسل اللمعۃ ویتیمم للحدث اذا کان الماء یکفی للمعۃ ولا یکفی للوضوء وان کان یکفی للوضوء ولا یکفی للمعۃ یتوضأ بہ وان کان یکفی لاحدہما علی الانفراد فانہ یغسل اللمعۃ ویتیمم للحدث وعلیہ ان یبتدئ بغسل اللمعۃ ولو کان معہ ثوب نجس فانہ یغسل الثوب ویتیمم للمعۃ ۱۲ ہندیہ ص۳۱

۵۵ حاشیہ نمبر ۴۳ صفحہ ہذا دیکھو۔

۵۶ مسئلہ ۴۲ صفحہ ہذا دیکھو۔

۵۷ المسح علی الخفین جائز بالسنۃ والاخبار فیہ مستفیضۃ حتی قیل ان من لم یرہ کان مبتدعا لکن من رآہ ثم لم یمسح اخذا بالعزیمۃ کان ماجورا ۱۲ ہدایہ ص۵۷

۵۸ شرط مسحہ کونہ ساتر القدم مع الکعب ۱۲ در ص۲۶۹ وفی الہدایۃ یجوز من کل حدث موجب للوضوء اذا لبسہما علی طہارۃ کاملۃ ثم احدث ۱۲ ہدایہ ص۵۷

۵۹ اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کا پیشتر سے وضو نہ ہو اور وہ بالکل وضو نہ کرے اور موزہ پہن لے تو اُن پر مسح جائز نہیں لیکن اگر

(بقیہ ص۷۲)

مسئلہ ۳ مسافرت میں تین دن تین رات تک موزوں پر مسح کرنا درست ہے اور جو مسافرت میں نہ ہو اُس کو ایک دن اور ایک رات اور جس وقت وضو ٹوٹا ہے اُسوقت سے ایک دن رات یا تین دن رات کا حساب کیا جاویگا جس وقت موزہ پہنا ہے اُسکا اعتبار نہ کرینگے جیسے کسی نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا۔ پھر سورج ڈوبنے کے وقت وضو ٹوٹا۔ تو اگلے دن کے سورج ڈوبنے تک مسح کرنا درست ہے۔ اور مسافرت میں تیسرے دن کے سورج ڈوبنے تک۔ جب سورج ڈوب گیا تو اب مسح کرنا درست نہیں رہا **مسئلہ ۴** اگر کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے نہانا واجب ہو گیا تو موزہ اُتار کر نہاوے۔ غسل کے ساتھ موزے پر مسح کرنا درست نہیں **مسئلہ ۵** موزہ کے اوپر کیطرف مسح کرے تلوے کی طرف مسح نہ کرے **مسئلہ ۶** موزہ پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں تر کر کے آگے کی طرف رکھے۔ انگلیاں تو سموچی موزہ پر رکھدیوے اور ہتھیلی موزے سے الگ رکھے پھر اُن کو کھینچکر ٹخنے کی طرف لیجاوے۔ (یعنی پونچوں کی طرف) اور اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی بھی رکھدیوے اور ہتھیلی سمیت انگلیوں کو کھینچکر لیجاوے تو بھی درست ہے **مسئلہ ۷** اگر کوئی اُلٹا مسح کرے یعنی ٹخنے کیطرف سے کھینچکر انگلیوں کی طرف لاوے تو بھی جائز ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ ایسے ہی اگر لمباؤ میں مسح نہ کرے بلکہ موزے کے چوڑان میں مسح کرے تو بھی درست ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ **مسئلہ ۸** اگر تلوے کی طرف یا ایڑی پر یا موزہ کے اُغل بغل میں مسح کرے تو یہ مسح درست نہیں ہوا **مسئلہ ۹** اگر پوری اُنگلیوں کو موزہ پر نہیں رکھا۔ بلکہ فقط انگلیوں کا سرا موزہ پر رکھدیا اور انگلیاں کھڑی رکھیں تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔ البتہ اگر انگلیوں سے پانی برابر ٹپک رہا ہو جس سے بہ کر تین انگلیوں کے برابر پانی موزہ کو لگ جاوے تو درست ہو جاویگا **مسئلہ ۱۰** مسح میں مستحب تو یہی ہے کہ ہتھیلی کی طرف سے مسح کرے۔ اور اگر کوئی ہتھیلی کے اوپر کی طرف سے مسح کرے تو بھی درست ہے **مسئلہ ۱۱** اگر کسی نے موزہ پر مسح نہیں کیا لیکن پانی برستے وقت باہر نکلی یا بھیگی گھاس میں چلی جس سے موزہ بھیگ گیا تو مسح ہو گیا **مسئلہ ۱۲** ہاتھ کی تین انگلیوں بھر ہر موزہ پر مسح کرنا

وضو نہیں کیا تب مسح جائز نہیں۔ اور اگر پاؤں دھو کر موزے پہنے اور اس کے بعد وضو پورا کر لیا اس کے بعد وضو ٹوٹا تو اب مسح جائز ہے اور اگر پاؤں دھو کر موزے پہن لئے اس کے بعد باقی وضو کرنا شروع کیا مگر ابھی وضو نہ کرنے پائی تھی کہ وضو ٹوٹ گیا تو اب مسح جائز نہیں ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

---

۵۱ و یجوز للمقیم یوما ولیلۃ و للمسافر ثلثۃ ایام ولیالیہا وابتداؤہا عقیب الحدث ۱۲ ہدایہ ص۵۹

۵۲ ولا یجوز المسح لمن وجب علیہ الغسل ۱۲ ہدایہ ص۵۹

۵۳ ثم المسح علی الظاہر حتیٰ لا یجوز علی باطن الخف وعقبہ وساقہ ۱۲ ہدایہ

۵۴ وکیفیۃ المسح ان یضع یدیہ علی مقدم خفیہ ویجافی بطن کفیہ ویمدہما الی الساق ویضع کفیہ مع الاصابع ویمدہا جملۃ ۱۲ منیہ ص۵۲

۵۵ ولو وضع یدیہ من قبل الساق ومدہا الی رؤس الاصابع جاز ولو مسح علیہما عرضا جاز ۱۲ منیہ ص۵۲

۵۶ ولو مسح علی باطن خفیہ او من قبل العقبین او من جوانبہا لا یجوز ۱۲ منیہ ص۵۲

۵۷ ولو مسح برؤس الاصابع ویجافی اصول الاصابع والکف لا یجوز المسح الا ان یکون الماء متقاطرا ۱۲ منیہ ص۵۲

۵۸ والمستحب ان یمسح بباطن الکف ولو مسح بظاہر کفیہ یجوز ۱۲ منیہ ص۵۲

۵۹ ولو لم یمسح خفیہ ولکن خاض فی الماء ولا نیۃ المسح او مشی فی الحشیش المبتل بالماء او بالمطر یجزیہ وکذا اذا اصابہ المطر ینوب عن المسح ۱۲ منیہ ص۵۲

۶۰ وفرض ذلک مقدار ثلث اصابع من اصابع الید ۱۲ منیہ ص۵۲

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳

پورا وضو کر کے موزے پہنے ہیں تو مسح جائز ہے اور اگر صرف پاؤں دھو کر موزے پہن لئے اور باقی

فرض ہے اس سے کم میں مسح درست نہ ہوگا۔ مسئلہ ۱۳ [۱] جو چیز وضو توڑ دیتی ہے اس سے مسح بھی ٹوٹ
جاتا ہے اور موزوں کے اتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ تو اگر کسی کا وضو تو نہیں ٹوٹا لیکن اس نے
موزے اتار ڈالے تو مسح جاتا رہا۔ اب دونوں پیر دھو لیوے۔ پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے
مسئلہ ۱۴ [۲] اگر ایک موزہ اتار ڈالا تو دوسرا موزہ بھی اتار کر دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے۔
مسئلہ ۱۵ [۳] اگر مسح کی مدت پوری ہو گئی تو بھی مسح جاتا رہا۔ اگر وضو نہ ٹوٹا ہو تو موزہ اتار کر دونوں
پاؤں دھووے۔ پورے وضو کا دہرانا واجب نہیں اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزے اتار کے پورا
وضو کرے مسئلہ ۱۶ [۴] موزہ پر مسح کرنے کے بعد کہیں پانی میں پیر پڑ گیا اور موزہ ڈھیلا تھا اسلئے
موزے کے اندر پانی چلا گیا۔ اور سارا پاؤں یا آدھے سے زیادہ پاؤں بھیگ گیا تو بھی مسح جاتا رہا
دوسرا موزہ بھی اتار دیوے اور دونوں پیر اچھی طرح سے دھووے مسئلہ ۱۷ [۵] جو موزہ اتنا
پھٹ گیا ہو کہ چلنے میں پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو اس پر مسح درست نہیں
اور اگر اس سے کم کھلتا ہو تو مسح درست ہے مسئلہ ۱۸ [۶] اگر موزہ کی سیون کھل گئی لیکن اس میں سے
پیر نہیں دکھائی دیتا تو مسح درست ہے۔ اور اگر ایسا ہو کہ چلتے وقت تو تین انگلیوں کے برابر پیر
دکھلائی دیتا ہے اور یوں نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست نہیں مسئلہ ۱۹ [۷] اگر ایک موزہ میں دو [۱]
انگلیوں کے برابر پیر کھل جاتا ہے اور دوسرے موزہ میں ایک انگلی کے برابر تو کچھ حرج نہیں۔
مسح جائز ہے اور اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہے اور سب ملا کر تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا
ہے تو مسح جائز نہیں۔ اور اگر اتنا کم ہو کہ سب ملا کر بھی پوری تین انگلیوں کے برابر نہیں ہوتا تو مسح
درست ہے مسئلہ ۲۰ [۸] کسی نے موزہ پر مسح کرنا شروع کیا اور ابھی ایک دن رات گذرنے نہ پایا تھا کہ
مسافر ہو گئی تو تین دن رات تک مسح کرتی رہے اور اگر سفر سے پہلے ہی ایک دن رات گذر جاوے
تو مدت ختم ہو چکی پیر دھو کر پھر سے موزہ پہنے مسئلہ ۲۱ [۹] اور اگر مسافرت میں مسح کرتی تھی پھر گھر

مسح قبل من یوم ولیلۃ اتم مسح یوم ولیلۃ ۱۲ ھدایہ [۱] ء [۹] سو جب وضو کرے اسوقت مسح بھی موزوں پر کرے گر مدت کے اندر اندر ہو [۱] یعنے
جہاں انگلیوں پر سے نہ پھٹا ہو بلکہ کسی اور جگہ سے پھٹا ہو۔ لیکن اگر انگلیوں پر سے پھٹا ہو تو اسوقت ان انگلیوں کا اعتبار ہوگا جس سے
پھٹا ہے۔ مثلاً اگر انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی پر سے پھٹا ہے اور یہ دونوں ملکر چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہو جاتے ہیں تو
مسح ناجائز نہ ہوگا ۱۲

[۱] و ینقض المسح کل شئی ینقض الوضوء و ینقضہ ایضاً نزع الخف ۱۲ ہدایہ ص ۵۹ ج ۱
[۲] وکذا (ای ینقض المسح) نزع احدھما ۱۲ ہدایہ ص ۵۹ ج ۱
[۳] وکذا (ای ینقض المسح) مضی المدۃ و اذا تمت نزع خفیہ و غسل رجلیہ و صلی و لیس علیہ اعادۃ بقیۃ الوضوء ۱۲ ہدایہ ص ۶۰
[۴] و ینتقض ایضاً بغسل اکثر الرجل فیہ لو دخل الماء خفہ و صححہ غیر واحد کصاحب الذخیرۃ و الظہیریۃ و قد مناعن الزیلعی انہ المنصوص علیہ فی عامۃ الکتب و علیہ مشی فی نور الایضاح و شرح المنیۃ و قیل لا ینتقض و ان بلغ الماء الرکبۃ ۱۲ در و شامی ص ۳۰۳
[۵] و لا یجوز المسح علی خف فیہ خرق کثیر یتبین منہ قدر ثلث اصابع من اصابع الرجل و ان کان اقل من ذلک جاز ۱۲ ہدایہ ص ۵۹
[۶] و لو انفتق خرزہ الا انہ لا یری شئی من قدمہ یجوز المسح و لو کان یری حالۃ المشی لا یری حالۃ الوضع یمنع و لو کان الامر بالعکس لا یمنع ۱۲ فیہ درو ہدایہ
[۷] ان کان الخرق فی خف واحد قدر اصبعین فی موضع او فی موضعین و فی الآخر قدر اصبع جاز و ان کان فی خف واحد یجمع فلا یجوز ۱۲ فیہ ص ۱۱
[۸] و من ابتداء المسح و ھو مقیم فسافر قبل تمام یوم و لیلۃ مسح تمام ثلثۃ ایام و لیالیھا ۱۲
[۹] و من ابتداء المسح و ھو مسافر ثم اقام فان کان مسح یوما و لیلۃ او اکثر لزمہ نزعھا و غسل رجلیہ و ان کان

پہنچ گئی تو اگر ایک دن رات پورا ہو چکا ہے تو اب موزہ اُتار دے اب اُس پر مسح درست نہیں۔ اور اگر ابھی ایکدن رات بھی نہیں ہوا تو ایک دن رات پورا کر لے۔ اس سے زیادہ تک مسح درست نہیں **مسئلہ ۲۲**[۱] اگر جرابوں کے اوپر موزے پہنے ہیں تب بھی موزوں پر مسح درست ہے **مسئلہ ۲۳**[۲] جرابوں پر مسح کرنا درست نہیں ہے البتہ اگر اُن پر چمڑا چڑھا دیا گیا ہو یا سارے موزہ پر چمڑا نہ چڑھایا ہو بلکہ مردانہ جوتہ کی شکل پر چمڑا لگا دیا گیا ہو۔ یا بہت سنگین اور سخت ہوں کہ بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے آپ ہی آپ ٹھیرے رہتے ہوں اور اُن کو پہن کر تین چار میل رستہ بھی چل سکتی ہو۔ تو ان سب صورتوں میں جرابوں پر بھی مسح درست ہے **مسئلہ ۲۴**[۳] برقع اور دستانوں پر مسح درست نہیں۔

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانے والا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھاوے یا تو اپنی بی بی کی معرفت سمجھا دے یا ہدایت کر دے کہ بعد میں اِن مسائل کو دیکھ لینا! اور اگر پڑھنے والا لڑکا کم عمر ہو اسکو بھی نہ پڑھاویں بلکہ صرف ہدایت کر دیں کہ بعد کو دیکھ لینا۔

مسائل

صفحہ ۵۳ کے باقی مسائل

وضو کی توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ ۲۲[۴] مرد کے ہاتھ لگانے سے یا یوں ہی خیال کرنے سے اگر آگے کی راہ سے پانی آجاوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس پانی کو جو جوش کیوقت نکلتا ہے مَذی کہتے ہیں **مسئلہ ۲۳**[۵] بیماری کی وجہ سے رینٹھ کی طرح لیسدار پانی آگے کی طرف سے آتا ہو تو احتیاط اس کہنے میں ہے کہ وہ پانی نجس ہے اور اُس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے **مسئلہ ۲۴**[۶] پیشاب یا مذی کا قطرہ سوراخ سے باہر نکل آیا لیکن ابھی اس کھال کے اندر ہی جو اوپر ہوتی ہے تب بھی وضو ٹوٹ گیا۔ وضو ٹوٹنے کیلئے کھال سے باہر نکلنا ضروری نہیں ہے **مسئلہ ۲۵**[۷] مرد کے پیشاب کے مقام سے جب عورت کا پیشاب کا مقام ملجاوے اور کچھ کپڑا وغیرہ بیچ میں آڑ نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے ایسے ہی اگر دو عورتیں اپنی پیشابگاہیں ملاویں تب بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن خود یہ نہایت بُرا اور گناہ ہے دونوں صورتوں میں چاہے کچھ نکلے چاہے نہ نکلے ایک ہی حکم ہے۔

[۱] ثم تعلیل اُمتنا بان الجرموق بدل عن الرجل الی آخرہ یعلم منہ جواز المسح علی خف لبس فوق مخیط من کرباس او جوخ او نحوہما ما لا یجوز علیہ المسح ۱۲ کبیری ص ۱۰۹

[۲] وہو جائز علی ظاہر خفیہ او جرموقیہ او جوربیہ الثخینین والمنعلین والمجلدین ۱۲ در بحذف ص ۲۷۵

[۳] ولا یجوز المسح علی العمامۃ والقلنسوۃ والبرقع والقفازین ۱۲ ہدایہ ص ۶۱

[۴] منہا ای من نواقض الوضوء ما یخرج من السبیلین من الغائط والبول والریح الخارجۃ من الدبر والودی والمذی والمنی والدودۃ والحصاۃ ۱۲ عالمگیری و در ص ۱۵ والمذی ماء ابیض رقیق یخرج عند الشہوۃ لا بالشہوۃ ولا دفق ولا یعقبہ فتور وربما لا یحس بخروجہ وہو اغلب فی النساء من الرجال ویسمی فی جانب النساء قذی بفتح القاف والذال المعجمۃ ۱۲ مراقی الفلاح بحذف ص ۵۰

[۵] وہو ای الودی ماء ابیض کدر ثخین لا رائحۃ لہ یعقب البول وقد یسبقہ ۱۲ مراقی الفلاح ص ۲۸

[۶] ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظہور حتی لو نزل البول الی قصبۃ لذکر لا ینقض لعدم ظہورہ بخلاف القلفۃ فانہ بنزولہ الیہا ینقض الوضوء ۱۲ در و شامی ص ۱۳۹

[۷] (وینقضہ) مباشرۃ فاحشۃ بتماس الفرجین ولو بین المرأتین والرجلین مع الانتشار للجانبین المباشر والمباشر ولو بلا بلل علی المعتمد ۱۲ در ص ۱۴۳

٭ لیکن خود سے بُرا اور گناہ ہے تک پہلے حاشیہ میں تھا اس مرتبہ داخل متن کیا گیا ۱۲

بقیہ صفحہ ۵۷

غسل کا بیان

مسئلہ[۱] پیشاب کی جگہ آگے کی کھال کے اندر پانی پہنچانا غسل میں فرض ہے۔ اگر پانی نہ پہنچیگا تو غسل نہ ہوگا۔

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے اُن کا بیان

مسئلہ[۱] سوتے یا جاگتے میں جب جوانی کے جوش کے ساتھ منی نکل آوے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے مرد کے ہاتھ لگانے سے نکلے یا فقط خیال اور دھیان کرنیسے نکلے یا اور کسی طرح نکلے ہر حال میں غسل واجب ہے۔ مسئلہ[۲] اگر آنکھ کھُلی اور کپڑے یا بدن پر منی لگی ہوئی دیکھی تو بھی غسل کرنا واجب ہے چاہے سوتے میں کوئی خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ تنبیہ۔ جوانی کے جوش کیوقت اوّل اوّل جو پانی نکلتا ہے اُسکے نکلنے سے جوش زیادہ ہو جاتا ہے کم نہیں ہوتا اسکو مذی کہتے ہیں اور خوب مزہ آکر جب جی بھر جاتا ہے اُس وقت جو نکلتا ہے اُسکو منی کہتے ہیں۔ اور پہچان اِن دونوں کی یہی ہے کہ منی نکلنے کے بعد جی بھر جاتا ہے اور جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ اور مذی نکلنے سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور مذی پتلی ہوتی ہے اور منی گاڑھی ہوتی ہے سو فقط مذی نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ[۳] جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سُپاری اندر چلی جاوے اور چھپ جاوے تو بھی غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔ مرد کی سپاری آگے کی راہ میں گئی ہو تو بھی غسل واجب ہے چاہے کچھ بھی نہ نکلا ہو۔ اور اگر پیچھے کی راہ میں گئی ہو تب بھی غسل واجب ہے۔ لیکن پیچھے کی راہ میں کرنا اور کرانا بڑا گناہ ہے مسئلہ[۴] جو خون ہر مہینے آگے کی راہ سے آیا کرتا ہے اسکو حیض کہتے ہیں جب یہ خون بند ہو جاوے تو غسل کرنا واجب ہے۔ اور جو خون لڑکا پیدا ہونیکے بعد آتا ہے اُسکو نفاس کہتے ہیں اُسکے بند ہونیپر بھی غسل کرنا واجب ہے۔ خلاصہ یہ کہ چار چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے جوش کیساتھ منی نکلنا۔ مرد کی سپاری کا اندر چلا جانا۔ حیض اور نفاس کے خون کا بند ہو جانا۔ مسئلہ[۵] چھوٹی لڑکی سے اگر کسی مرد نے صحبت کی جو ابھی جوان نہیں ہوئی ہے تو اُسپر غسل واجب نہیں ہے۔ لیکن عادت ڈالنے کیلئے اس سے غسل کرانا چاہئے مسئلہ[۶] سوتے میں مرد کے پاس رہنے اور صحبت کرنیکا خواب دیکھا اور مزہ بھی آیا لیکن آنکھ کھلی تو دیکھا کہ منی نہیں نکلی ہے تو اُسپر غسل واجب نہیں ہے البتہ اگر منی نکل

عہ یعنی مرد کی پیشاب گاہ کا سر جہاں تک ختنہ ہوتی ہے ۱۲

ملہ ویجب غسل سرۃ وشارب و حاجب ولحیۃ وفرج خارج ۱۲ درمختار صفحہ ۱۵۶

ملہ وسببہ (ای الغسل) خروج المنی بشہوۃ بالاجماع ۱۲ منیہ صفحہ ۴۱

ملہ ومن استیقظ فوجد علی فراشہ او ثوبہ او فخذہ بللا وھو یتذکر الاحتلام فان تیقن انہ منی او مذی او شک فعلیہ الغسل اما اذا لم یتذکر الاحتلام وتیقن انہ منی او شک۔ نکذلک (ای یجب علیہ الغسل فی الحالتین اجماعا للاحتیاط) ۱۲ منیہ صفحہ ۴۲

ملہ دیکھو صفحہ ۵۲ حاشیہ نمبر ۱۲

ملہ المنی وھو ماء ابیض خثر ینکسر الذکر بخروجہ یشبہ رائحۃ الطلع ومن المرأۃ رقیق اصفر ۱۲ مراقی الفلاح صفحہ ۵۶

ملہ وکذا الایلاج فی احد سبیلین من الرجل والمرأۃ اذا توارت الحشفۃ انزل اولم ینزل وجب الغسل علی الفاعل والمفعول ۱۲ منیہ صفحہ ۴۲

ملہ والاغتسال علی احد عشر وجہا خمسۃ منہا فریضۃ من الحیض والنفاس ومن التقاء الختانین مع غیبوبۃ الحشفۃ ومن خروج المنی علی وجہ الدفق والشہوۃ ومن الاحتلام اذا خرج منہ المنی او المذی ۱۲ منیہ صفحہ ۱۹

ملہ صبیۃ یجامع مثلہا یستحب لہا ان تغتسل ۱۲ شامی ومنیہ وعالمگیری صفحہ ۱۵

ملہ وان احتلم ولم یخرج منہ شیء فلا غسل علیہ کذا المرأۃ ۱۲ منیہ صفحہ ۵ اور حاشیہ نمبر ۳ دیکھو ۱۲

عہ اگر ختنہ نہ ہوئی ہو تو مرد کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر کھال کے کھولنے میں دقت نہ ہو تو کھال کے اندر پانی ڈالنا فرض ہے۔ اور اگر دقت ہو تو فرض نہیں ۱۲

آئی ہو تو غسل واجب ہے، اور اگر کپڑے یا بدن پر کچھ بھیگا بھیگا معلوم ہو لیکن یہ خیال ہوا کہ یہ مذی ہے منی نہیں تب بھی غسل کرنا واجب ہے، مسئلہ[۵۱] اگر تھوڑی سی منی نکلی اور غسل کر لیا۔ پھر نہانے کے بعد اور منی نکل آئی تو پھر نہانا واجب ہے، اور اگر نہانے کے بعد شوہر کی منی نکلی جو عورت کے اندر تھی تو غسل درست ہو گیا پھر نہانا واجب نہیں مسئلہ[۵۲] بیماری کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے آپ ہی آپ منی نکل آئی مگر جوش اور خواہش بالکل نہیں تھی تو غسل واجب نہیں۔ البتہ وضو ٹوٹ جاویگا۔ مسئلہ[۵۳] میاں بی بی دونوں ایک پلنگ پر سو رہے تھے جب اُٹھے تو چادر پر منی کا دھبہ دیکھا اور سوتے میں خواب کا دیکھنا نہ مرد کو یاد ہے نہ عورت کو تو دونوں نہالیویں۔ احتیاط[۵] اسی میں ہے کیونکہ معلوم نہیں یہ کس کی منی ہے مسئلہ[۵۴] جب کوئی کافر مسلمان ہووے تو اُسکو غسل کر لینا[للعہ] مستحب ہے، مسئلہ[۵۵] جب کوئی مردے کو نہلاوے تو نہلانے کے بعد غسل کر لینا مستحب ہے، مسئلہ[۵۶] جسپر نہانا واجب ہے، وہ اگر نہانے کے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے تو پہلے اپنے ہاتھ اور منہ دھو لیوے اور کلّی کر لیوے تب کھائے پئے۔ اور اگر بے ہاتھ منہ دھوئے کھا پی لیوے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے مسئلہ[۵۷] جنکو نہانے کی ضرورت ہے ان کو کلام مجید کا چھونا اور اسکا پڑھنا اور مسجد میں جانا جائز نہیں اور اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور کلمہ پڑھنا درود شریف پڑھنا جائز ہے اور اس قسم کے مسئلوں کو ہم انشاء اللہ حیض کے باب میں اچھی طرح بیان کرینگے وہاں دیکھ لینا چاہیے مسئلہ[۵۸] تفسیر کی کتابوں کو بے نہائے اور بے وضو چھونا مکروہ ہے۔ اور ترجمہ دار قرآن کو چھونا بالکل حرام ہے۔

بہشتی زیور کا پہلا حِصّہ تمام ہُوا

---

[۵۰] یہ حکم جب ہے، کہ جب وہ منی قبل سونے اور قبل پیشاب کرنے اور چالیس قدم یا زیادہ چلنے کے قبل نکلے ۱۲ [۵] جبکہ کسی علامت سے شوہر کی منی معلوم ہو جائے ورنہ غسل واجب ہو گا ۱۲ [۵] یہ احتیاط واجب ہے، تو احتیاط کے لفظ سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ شاید واجب نہ ہو کتابوں میں اسکو واجب لکھا ۱۲ منہ
[للعہ۵] یعنی نفس اسلام لانے کے لئے غسل کر لینا مستحب ہے۔ لیکن اگر کوئی امر موجب غسل موجود ہو مثلاً جنابت یا حیض نفاس سے پاکی اور قبل اسلام غسل ہی نہیں کیا تھا یا غسل تو کیا تھا مگر جس طرح شریعت میں معتبر ہے اسطرح نہیں کیا تو اُسپر غسل واجب ہے، ۱۲

[۵۱] لو جامع او احتلم او اغتسل قبل ان یبول او ینام او یمشی ثم خرج منہ بقیۃ المنی یجب علیہ الغسل ثانیا ولو اغتسلت ثم خرج منہا بقیۃ منی الزوج لا غسل علیہا ۱۲ منیہ و در
[۵۲] لو سال (ای المنی) من ضرب او حمل ثقیل او سقوط من علو لا یجب الغسل عندنا ۱۲ کبیری ص۴۹
[۵۳] ان استیقظ الرجل والمرأۃ فوجدا منیا علی الفراش وکل واحد منہما ینکر الاحتلام وجب علیہما الغسل احتیاطا ۱۲ منیہ ص۱۷
[۵۴] وواحد منہا (ای من انواع الغسل) مستحب وہو غسل الکافر اذا اسلم ۱۲ منیہ ص۱۸
[۵۵] (وندب) لمن لبس ثوبا جدیدا او غسل میتا ۱۲ در ج۱ ص۱۷۰
[۵۶] واذا اراد الجنب الاکل والشرب ینبغی لہ ان یغسل یدہ وفمہ ثم یاکل ویشرب ۱۲ منیہ ص۲۱
[۵۷] لا یجوز لہم مس المصحف وکذا لا یجوز لہم دخول المسجد سواء دخلوا للعبور او للجلوس وان قرأن ما دون الآیۃ او قرأ الفاتحۃ علی قصد الدعاء والآیات التی تشبہ الدعاء، علی نیۃ الدعاء یجوز ۱۲ منیہ ص۴۲ و ۴۳
و فی الاشباہ لا یکرہ النظر للجنب والحائض والنفساء الی القرآن ۱۲
[۵۸] ویکرہ للمحدث مس تفسیر القرآن وکتب الفقہ ۱۲ منیہ ص۴۹ فعلقت الحواشی العربیۃ علی الحصۃ الاولی من بہشتی زیور بعون اللہ وتوفیقہ وایاہ اسأل فی اتمام ما بقی منہا ہدایۃ طریقہ وصلی اللہ علی رسولہ وحبیبہ وآلہ وصحبہ ۱۲ وانا الافقر الی رحمۃ اللہ الصمد ابو المظفر المدعو بسعید احمد المظاہری

ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور مسمّاۃ بہ بہشتی جوہر حصہ اوّل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امّا بعد حمد و صلوٰۃ کے مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ رسالہ بہشتی زیور جیسا کچھ مقبول و مفید عام و خاص ہوا ہے ظاہر ہے حاجت بیان نہیں۔ مگر اس میں ایسے مضامین کم ہیں جن سے جنت کی رغبت اور دوزخ سے خوف اور نفرت پیدا ہو۔ اکثر حصہ اسکا فقط مسائل سے آراستہ ہے اسلئے حضرت مرشدی و مولائی مولوی حافظ قاری حاجی شاہ **اشرف علی** صاحب کی رائے ہوئی کہ اس رسالہ کے ہر حصہ میں ضمیمہ بڑھا دیا جاوے جسمیں مضامین ترغیب و ترہیب[۵۱] نیز دیگر امور ضروریہ مذکور ہوں اور جہاں کوئی عبارت اصل رسالہ یعنی بہشتی زیور کی دشوار ہو اسکی توضیح بھی حاشیہ بہشتی زیور پر کر دی جائے۔ اور دیگر مضامین جدا ضمیمہ کی صورت میں تحریر کیے جائیں۔ چنانچہ ۱۳۳۳ھ میں ہر حصہ کے ساتھ ایسے مضامین بطور ضمیمہ کے لگا دیئے گئے تھے۔ سب سے پہلے ۱۳۳۵ھ میں طبع ہوئے تھے اور ۱۳۳۵ھ سے ابتک متعدد بار علیحدہ اور بہشتی زیور میں شامل ہو کر طبع ہو چکے ہیں جن کے متعلق حاشیہ پر نوٹ لکھدیا ہے۔ ناظرین دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ اسکو دونوں جہان میں نافع فرماوے۔ واضح ہو کہ مضامین ترغیب و ترہیب اور اگر کوئی مسئلہ مستقلہ ضروری سمجھا جاویگا تو وہ بھی داخل اوراق ضمیمہ ہو گا۔ اور توضیح عبارت بہشتی زیور کی ضمیمہ سے جدا رہے گی وہ بہشتی زیور کے حاشیہ پر درج ہو گی۔ اور سہولت عبارت کا جیسا اصل رسالہ میں اہتمام کیا گیا ہے ایسا ہی انشاء اللہ تعالیٰ ضمیمہ میں بھی رکھا جاوے گا۔ اور مضامین معتبر کتابوں سے لکھے جاویں گے اور ہر حصہ کا ضمیمہ جدا ہو گا۔ ناظرین سے دعائے خیر کا خواہاں ہوں۔ محشی۔

علم کی بزرگی کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ[۵۴] یعنی اللہ تعالیٰ بلند کرتا ہے اُن لوگوں کے درجے) جو تم میں سے ایمان لائے (یعنی ایمان کو کامل کیا نیک اعمال اور شرع کی پابندی کر کے اور قرآن و حدیث میں جہاں کہیں ایمان لانیکی بڑی بزرگی بیان ہوئی ہے وہاں ایمان کامل ہی مراد ہے (خوب سمجھ لو) اور اُن کے جو علم دیئے گئے ہیں درجے (اُن پر جو ایمان لائے اور عالم نہیں ہیں) یہاں سے کسقدر بزرگی اہل علم کی قرآن مجید سے ثابت ہوئی کہ پہلے ایمان والوں کی مدح فرمائی اور پھر اہل علم کو اُن میں سے خاص کیا اور ان کو بڑے رتبے والا قرار دیا اور جسکو اللہ تعالیٰ بڑا فرمائیں

۵۱ ترہیب ڈرانا۔ ترغیب رغبت دلانا ۱۲ منہ

۵۲ ضمائم اولیٰ یعنی جو ضمائم بہشتی جوہر کے نام سے شائع ہو چکے ہیں اور بہشتی زیور کا جز سمجھے جاتے ہیں وہ علیحدہ بھی طبع شدہ موجود ہیں۔ جن حضرات کے پاس بہشتی زیور بلا ضمائم کے ہوں وہ ان کو لیکر شامل کریں تاکہ کتاب مکمل ہو جاوے۔ ان ضمائم کی قیمت ایکروپیہ دو آنہ (۱؎) ہے جن حضرات کو ضرورت ہو منیجر کتب خانہ یحیوی مظاہر علوم سہارنپور سے طلب فرماویں۔

۵۴ حضرت عبد اللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ علماء کی فضیلت عامۂ مومنین سے سات سو درجہ زیادہ ہے ہر دو درجہ کے درمیان اتنی مسافت ہے جو پانسو برس میں طے ہو ۱۲ احیاء علامہ سیوطی نے بروایۃ ابن منذر حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے نقل فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے قرآن شریف میں جتنی فضیلت علماء کی اس آیۃ میں ذکر فرمائی ہے اتنی کسی اور آیۃ میں نہیں۔ اس میں ان مومنین کو جو علم دئے گئے ہیں ان مومنین پر جو علم نہیں دئے گئے ہیں بہت سے درجات بڑھائے ہیں ۱۲ درمنثور صفحہ ۱۸۵ ج ۶

اُس کی بُرائی کا کیا ٹھکانا ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ فرمادیجئے (اے رسول اللہ) کیا برابر ہیں جو علم نہیں رکھتے اور وہ جو علم رکھتے ہیں۔ استفہام انکاری ہے یعنی اہل علم کا رتبہ غیر اہل علم سے بڑا ہے۔

حدیث صحیح میں ہے جسکو جامع صغیر میں روایت کیا ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم کا طلب کرنا فرض ہے ہر مسلمان پر (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) اور فرض کا چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے اور جاننا چاہئے کہ جس کام کا کرنا بندہ پر فرض ہے اس کام کے کرنیکا طریقہ بھی سیکھنا اسکے ذمہ فرض ہے اور جس کام کا کرنا مستحب ہے اسکا طریقہ سیکھنا بھی مستحب ہے۔ پس جب نماز فرض ہوگی اسکے مسئلے سیکھنا بھی فرض ہونگے۔ اسیطرح روزہ وغیرہ کا حال ہے اور جب نوکری تجارت وغیرہ کریگا تو نوکری و تجارت وغیرہ کے متعلق جو شریعت کے حکم ہیں اُن کا سیکھنا اور اُن پر عمل کرنا لازم ہوگا۔ یہ تفصیل اُس علم کی ہے جو ہر شخص پر فرض ہے۔ اور بعضے علوم ایسے ہیں کہ اگر تھوڑے سے آدمی خواہ ایک یا دو جتنوں سے کام چل جاوے ان علوم کو حاصل کرلیں تو اور لوگوں کے ذمے اُن علوم کا طلب کرنا ضروری نہیں رہتا۔ مثلاً ہر قصبہ و شہر میں ایک ایسا عالم ہونا ضروری ہے جو قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ علوم اچھی طرح جانتا ہو کہ مخالفین اسلام کا رد بھی کرسکے اور جب کوئی مسئلہ اُس سے پوچھا جائے بے تکلف اُسکا جواب دیسکے تو ایسے علوم ہر شخص پر فرض نہیں ہوتے۔ ہاں اگر کسی کو فرصت ہو اور شوق و موقع ہو اور بغیر فرض ہونیکے وہ ان علوم کو حاصل کرلے تو مستحب ہے اور بڑا ثواب ہے۔ یہ مختصر بیان تھا علم کے فرض ہونیکا۔

حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے اُس کو دینی سمجھ عطا فرماتا ہے[عہ۱]۔ اور میں بانٹنے والا (علم کا) ہوں اور اللہ دینے والا ہے (بخاری و مسلم)

حدیث میں ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اُس سے اُسکا عمل منقطع ہوجاتا ہے[جدا ۱۲]۔ مگر تین عمل (کا ثواب) نہیں منقطع ہوتا۔ اوّل صدقہ جاریہ (مثل وقف۔ کنواں مسجد وغیرہ جو اللہ واسطے تیار کرایا ہو) دوسرے علم[عہ۲] کہ اُس سے لوگوں کو نفع پہنچے (مثلاً تعلیم تصنیف وغیرہ) تیسرے نیک فرزند کہ میّت کیلئے دعائے خیر کرے (مسلم) مطلب یہ ہے کہ تمام نیک کاموں کا ثواب مرنے سے ختم ہوجاتا ہے اسلئے کہ مُردہ عمل نہیں کرتا پس ثواب کیونکر ملے۔ مگر یہ تین کام ایسے ہیں کہ انکا ثواب مرنیکے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ کیونکہ یہ تینوں کام بعد مرنیکے جاری رہتے ہیں اسلئے کہ صدقہ جاریہ میں مخلوق کا نفع جاری رہتا ہے اور اسیطرح علم کا نفع بھی جاری رہتا ہے۔ اور نیک اولاد دعائے خیر والدین کیلئے کرتی ہے لہذا یہ عمل بھی بعد مرنیکے باقی رہا۔ کثیر بن قیس سے روایت ہے (یہ تابعی ہیں اور تابعی اسکو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں کسی صحابی کو دیکھا اور وہ دیکھنے والا ایمان ہی کی حالت میں مرگیا (دیکھنے اور مرنے دونوں حالتوں میں تابعی کا مسلمان ہونا شرط ہے) کہ میں دمشق[سہ] کی مسجد میں حضرت ابودرداء

عہ۱ یہ ایک نور ہے جس کو اللہ اپنے نیک بندوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں حضرت امام مالکؒ سے منقول ہے کہ علم بہت پڑھ لینے کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک نور ہے جسکو اللہ تعالیٰ قلوب میں رکھتے ہیں، علمائے نے لکھا ہے کہ جن لوگوں کا عمل غیر اللہ کے واسطے ہو ان پر یہ نور حرام ہے ۱۲ الحجۃ الفلاسفہ صفحہ ۱

عہ۲ علم سے لوگوں کو نفع پہنچانے کی بہت سی صورتیں ہیں خود عالم ہو اور براہ راست اپنے علم سے دوسروں کو نفع پہنچاوے لیکن جو لوگ اس نعمت سے محروم ہیں ان کیلئے بھی اللہ تعالیٰ نے بہت آسان راستے کھولدئے ہیں مثلاً اپنی کمائی سے کسی شخص کو عالم بناوے کہ اس کے علوم سے جسقدر نفع پہنچیگا اس میں اس عالم بنانیوالے کا بھی حصہ ہوگا اسی طرح کسی علمی دینی درسگاہ میں چندہ دینا یا کسی اور قسم کی جانی یا مالی امداد کرنا۔ اسی طرح دینی کتابیں ضرورت کے مواقع پر وقف کرنا جب تک وہ کتابیں باقی ہیں یا ان سے نفع اٹھانیوالے باقی ہیں اسوقت تک یہ صدقہ جاریہ ہمیشہ ہمیشہ پھلتا اور پھولتا رہیگا ۱۲

سہ دمشق بکسر تیر بالکسر و فتح میم ایضا ۱۲ اشعۃ اللمعات۔

(یہ ایک بڑے درجہ کے صحابی ہیں یہ بڑے عالم تھے اور ان کو حکیم اُمّت کہتے ہیں یعنی اُمت محمدیہ میں دینی سمجھ اُن کو اعلیٰ درجہ کی عطا ہوئی تھی۔ اور اُن کی بیوی حضرت اُم الدرداءؓ بھی بڑی عالمہ تھیں ۱۲۔ تذکرۃ الحفاظ (جلد اول) کے پاس بیٹھا تھا۔ سو ابو درداءؓ کے پاس ایک مرد آیا پھر اُس نے کہا اے ابو درداءؓ میں بیشک تمہارے پاس مدینۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تم سے ایک حدیث سننے کیلئے آیا ہوں جس کی نسبت مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم وہ حدیث رسول (مقبول) سے روایت کرتے ہو اور کسی حاجت کے لئے (تمہارے پاس) نہیں آیا۔ حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جو شخص کوئی راستہ چلے کہ اُس میں کوئی علم دینؑ کا طلب کرتا ہے تو چلاوے گا اسکو حق تعالیٰ کوئی راہ جنّت کی راہوں سے۔ اور بیشک فرشتے اپنے بازو رکھ دیتے ہیں طالب علم کی خوشنودی کے لئے (بازو رکھنے سے مُراد بازوؤں کا بچھا دینا ہے۔ طالب علم کے ساتھ تواضع کے لئے یا مراد شفقت و رحمت ہے۔ فرشتوں کی طالب علم کے ساتھ جسکا انجام دعائے خیر ہے طالب علم کی کامیابی کیلئے اور یہ علامت ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہونے کی۔ اسلئے کہ فرشتے معصوم اور بیگناہ اور اللہ کے خاص بندے ہیں اُن کے نزدیک مقبول ہونا گویا خدا کے نزدیک مقبول ہونا ہے۔ اسلئے کہ دوست کا دوست اپنا دوست ہوتا ہے اور بیشک عالِم کے لئے تحقیق وہ جو آسمانوں میں ہیں اور وہ جو زمین میں ہیں استغفار کرتے ہیں (یعنی اس کے گناہ معاف ہونے کی دُعا مانگتے ہیں) اور مچھلیاں پانی کے اندر (اس کے لئے استغفار کرتی ہیں اور بظاہر کفار و شیاطین استغفار کرنے والوں میں داخل نہیں۔ اسلئے کہ وہ اس نعمت کے اہل نہیں جب اپنے خالق کے ساتھ سرکشی کرتے ہیں تو خالق کے دوستوں کے ساتھ کیسے انکا برتاؤ اچھا ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر تھی اسلئے حدیث میں اسکو بیان نہیں کیا۔ اور علمائے نے فرمایا ہے کہ مُراد تمام حیوانات ہیں۔ مچھلیوں کی خصوصیت اسلئے کی گئی کہ پانی بہ برکت وجود علمائے آتا ہے جس سے انکی نیز دیگر اہلِ دُنیا کی) زندگی ہے (اور مچھلیوں کا تعلق پانی سے ہے) اور تحقیق بزرگی عالِم کی عبادت کرنیوالے پر مثل بزرگی چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر ہے (یعنی گویا عالِم چودھویں رات کا چاند ہے۔ اور عبادت کرنے والا مثل ستاروں کے ہے اور عالِم کو تشبیہ دی پورے چاند کے ساتھ جو چودھویں رات کو ہوتا ہے اور روشنی اسکی تمام زمین کو گھیرے ہوتی ہے۔ اور چونکہ فائدہ علم کا اپنے سوا اوروں کو بھی پہنچتا ہے اور تمام عالَم اُس سے روشن ہوتا ہے پس یہ مناسبت ہے درمیان مشبہ یعنی عالِم اور مشبہ بہ یعنی چودھویں رات کے چاند کے اور عبادت کرنیوالے کا نفع فقط اُس کی ذات تک محدود ہے۔ دوسرے لوگ اس سے منتفع نہیں ہو سکتے اسلئے اسکو ستاروں سے تشبیہ دی گئی اور اگر کوئی کہے کہ عابد کو دیکھکر دوسرے لوگ حرص کرتے ہیں عبادت کی اور اُسکی عبادت کی برکت سے اللہ پاک کی رحمت ہوتی ہے

ابن ابی جمرہ نے لکھا ہے کہ علم کی طلب دونوں طریقوں سے ہو سکتی ہے ایک تو یہ کہ خود اسکے حاصل کرنے میں مشغول رہے۔ دوسرے یہ کہ اوروں کیلئے اسکا اہتمام اور کوشش کرے ۱۲ بہجہ ص ۱۱

اس سے بڑا منصب اور کیا ہوگا کہ وہ اپنے کاروبار میں مشغول رہے اور یہ سب چیزیں اس کے لئے دعاء اور استغفار میں رہیں۔ ترمذی شریف میں حضرت ابو امامہ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہٗ اور اسکے ملائکہ اور آسمان اور زمین کے رہنے والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی سمندر میں خیر کی تعلیم دینے والوں کیلئے دعا کرتی رہتی ہیں ۱۲

اس قسم کی روایات کتب حدیث میں بکثرت ہیں اور سب سے بڑھ کر حضرت ابو امامہ کی وہ حدیث ہے جس کو ترمذی نے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عالِم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت ادنیٰ صحابی پر ۱۲ احیاء ص ۶ ج ۱

مشبہ جسکو کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دیں۔ مشبہ بہ جس کے ساتھ تشبیہ دیں جیسے زید کا منھ چاند جیسا ہے۔ میں زید کا منھ مشبہ ہے اور چاند مشبہ بہ ۱۲ اختری

لوگوں پر اور اسی طرح ستاروں سے بھی زمین روشن ہوتی ہے تو جواب یہ ہے کہ تھوڑا سا نفع عابد اور ستاروں کا چاند اور عالِم کے نفع کے مقابل کالعدم ہے قابل اعتبار نہیں اور عالِم سے وہ شخص مُراد ہے جو ضروری علم مثل علم نماز روزہ وغیرہ سے زیادہ جانتا ہو۔ اور عابد سے مُراد وہ عبادت گذار ہے جو بقدر ضرورت عبادت علم جانتا ہو۔ اور کثرت سے عبادت کرتا ہو مشغلہ علمی نہ رکھتا ہو۔ اسلئے کہ جاہل کیا عبادت کر سکتا ہے اور اسکی عبادت صحیح نہیں ہوتی۔ پس عابد کا بقدر ضرورت علم جاننا ضرور ہے) اور علمائے شبہ وارثان انبیائؑ ہیں اور بتحقیق انبیائؑ نے درہم و دینار ترکہ میں نہیں چھوڑے (یعنی دُنیاوی سامان کا کسی کو وارث نہیں بنایا) اور کچھ ترکہ نہیں چھوڑا۔ مگر علم۔ تو جس شخص نے اسکو حاصل کیا اُس نے بڑی دولت حاصل کر لی۔ اس حدیث کو احمدؒ۔ ترمذیؒ۔ ابن ماجہؒ۔ ابو داؤدؒ۔ دارمیؒ سے مشکوٰۃ میں نقل کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (یہ بڑے درجہ کے صحابی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرآن کا علم عطا ہونے اور دینی سمجھ حاصل ہونے کی دُعا دی تھی۔ چنانچہ قبول ہوئی اور یہ بڑے عالِم ہوئے ان کو ترجمان القرآنؔ کہتے ہیں) سے روایت ہے کہ علم پڑھنا پڑھانا تصنیف و تالیف کرنا وغیرہ گھڑی بھر رات میں بہتر ہے تمام رات عبادت کرنے سے (دارمی) جاننا چاہیئے کہ ان فضائل کے بیان کرنے سے یہ غرض نہیں ہے کہ نفل عبادت بالکل چھوڑ دے بلکہ کچھ شغل نفل عبادت کا بھی رکھے۔ لیکن علمی خدمت میں زیادہ وقت صرف کرے کہ یہ سب عبادتوں سے بڑھکر عبادت ہے۔ اور علم سے مراد دینی علم ہے۔ **حدیث** میں ہے کہ وَیل ہے بے علم کے لئے (وَیل جہنم میں ایک آگ کا جنگل ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اور ویل کے معنی سخت خرابی کے ہیں۔ کنز العمال) خوب کہا ہے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ؎

سر انجام جاہل جہنم بود ؎ کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

یعنی انجام جاہل کا جہنم ہے اسلئے کہ جاہل کا خاتمہ بخیر کم ہوتا ہے۔ **حدیث** میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کو جہنم میں داخل نہ کرے گا۔ اس حدیث کو صحیح سند سے جامع صغیر میں روایت کیا ہے اور ظاہر ہے کہ عالِم باعمل ہی خدا کا محبوب اور پیارا ہو سکتا ہے۔ اور جاہل تو مقبول ہو ہی نہیں سکتا اسلئے خدا کے عذاب دردناک سے بچنے کیلئے اور اسکی رضا حاصل کرنے کو علم و عمل سے آراستہ ہونا چاہیئے۔ شاعر نے اس معنی میں کہا ہے ؎

حَسْبُ الْمُحِبِّيْنَ فِي الدُّنْيَا عَذَابُهُمُ تَاللّٰهِ لَا عَذَّبَتْهُمْ بَعْدَهَا سَقَرُ

یعنی خدا کے دوستوں کو دُنیا میں جو مصیبتیں پہنچتی ہیں۔ وہی اُن کا عذاب ہے۔ اور معافی گناہوں کیلئے کافی ہے خدا کی قسم اس کے بعد اُن کو دوزخ عذاب نہ کریگی۔ مگر خوب سمجھ لو کہ خدا کا دوست جس کیلئے اتنی بڑی خوشخبری ہے وہی شخص ہو سکتا ہے جو ہر وقت اس کی رضا کا طالب اور اسکے احکام کا پابند رہے

ع۵ کالعدم یعنی مثل نہ ہونیکے ۱۲
عہ۵ یعنی قرآن کی تفسیر جاننے والا اور اس کے معنی بیان کرنے والا ۱۲ ابو المظفر
سہ۵ چنانچہ حضرت ثعلبہ بن حکم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ قیامت کے دن جب بندوں کے فیصلے کے لئے جلوہ فرما ہونگے تو علماء سے یہ ارشاد فرماوینگے میں نے اپنا علم اور اپنا حلم تم میں اسی لئے رکھا تھا کہ تمہاری سیئات اور بُرائیوں کی مغفرت کروں اور کچھ پرواہ نہ کروں ماخوذ جمع الفوائد ص۲۲ ج۱
للعہ۵ اسی طرح جو علماء کے فضائل ذکر کیے جا رہے ہیں اس سے وہ علم مراد ہے جو اللہ کی رضا کے واسطے ہو ورنہ جو علم ریا۔ اور تفاخر کیواسطے ہو اس کے بارے میں احادیث میں وعیدیں بھی بہت سخت سخت وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ اصل کتاب میں حدیث ۱۶ ص۸۲ و ۱۷ ص۸۲ میں اس کا کچھ بیان آ رہا ہے ۱۲ اختری

اگر اتفاقاً کوئی گناہ ہوجائے فوراً توبہ کرلے۔ حدیث میں ہے کہ تم خدا کو لوگوں کا پیارا بنا دو اللہ میاں تم کو اپنا پیارا بنا لیوینگے (کنز العمال) یعنی لوگوں کو وعظ سنا کر اور خدا کے احسانات اور نعمتیں یاد دلا کر خدا کی طرف رجوع کردو۔ اور اُن کو اس طریق سے تعلیم دو کہ وہ خدا کو چاہنے لگیں۔ پس اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تم کو چاہنے لگے گا۔ یعنی تم پر اعلیٰ درجہ کی رحمت فرمائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کام بجز عالم باعمل کے اور کوئی نہیں کرسکتا۔ اور اسمیں کسقدر خوشخبری ہے۔ علماء و مشائخ کو اس سے بڑھ کر دارین میں کونسی نعمت ہے کہ مالک حقیقی کا بندہ پیارا بن جائے (یا اللہ مجھے بھی اپنا اعلیٰ درجہ کا غلام بنالے۔ آمین) حدیث[9] میں ہے کہ جو عالم اپنے علم پر عمل کرے وارث کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ ایسے علم کا جس کو وہ نہیں جانتا ہے (حلیۃ الاولیاء) یعنی اسرار[عہ] علوم کے اسکو عطا ہونگے اور علم میں ترقی ہوگی حدیث[۱۰] میں ہے کہ بیشک عالم جبکہ ارادہ کرے گا اپنے علم سے رضائے حق کا تو ڈرے گی اس سے ہر چیز۔ (مختصر) حدیث[۱۱] میں ہے اگر فقہاء[عہ] (علماء دین) اولیاء اللہ نہیں ہیں آخرت میں تو کوئی خدا کا ولی نہیں یعنے عالم ضرور ولی ہے۔ (بخاری) حدیث[۱۲] میں ہے کہ عالم کے چہرہ کیطرف دیکھنا عبادت ہے (دیلمی عن انس مرفوعاً بغیر ذکر سند) فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ترو تازہ (یعنی خوش بامراد) کرے اللہ اس مرد (و عورت) کو جس نے ہم سے کچھ سنا پھر پہنچا دیا اُس کو جیسا کہ سنا اسکو۔ اسلئے کہ بہت سے وہ لوگ جنکو کلام پہنچایا جائے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں اُس کلام کے سننے والے سے (ترمذی و ابن ماجہ) اس میں علم دین کی خدمت کی کسقدر فضیلت ہے کہ سید المرسلین نے خادم دین کو خصوصاً جبکہ وہ خادم حدیث[ف] ہو اپنی دعائے بابرکت سے مشرف فرمایا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ اگر حدیث یاد کرنے اور دوسروں کو تعلیم کرنے میں سوائے اس دعا کی برکت کے اور کچھ نفع نہ ہوتا تو بھی یہ برکت چھوڑنے کے لائق نہ تھی۔ حالانکہ ثواب عظیم برکت دعا کے علاوہ موجود ہے۔ لوگو اس پاک دعا کی قدر کرو۔ علم دین پڑھو۔ دین و دنیا میں فلاح ہوگی۔

حدیث[۱۳] میں ہے کہ جس کے ہاتھوں پر ایک شخص بھی مسلمان ہوجاوے تو اسکو ضرور جنت ملے گی (طبرانی) اس میں خوشخبری ہے خاتمہ بخیر ہونے کی کیونکہ جب خاتمہ بخیر ہوگا تو جنت ضرور ملے گی۔ اور کسیکو مسلمان عالم ہی کرسکتا ہے جاہل تو خود ہی احکام سے واقف نہیں وہ دوسرے کو کیا ہدایت کریگا۔ اور عالم سے یہ مراد نہیں کہ اعلیٰ درجہ کا عالم ہو بلکہ جسقدر بھی علم ہو اسکے موافق فضیلت ہوگی۔ صحیح[۱۴] حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی چالیس[عہ] حدیثیں میری امت کو پہنچا دے تو میں قیامت میں خاص طور پر اس کی سفارش کرونگا۔ (جامع صغیر) پہنچانا[ف] عام ہے خواہ پڑھاوے خواہ تصنیف کرے خواہ وعظ کہے۔ غرضیکہ لوگوں کو اسقدر حدیثیں پہنچ جائیں خواہ

عہ جمع سر بمعنی راز۔ بھید ۱۲

عہ لفظ ان لم یکن الفقہاء اولیاء اللہ فی الاخرۃ فما للہ ولی ۱۲

ف خصوصیت سے علم حدیث پھیلانے کے بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے خلفاء کون ہیں حضور نے فرمایا کہ جو میری احادیث کو روایت کرتے ہوں اور لوگوں کو پہنچاتے ہوں ۱۲ از مقدمہ اوجز المسالک۔

عہ یہ مضمون بہت سے صحابہ سے نقل کیا گیا ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود حضرت عبد اللہ ابن عباس حضرت انس حضرت علی حضرت معاذ حضرت ابوہریرہ وغیرہ حضرات سے مختلف الفاظ کی ساتھ روایت کیا گیا ہے محدثین کے قواعد کے موافق انکی سندوں میں کلام ہے مگر مجموعہ سے قوت حاصل ہے ۱۲ مقاصد حسنہ صفحہ ۱۹۴

ف چنانچہ ملقی کہتے ہیں کہ محفوظ کرنا شئی کا منضبط کرنا اور ضائع ہونے سے حفاظت کا نام ہے چاہے بغیر لکھے بزبان یاد کرے یا لکھکر محفوظ کرے اگرچہ یاد نہ ہو پس اگر کوئی شخص کتاب میں لکھکر دوسروں کو پہنچاوے وہ بھی حدیث کی بشارت میں داخل ہوگا۔ مناوی کہتے ہیں کہ میری امت پر محفوظ کرلینے سے انکی طرف نقل کرنا ہے ۱۲ الخ

[illegible]

کسی طرح پہنچیں۔ اسی لئے علمار نے بہت سی چہل حدیثیں لکھی ہیں۔ حدیث میں ہے ان اللہ یکرہ الحبر السمین یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے موٹے عالم کو (بیہقی) یعنی جو عالم باعمل ہوگا وہ تو خدمتِ دینی اور خوفِ آخرت کی وجہ سے موٹا ہو ہی نہیں سکتا۔ پس موٹا ہونا علامت ہے عیش و نشاط میں رہنے اور غفلت میں پڑنے کی سو ایسا شخص مقبول نہیں ہو سکتا۔ اور بعضی غفلت اور بعضا عیش و نشاط گناہ ہوتا ہے اور بعضا مکروہ اور درجۂ کمال کے خلاف جیسی غفلت ہوگی اسی درجہ کی اللہ کی ناپسندیدگی ہوگی۔ اور اگر پیدائشی یا مرض کی وجہ سے فربہی ہو وہ فربہی باعث ناپسندیدگی اللہ تعالیٰ کا نہیں۔ حدیث میں ہے کہ سخت تر عذاب والا وہ عالم ہوگا روزِ قیامت جس نے اپنی علم سے نفع نہیں اٹھایا۔ (جامع صغیر) حدیث میں ہے کہ جہنم میں ایک وادی (جنگل) ہے جس سے وہ ہر روز چار سو بار پناہ مانگتی ہے اور اس میں ریاکار علما، داخل ہونگے (مشکوٰۃ) یعنی وہ عالم جو لوگوں کے دکھانے کو علمی خدمت کرے اور اس لئے علم پڑھے پڑھاوے کہ لوگ مجھے عالم سمجھیں اور میری عزت کریں۔ روپیہ پیش کریں۔ بزرگ سمجھیں۔ خدا کے سوا دوسرے کے دکھانے کو عبادت کرنا سخت گناہ ہے اور ایک طرح کا شرک ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر اہل علم حفاظت کرتے علم کی (اور اس کی قدر پہچانتے اور اسکو رکھتے اس کے اہل کے پاس) یعنے جنمیں علم سیکھنے اور پیشوا ہونے کی قابلیت ہو ان کو علم پڑھاتے اور بقدر ضرورت علم جو ہر شخص پر فرض ہے اس کا سکھانا تو ہر شخص کو چاہیئے لیکن اسکے علاوہ اور زیادہ پڑھانا جس سے مقتدا اور پیشوا ہو جائے سوائے اہل کے اور کسی کو روا نہیں) بیشک سردار بنجاتے (یہود و نصاریٰ) بسبب علم کے اپنے اہل زمانہ کے مگر انہوں نے صرف کیا علم کو اہل دنیا پر۔ تاکہ ان سے دنیوی منافع حاصل کریں سو خوار و ذلیل ہوگئے دنیا داروں کی نظروں میں (اس لئے کہ علم کا حق یہ تھا کہ اس سے رضائے حق طلب کیجاتی۔ پس جبکہ اس سے دنیا طلب کی گئی تو علم کو ذلیل کیا۔ جس کا یہ انجام ہوا کہ خود ذلیل ہوگئے۔ جو عالم طمع نہ رکھے اور دین کا حق ادا کرے خود بخود لوگوں کے قلب میں اللہ تعالیٰ اس کی عظمت پیدا کر دیتا ہے اور اسی طرح جو علم سے دنیا طلب کرے اور علم کا حق ادا نہ کرے اسکو ذلیل فرماتا ہے۔ ایسا شخص دونوں جہان میں ٹوٹا پانیوالا ہے) میں نے (جناب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جو شخص تمام افکار (اور مقاصد) کو ایک فکر کرے اور وہ فکر آخرت ہے (یعنی اسکی مراد آخرت ہو اور اسی کی درستی کی فکر میں رہے اور باقی مرادوں اور فکروں کو موافق قواعد شریعت اللہ کے سپرد کرے) کافی ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ اسکے دنیا کے فکر کو یعنے دنیا کے کاروبار جسقدر اسکے لئے مفید ہونگے اللہ پاک عمدہ طور پر اسکا بندوبست فرما دیگا۔ اور جو پریشان ہو بوجہ غم اور مقاصدِ دنیا تو خدا پروا نہیں کرتا کہ اسکو دنیا کی کونسی وادی (وادی بمعنی جنگل

عہ کوئی مشہور محدث ایسا ہوگا جس نے چہل حدیث جمع نہ فرمائی ہوئی بلکہ بہت سے محدثین نے کئی کئی چہل حدیثیں تصنیف فرمائی ہیں۔ اسوقت بھی بہت سے رسالے اس نام سے شائع ہیں آج کل چہل حدیث مصنفہ مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور خصوصیت سے قابل توجہ ہے کیونکہ یہ پوری فضائل قرآن میں ہے۔ اس کے پڑھنے سے قرآن شریف کی ساتھ خاص تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس زمانہ میں اس کا مطالعہ قرآن شریف کی تعلیم کیطرف سے بے رغبتی کے ازالہ کا بہترین علاج ہے۔ ۱۲

عہ اس نمبر کا حاشیہ ۸۳ صفحہ کے حاشیہ پر ملاحظہ فرماویں

سہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علم دو قسم کا ہے۔ ایک وہ علم جو محض زبان پر ہو وہ بندہ کے خلاف اللہ کی حجت ہے اور دوسرا وہ علم جو دل پر ہو وہ علم نافع ہے حدیث میں ہے کہ علم اسلئے مت سیکھو کہ اس سے علما کے ساتھ تفاخر کرو اور جہلا کے ساتھ مقابلہ اور اسکی وجہ سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بناؤ جو شخص ایسا کریگا وہ جہنمی ہے ۱۲

للعہ ابوداؤد نے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص علم دین کو اسلئے حاصل کرے کہ اس سے کوئی دنیوی غرض حاصل کرے، وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہ پائیگا (۲) ماخوذ از مقدمہ او حزالمسالک۔

اور یہاں مراد مصیبت و مشقت ہے) میں ہلاک کردے۔ (ابن ماجہ)

اے مسلمان بھائیو اور اے دینی بہنو! ذرا غور کرو اور اپنی ذات اور اپنے بچوں کو جہالت کے اندھیرے سے بچاؤ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے ہر وقت پابند رہو۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اللہ میاں بھی اس سے محبت فرماتے ہیں اور ہر طرح کی مدد فرماتے ہیں۔ اور جس کا اللہ ہو گیا اسے کس چیز کی کمی ہے کونسی چیز خدا کے خزانے میں موجود نہیں ہے۔ مگر یہ سب فضل اس کی تابعداری کرنے سے میسر ہو سکتا ہے حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ ملسکتا ہے وہ اُس کی اطاعت سے مِلسکتا ہے۔ آجکل ایسے بُرے خیالات ہو گئے ہیں کہ دینی علم کو عیب شمار کیا جاتا ہے اور یوں کہا جاتا ہے کہ اسکے پڑھنے سے گداگری (فقیری ۱۲) کے سوا اور کیا ہوگا نئی تہذیب نئی روشنی کے خیالات کافروں کی پیروی کو باعث فخر و عزت و ترقی سمجھا جاتا ہے یہی باتیں ہیں جن سے شب و روز عذاب الٰہی اترتا ہے کبھی طاعون ہے کبھی افلاس اور تفکرات کا ہجوم ہے کبھی قحط ہے اور یہ دُنیا کی مصیبتیں ہیں اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اللہ پاک مسلمانوں پر رحم فرماویں ہماری یہ غرض نہیں کہ دُنیا کے علم بقدر ضرورت نہ پڑھے جاویں یا نوکری تجارت وغیرہ چھوڑ دیجاوے بلکہ غرض یہ ہے کہ دین سے جاہل مت رہو اور دین مت خراب کرو سب کام شریعت کے موافق کرو اور شریعت کی تابعداری بغیر دینی علم کے ہو نہیں سکتی۔ تجربہ ہے کہ جو لوگ پورے دین کے پابند ہیں وہ دُنیا میں بھی باعزت اور آرام سے رہتے ہیں۔ بھلا کوئی پکا دیندار ایک تو دکھلادے کہ گداگری کرتا ہو اور پریشان و ذلیل و خوار پھرتا ہو۔ دُنیا امتحان کی جگہ ہے اصلی گھر آخرت ہے اور وہیں ہمیشہ رہنا ہے زیادہ اُس گھر کی آبادی کا بندوبست لازم ہے۔ اور یہاں تو ایسا رہنا ہے جیسا سرائے میں ہوتا ہے۔ ؎

جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے ٭ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

خود اپنی ذات اور اپنے بچوں کو نئی روشنی کی ظلمت سے بچاؤ۔ یہ روشنی حقیقت میں سخت اندھیرا ہے جو دین کا تباہ کرنیوالا ہے۔ جب آدمی دین کو مضبوط پکڑتا ہے دُنیا ذلیل ہو کر اسکو ملتی ہے اور وہ اُس سے علیحدہ رہتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو حق تعالیٰ نے اختیار دیدیا تھا کہ یا تو علم لیلو یا ملک (و سلطنت) لیلو۔ آپ نے علم قبول فرمایا۔ اللہ نے علم بھی دیا اور ملک بھی دیدیا (اور ملک کیسا دیا کہ وہ ضرب المثل ہو گیا کہ مثال میں مبالغہ کے موقع پر ملک سلیمانی بولا جاتا ہے اور قیامت تک ایسا ملک کسی کو نہ ملیگا اور نہ حضرت سلیمانؑ سے پہلے کسی کو ایسا ملک میسر ہوا۔ ظاہر ہے کہ اسدرجہ دُنیا کا ذلیل ہونا حضرت سلیمان کیواسطے دین کی برکت سے تھا کہ انہوں نے علم قبول کیا تھا اور ملک کو چھوڑ دیا تھا۔ اور حضرت سالم بن ابی الجعد جو ایک بڑے تابعی ہیں فرماتے ہیں کہ جب میرے آقا نے مجھے آزاد کر دیا (یہ غلام تھے) تو میں نے خیال کیا کہ کونسا پیشہ اختیار کروں جس سے بسر اوقات ہو (اب تک تو

مقاصد حسنہ میں امام غزالی رحمہ سے ایک قصہ منقول ہے۔ ایک بادشاہ نے جو اپنے موٹاپے کیوجہ سے پریشان اور بیکار تھا بہت سے طبیبوں اور حکیموں کو جمع کیا اور علاج چاہا کچھ عرصہ کوشش کے بعد ساری اطبا مرض کے ازالہ سے عاجز ہو گئے۔ ایک عقلمند طبیب نے بادشاہ کے کانوں تک اپنے طبیب حاذق ہونیکی خبر پہونچائی۔ بادشاہ نے بلوایا اور علاج کیلئے کہا اور بہت کچھ انعام کا وعدہ کیا۔ طبیب نے کہا میں نجوم میں بھی مہارت رکھتا ہوں مجھے مہلت دیجئے کہ نجوم سے آپ کی بیماری کا حال معلوم کروں تاکہ اسکے موافق علاج کرسکوں۔ طبیب نے اول امن چاہا اسکے بعد کہا کہ حضور کے ستارہ کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ آپ کی عمر کا صرف ایک ماہ باقی ہے اسکے سچ ہونے میں شک ہو تو مجھے اس مدت کے لئے قید کر لیجئے اگر آپ اس مدت کے بعد زندہ رہیں تو جو چاہے سزا دیجئے۔ بادشاہ نے طبیب کی قید کا حکم دیدیا۔ اور خود لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ کر علیحدہ مکان میں ایام شماری شروع کردی جو جو دن کم ہوتے جاتے اس کے رنج و غم میں اضافہ ہوتا جاتا یہاں تک نہایت پتلا دُبلا نحیف بدن ہو گیا جب اٹھائیس دن ہو گئے طبیب کو قید سے بلوا کر پوچھا۔ کہ اب کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا اللہ آپکی عزت اور عمر میں ترقی دے میں اس سے زیادہ ذلیل ہوں کہ غیب کا علم جانوں مجھے اپنی ہی عمر کا حال معلوم نہیں آپکی عمر کا کیا پتہ مگر آپ نے دیکھ لیا ہے کہ آپکے مرض کیلئے اس کے سوا کوئی دوا نہیں تھی جس کے پیدا کرنے پر اس ترکیب کے سوا مجھے قدرت نہیں تھی چنانچہ یہ ترکیب کارگر ہوئی بادشاہ نے انعام اکرام دیکر رخصت کیا ۱۲ حرتیب ختری۔

آقا کے حکم کی تعمیل کرتا تھا اور وہیں بسر اوقات ہوئی تھی اور اب آزاد ہو گیا تو کوئی دوسرا بندوبست چاہیئے) پس میری سمجھ میں یہ آیا کہ علم حاصل کروں چنانچہ یہی کیا۔ ایک سال نہ گذرا تھا کہ حاکم مدینہ منورہ مجھ سے ملنے آئے اور میں نے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔ مطلب یہ ہے کہ کسی خاص وجہ سے ان سے نہ ملے ورنہ بلاوجہ ایسا کرنا دین کے خلاف اور بداخلاقی ہے۔ لیکن یہاں اس بیان سے یہ غرض ہے کہ میرا ایسا رتبہ اس تھوڑے عرصہ میں ہو گیا کہ حکام زیارت کو آنے لگے اور مجھے کچھ اندیشہ نہ ہوا بے موقع میں نے ملنے کا اور صاف انکار کر دیا گیا۔ واقعی دین کی یہی برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف دل میں نہیں رہتا اور جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے نہ ایسے لوگ طمع کر کے ذلیل ہوتے ہیں نہ کسی سے کچھ خواہاں ہوتے ہیں۔ خوب غور سے ان مضامین کو پڑھو یہ دونوں قصے یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت سالم رضؓ کا احیاء العلوم اور اس کی شرح سے نکھے گئے ہیں۔ حدیث[۱] میں آیا ہے کہ علم دوشنبہ کے روز طلب کرو۔ اس سے علم حاصل کرنے میں سہولت ہوتی ہے (کنز العمال) اور یہی مضمون جمعرات کے متعلق بھی آیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کتاب شروع کرنا دوشنبہ اور جمعرات کے روز بہتر ہے اسیطرح اور کوئی علمی کام شروع کرنا بھی ان دنوں میں بہتر ہے۔ حدیث[۲] میں ہے کہ جس نے کسی کو ایک آیت بھی کلام اللہ کی سکھادی تو وہ سکھانیوالا طالب علم کا آقا بن گیا (طبرانی) یعنی طالب علم غلام اور معلم آقا ہو گیا غرض یہ ہے کہ استاد کا بہت بڑا حق ہے۔ جہاں تک ہو سکے استاد اور پیر کی ہر طرح تابعداری اور دلداری کرے کہ یہ لوگ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لیجاتے ہیں اور حقیقی محبوب یعنی حق تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں۔ اس سے بڑھکر اور کیا سلوک ہوگا اور غلام ہونیسے یہ مطلب نہیں ہے کہ استاد اسکو فروخت کر سکتا ہے بلکہ مراد اس کے حق کی عظمت کا اظہار کرنا ہے بطریق مبالغہ۔ اور استاد اور پیر کا درجہ والدین سے کم ہے خوب سمجھ لو۔ حدیث[۳] میں ہے جس عالم سے مسئلہ دریافت کیا جاوے اور وہ بغیر عذر شرعی اسکو چھپالے اور بیان نہ کرے قیامت کے دن اس کے آگ کی لگام دیجاوے گی (مشکوٰۃ) مراد وہ علم ہے جسکا بتلانا ضروری ہے۔ اور بخل کرنا علم سے خواہ اسکا بتلانا فرض ہو یا مستحب بلا عذر شرعی ہرگز زیبا نہیں ہے۔

یہاں پر ایک خاص مضمون جو عورتوں کی تعلیم کے متعلق ہے اور نہایت مفید ہے جسکو حضرت حکیم الامت مقتدائے ملت علامۂ زمان قطب دوران مولانا و مرشدنا حافظ قاری حاجی مولوی شاہ **اشرف علی** صاحب مدظلہم العالی نے پرچہ القاسم میں مرحمت فرمایا تھا مسلمانوں کے نفع پہنچانے کی غرض سے درج کیا جاتا ہے۔ بعضے مشکل الفاظ کا ترجمہ حاشیہ پر کر دیا گیا ہے۔ اس مضمون کے بعد علم کی بزرگی کا بیان ختم ہو جاوے گا۔ اور طہارت کی فضیلت بیان ہوگی۔

عـہ بعض احادیث میں چہار شنبہ کے متعلق بھی وارد ہوا ہے صاحب ہدایہ سے منقول ہے کہ وہ کتاب کے شروع کرنیکا بدھ کے دن اہتمام کیا کرتے تھے اور فرماتے ہیں کہ جو چیز بدھ کے دن شروع کی جاتی ہے وہ اختتام کو پہنچتی ہے۔ امام اعظم سے بھی منقول ہے کہ بدھ کے دن کے شروع کرنیکا اہتمام فرماتے تھے ۱۲ شرح تعلیم المتعلم ۲۸

عـہ امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ میں نے بڑوں سے سنا ہے جو شخص استاد کا حق نہ پہچانے وہ کبھی فلاح کو نہیں پہنچ سکتا۔ محدثین نے یہاں تک لکھا ہے کہ استاد کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھا رہے کہ مبادا ان کا جی اکتا جاوے ۱۲ از مقدمہ اوجز

عـہ ابن معین فرماتے ہیں کہ جو شخص حدیث کی ساتھ بخل کرے اور لوگوں سے چھپاوے کبھی فلاح کو نہیں پہنچتا۔ اور اسحاق ابن راہویہ کا بھی یہی مقولہ ہے۔ عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ جو شخص علم کے ساتھ بخل کرے تین چیزوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مبتلا ہوتا ہے مر جاتا ہے یا بھول جاتا ہے یا بادشاہ ہو کا درباری ہو جاتا ہے حاصل اسکا بھی یہی ہے کہ علم سے نفع کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔ ۱۲ از مقدمہ اوجز ص ۹۳

[۱] ولفظہ اطلبوا العلم یوم الاثنین فانہ میسر لطالبہ ۱۲ جامع صغیر ص ۱۰۹ ج ۱

[۲] رواہ الطبرانی عن ابی امامۃ مرفوعا بلفظ من علم اخاہ آیۃ من کتاب اللہ فہو مولاہ ۱۲ منہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصلاح معاملہ بہ تعلیم نسوان !

ہر چند کہ بعد ورود حدیث طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ وغیر ذلک من النصوص الموجبۃ لتحصیل العلم علی الرجال والنساء اس مبحث پر مستقل کلام کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی خصوصاً جبکہ اسکے بہت قبل اسی رسالہ القاسم کی جلد اول نمبر ۱ صفحہ ۱۹ و ۲۰ و نمبر ۲ صفحہ ۲۰ میں مجملاً اس سے تعرض بھی ہو چکا ہے۔ لیکن بوجہ بعض واقعات و خصوصیات کے ذکر زیادہ ان میں ہندوستانی مستورات کے حالات ہیں جن کا مشاہدہ اکثر ہوتا رہتا ہے۔ اس باب میں مستقل اور کسیقدر مفصل گفتگو کئے جانے کو مقتضی ہونے کے سبب اسکا بقدر ضرورت مکرر ذکر کیا جاتا ہے سو جاننا چاہیئے کہ اس مقدمہ میں جہاں تک تتبع کیا گیا تین خیال کے لوگ ہیں۔ ایک وہ کہ تعلیم نسوان کے نہ مخالف ہیں نہ حامی مگر تعلیم کا اہتمام نہیں۔ دوسرے وہ کہ اس کے مخالف ہیں تیسرے وہ کہ اس کے حامی ہیں اور ان سب سے مختلف کوتاہیاں واقع ہوتی ہیں چنانچہ اوّل طبقہ کی کوتاہی جو سب کوتاہیوں سے اشد و اعظم ہے یہ ہے کہ سرے سے مستورات کو تعلیم دینے ہی کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ نہ مردوں کے نزدیک اور نہ خود ان مستورات کے نزدیک۔ اور دلیل ان لوگوں کی جو اُن کے اشتباہ کا منشا ہو گیا ہے یہ ہے کہ کیا عورتوں کو کوئی نوکری کرنا رہ گیا ہے جو اُن کے پڑھانے کا اہتمام کیا جاوے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے تعلیم کی غرض سمجھی اور نہ ان نصوص روایات میں غور کیا جو مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ایک درجہ میں تحصیل علم کو فرض و واجب قرار دے رہے ہیں اور نہ اس تعلیم کو سمجھا جو کہ فرض ہے۔ سو سمجھ لینا چاہیئے کہ علوم سے غرض نوکری نہیں ہے۔ کیونکہ جو علم علی العین واجب التحصیل ہے وہ علم معاش نہیں ہے بلکہ وہ علم دین ہے جس سے انسان کے عقائد و اعمال و معاملات و معاشرت و اخلاق درست ہوں جسکا ثمرہ دنیا میں اولٰئک علیٰ ھدًی من ربھم کی دولت اور آخرت میں اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کی بشارت ہے سو اسکا وجوب ظاہر ہے سمعاً بھی عقلاً بھی۔ ولائل سمعیہ یہ ہیں طلب العلم واجب علی کل مسلم (بیہقی عن انس) طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم (الدیلمی عن علی) طلب الفقہ حتم واجب علی کل مسلم (حاکم فی تاریخہ عن انس) تعلموا العلم وعلموہ الناس (دارقطنی عن ابی سعید و بیہقی عن ابی بکر) تعلموا العلم قبل ان یرفع (الدیلمی عن ابن مسعود و عن ابی ہریرۃ) یا ایھا الناس علیکم بالعلم قبل ان یقبض (طبرانی والخطیب عن ابی امامۃ) یا ایھا الناس خذوا من العلم قبل ان یقبض العلم (احمد والدارمی طب وابو الشیخ فی تفسیرہ وابن مردویہ عن ابی امامۃ) ویل لمن لا یعلم (حل عن حذیفۃ) کذا فی کنز العمال وغیر ذلک من النصوص العامۃ للرجل والمرأۃ۔

اور دلیل عقلی یہ ہے کہ اصلاح عقائد و اعمال کی فرض ہے اور وہ موقوف ہے ان کی تحصیل علم پر۔ چنانچہ ظاہر ہے اور فرض کا موقوف علیہ فرض ہی۔ پس تحصیل علم فرض ہوا۔ اور ہر چند کہ موقوف ہونا عمل کا علم پر بالکل بدیہی ہے مگر اس سے ترقی کر کے کہا جاتا ہے کہ حسی بھی ہے چنانچہ بے علم عورتیں جس حالت میں ہیں سب دیکھتے ہیں کہ نہ ان کو کفر و شرک کی کچھ تمیز ہے نہ ایمان و اسلام کی کچھ محبت ہے جو چاہیں خدا تعالیٰ کی شان میں بک دیتی ہیں جو چاہیں احکام شرعیہ کے مقابلہ میں زبان درازی کر بیٹھتی ہیں۔ اولاد کے لئے یا شوہر کو مسخر کرنے کیلئے

لہ جسپر کوئی چیز موقوف ہو ۱۲ ۔ ۱ اس سے پہلے کہ وہ اٹھا لیا جاوے ۱۲ ۔ ۱۱ اے لوگو علم کو لازم پکڑو اس سے پہلے کہ وہ اٹھا لیا جاوے ۱۲ ۔ ۱۳ اے لوگو علم حاصل کر لو قبل اسکے اٹھ جا

ٹونے ٹوٹکے جادو منتر جو کچھ کوئی بتلا دیتا ہے بلا امتیاز مشروع نامشروع کے سب ہی کچھ کر گذرتی ہیں۔ جب عقائد ہی میں یہ حالت ہے تو نماز روزہ کا تو کیا ذکر ہے حتی کہ بعض کی نوبت ترک سے گذر کر استخفاف بلکہ تشاؤم و تطیر تک پہنچ جاتی ہے یعنی بعض تو باوجود فرض سمجھنے کے اسکو ترک ہی کر دیتی ہیں اور بعض اُس کی وقعت بھی نہیں کرتیں کوئی ضروری امر نہیں سمجھتیں اور بعض اوسکو منحوس و موجب مضرت اعتقاد کرتی ہیں اور یہ دو درجے کفر صریح ہیں اور اول فسق و کبیرہ ہے۔ اور جب نماز و روزہ میں یہ کیفیت ہے جس میں ایک پیسہ خرچ بھی نہیں ہوتا تو زکوٰۃ اور حج جس میں پیسہ کا بھی خرچ ہے اسکو تو پوچھو ہی مت۔ اور جب عقائد اور اعمال دیانت کا یہ حال ہے تو معاملات کی درستی کا تو احتمال ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نماز روزہ کی صورت تو دین کی ہے اور معاملات تو عوام کی نظر میں بالکل دنیا ہی کی شکل رکھتے ہیں اسلئے انکی درستی کا اہتمام تو خاص ہی خاص لوگ کرتے ہیں۔ جاہل مستورات کیا درستی کرینگی۔ پھر جب معاملات کیساتھ یہ طرز عمل ہے تو معاشرت کی اصلاح تک تو کہاں ذہن جاویگا۔ کیونکہ معاملات کو حقوق العباد تو سمجھا جاتا ہے بخلاف معاشرت کے کہ اسمیں یہ پہلو بھی ظاہر نہیں ہے اسلئے اسکا بالکل ہی اہتمام کم ہے۔ پھر جب معاملات و معاشرت سے اتنی بے پروائی ہے تو اخلاق باطنی مثل تواضع و اخلاص و خوف و محبت و صبر و شکر و نحو ذلک کی طرف تو کیا توجہ ہو گی۔ کیونکہ معاملات کا زیادہ اور معاشرت کا اس سے کم دوسروں تک تو اثر پہنچنا معلوم ہے۔ نیز اون پر بعض اوقات نیکنامی و بدنامی کا ترتب بھی ہو جاتا ہے۔ بخلاف اخلاق باطنی کے کہ اسکا غالب اثر بھی اپنی ہی ذات تک محدود ہے۔ اور بوجہ خفا کے دوسروں کو انکا علم بھی کم ہوتا ہے جس سے نیکنام یا بدنام کر سکیں اسلئے اسکا اہتمام تو بالکل ہی نادر ہے کہ بہت سے خواص میں بھی تا بعوام چہ رسد۔ بہرحال ان امور دینیہ میں قلت مبالاۃ کا اصل منشا و سبب قلت علم دین ہے۔ پھر جہاں بالکل ہی علم نہو اور اس سے بڑھکر یہ کہ فطرۃً عقل بھی کم ہو کیونکہ طبقۂ اناث قدرتی طور پر ناقص العقل ہوتی ہیں غرض جہاں نہ عقل ہو نہ علم ہو) تو وہاں تو امور مذکورہ میں کوتاہی کی کیا حد ہوگی۔ غرض عقل اور مشاہدہ دونوں شاہد ہیں کہ بدون علم کے عمل کی تصحیح ممکن نہیں اور عمل کی تصحیح واجب اور فرض پس تحصیل علم دین کا فرض ہونا جیسا اوپر دعوی کیا گیا ہے عقلاً بھی ثابت ہو گیا اور سمعاً فرض ہونا اُس سے اوپر بیان کیا گیا ہے تو دونوں طرح تحصیل علم دین فرض ہوا۔ پس ان لوگوں کا یہ خیال کہ جب عورتوں کو نوکری کرنا نہیں ہے تو انکی تعلیم کیا ضرور ہے محض غلط ٹھیرا۔ یہ جواب ہوا انکی مذکورہ کوتاہی کا۔ البتہ اسپر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ علم دین کی فرضیت سے تعلیم بطریق متعارف کا واجب ہونا لازم نہیں آتا کہ مستورات کو کتابیں بھی پڑھائی جاویں بلکہ یہ فرض اہل علم سے پوچھ پاچھ کر بھی ادا ہو سکتا ہے۔ سو اسکی تحقیق یہ ہے کہ واقعی یہ بات صحیح ہے اور ہم تعلیم متعارف کو فی نفسہ واجب بھی نہیں کہتے۔ لیکن یہاں تین مقدمے قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ مقدمہ واجب کا واجب ہوتا ہے۔ گویا بالغیر سہی جیسے جو شخص پیادہ سفر حج قطع کرنے پر قادر نہ ہو اور اس شخص کے زمانہ میں ریل اور آگبوٹ ہی ذریعہ قطع سفر کا متعین ہو اور اسکے پاس اسقدر وسعت اور استطاعت بھی ہو تو اس شخص پر واجب ہوگا کہ سفر کا عزم کرے اور ریل اور آگبوٹ کا ٹکٹ خریدکر اسمیں سوار ہو سو ریل اور آگبوٹ کا ٹکٹ خریدنا اور اسپر سوار ہونا فی نفسہ شرعاً فرض نہیں لیکن چونکہ ایک فرض کا ذریعہ ہے اسلئے یہ بھی فرض ہوگا مگر بالغیر پس یہ مقدمہ تو ثابت ہو چکا۔ دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ علم کا اذہان میں قابل اطمینان درجہ میں محفوظ رہنا موقوف ہے۔ کتب کے پڑھنے پر جو کہ تعلیم کا متعارف طریق ہے اور محفوظ رکھنا علم دین کا واجب ہے۔ پس بنا پر مقدمۂ اولی بطریق متعارف تعلیم کا جاری رکھنا بھی واجب ہے البتہ یہ واجب علی الکفایہ ہے یعنی ہر مقام پر اتنے آدمی دینیات

عہ یعنی تمام لوگوں کو خبر نہیں پہنچتی ۱۲

پڑھے ہوئے ہونے چاہئیں کہ اہل حاجت کے سوالوں کا جواب دے سکیں۔ تیسرا مقدمہ یہ ہے کہ یہ بھی تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مردوں میں علماء کا پایا جانا مستورات کی ضروریات دینیہ کیلئے کافی ووافی نہیں۔ دو وجہ سے اولاً پردہ کے سبب (کہ وہ بھی اہم الواجبات ہے) سب عورتوں کا علماء کے پاس جانا قریباً ناممکن ہے۔ اور گھر کے مردوں کو اگر واسطہ بنایا جاوے تو بعض مستورات کو تو گھر کے ایسے مرد بھی میسر نہیں ہوتے اور بعض جگہ خود مردوں ہی کو اپنے دین کا اہتمام نہیں ہوتا تو وہ دوسروں کیلئے سوال کرنے کا کیا اہتمام کرینگے۔ پس ایسی عورتوں کو دین کی تحقیق از بس دشوار ہے اور اگر اتفاق سے کسی کی رسائی بھی ہوگئی یا کسی کے گھر ہی میں باپ بیٹا بھائی وغیرہ عالم ہیں تب بھی بعض مسائل عورتیں ان مردوں سے نہیں پوچھ سکتیں۔ ایسی بے تکلفی شوہر سے ہوتی ہے تو سب شوہروں کا ایسا ہونا خود عادۃً ناممکن ہے تو انکی عام احتیاج رفع ہونے کی بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ کچھ عورتیں پڑھی ہوئی ہوں اور عام مستورات ان سے اپنے دین کی ہر قسم کی تحقیقات کیا کریں پس کچھ عورتوں کو بطریق متعارف تعلیم دین دینا واجب ہوا۔ پس اس شبہ کا بھی جواب ہوگیا۔ اور ثابت ہوگیا کہ لکھے پڑھے مردوں کی طرح عورتوں میں ایسی تعلیم کا ہونا ضرور ہے۔ اور اس غلط خیال عدم ضرورت تعلیم نسواں کا بالکلیہ استیصال ہوگیا۔

اب دوسرے طبقہ کے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے جو تعلیم نسواں کے مخالف ہیں اور اسکو سخت ضرر رساں سمجھتے ہیں۔ دعویٰ اُن کا یہ ہے کہ ہم نے لکھی پڑھی عورتوں کو اکثر آزاد اور بیباک اور قلیل الحیا اور مکّارا اور عفت سوز دیکھا ہے۔ خاصکر اگر لکھنا بھی جانتی ہوں تو اور بھی شوخ چشم ہو جاتی ہیں جسکو چاہا خط لکھ بھیجا جسکو چاہا پیام وسلام پہنچا دیا۔ اسی طرح دوسروں کو بھی طمع ہوتی ہے کہ اپنے نفسانی جذبات کو اُن تک بذریعہ تحریر پہنچا دیتے ہیں اور اُن کے پاس جب ایسی تحریرات پہنچتی ہیں کبھی تو وہ بھی متاثر ہوکر نرم جواب دیتی ہیں اور سلسلہ بڑھتا ہے یہانتک کہ جو کچھ واقع ہونا ہے واقع ہوتا ہے۔ اور کبھی جواب نہیں دیتیں اور سکوت کرتی ہیں تو مریض القلب لوگ اس سے بھی استدلال کرتے ہیں انکے نیم راضی ہونے پر۔ پھر وہ لوگ آئندہ کے پیام وسلام وتحریر سے اس کمی کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ گوش زدہ اثرے دارد۔ قاعدہ اکثریہ ہے پھر بعض کا طرز بیان جادو نشان ہوتا ہے۔ پھر نسوانی طبائع معمولی طور پر نرم بھی ہوتی ہیں تو شیطان کا جال پھیل جانا زیادہ عجیب نہیں ہوتا۔ اور اگر کسی مکتوب الیہا نے ناراضی بھی ظاہر کی اور اسی ناراضی کا جواب کاتب تک بھی پہنچا دیا مگر اپنے شوہر یا خاندان کے خوف سے کہ خدا جانے کیا گمان کرینگے اور کیا معاملہ کرینگے۔ اپنے گھر والوں سے اسکا اخفا کرتی ہیں۔ اور اس طور پر وہ کاتبین ہر طرح کی مضرت سے محفوظ رہتے ہیں۔ اسلئے انکی جسارت بڑھتی ہے اور پھر دوسرے موقع پر اسکی سلسلہ جنبانی کرتے ہیں اور ان سب واقعات کا مبنیٰ ان مستورات کا تعلیم یافتہ ہونا ہے اگر وہ ناخواندہ ہوں تو انکے پاس کوئی مضمون بھیجنے سے اندیشہ ہوگا دوسرے کے مطلع ہونیکا اور یہ سبب ہو جاویگا اس باب کے مسدود ہو جانیکا اور یہ مفسدہ اُس صورت میں زیادہ محتمل ہے جبکہ کسی عورت کے مضامین اخباروں میں بھی چھپنے لگیں۔ تو ان مضامین کو دیکھ کر سخن شناس شیاطین اندازہ کرتے ہیں کاتبہ کے رنگ طبیعت اور جذبات اور خیالات کا تو اس شرارت کے شرارے وہاں زیادہ پھیلتے ہیں بالخصوص اگر وہ کلام نظم بھی ہو تو اور بھی آفت ہے اور اس زمانہ میں تو ایک اور غضب ہے کہ افتخار کیلئے صاحب مضامین کا نام اور پتہ تک صاف لکھدیا جاتا ہے کہ فلانے کی بیٹی فلانے کی بیوی فلاں جگہ کی رہنے والی۔ اور یہ تمامتر خرابیاں انکے لکھے پڑھے ہونے سے پیدا ہوتی ہیں اور اگر ان خفیہ ریشہ دوانیوں کی کسی طور پر شوہر یا اہل خاندان کو اطلاع ہی ہوگئی تو چونکہ لکھا پڑھا آدمی ہوشیار اور سخن سازی پر زیادہ قادر ہوتا ہے اور ایسی تاویلیں کریگی کہ کبھی انپر حرف ہی نہ آویگا اور الٹا منہ نال

ملنے بہت ضروری ... میں سے ہے ۱۲

بناوینگی مکاری سے رووینگی کہ ہم کو یوں کہا۔ کہیں خودکشی اور کنویں میں ڈوبنے کی دھمکی دینگی حتیٰ کہ اس غریب بازپُرس کرنیوالیکو خوشامد کرنا پڑے گی اور ڈر کے مارے پھر کبھی زبان تک نہ ہلادیگا۔ ایک خرابی اس تعلیم یافتہ فرقۂ اُناث میں یہ ہوتی ہے کہ ہر طرح کی کتابیں منگا کر پڑھتی ہیں عشق بازی کے قصّے۔ سازش اور لگاوٹ کے ناول۔ شوق انگیز غزلیں۔ پھر اُن سے طبیعت بگڑتی ہے۔ کبھی ایسی غزلیں ذرا کھلکر پڑھتی ہیں کہ دروازہ میں یا پڑوس اور محلہ میں یا سڑک پر آواز جاتی ہے اور آواز پر کوئی فریفتہ ہو کر درپے ہو جاتا ہے اور اگر وہ ناکام بھی رہا تاہم رُسوائی اور پریشانی کا سبب تو بن ہی جاتا ہے۔ یہ ہے خلاصہ ان صاحبوں کے خیالات کا۔ اور میں ان واقعات کی تکذیب نہیں کرتا۔ لیکن یہ ضرور کہونگا کہ ان صاحبوں نے کوتاہ نظری سے کام لیا۔ واقعات کے حقائق میں غور نہیں کیا۔ اصل یہ ہے کہ ان سب خرابیوں کی ذمہ دار تعلیم نہیں ہے بلکہ طرزِ تعلیم ہے یا نصابِ تعلیم ہے یا طرزِ عمل ہے یا سوءِ تدبیر ہے یعنی یا تو یہ ہوا ہے کہ ایسی کتابیں نہیں پڑھائی گئیں۔ جن سے احکام حلال و حرام اور تفصیل ثواب و عقاب اور طریقہ تہذیب اخلاق معلوم ہو اور جس سے خوف و خشیت و معرفت و عظمتِ حق حاصل ہو۔ ان کو صرف حرف شناس بنا کر چھوڑ دیا ہے اور انہوں نے اپنی رائے سے اُردو کے مختلف رسالوں کا مطالعہ کر کے لکھنے پڑھنے کی مہارت بڑھائی ہے۔ اور تعلیم یافتہ کا لقب پاکر اس طرح تعلیم کو بدنام کیا ہے تو ظاہر ہے کہ محض حرف شناسی کو نہ تعلیم کہہ سکتے ہیں اور نہ حرف شناسی اصلاح اعمال و احوال کی کفالت کر سکتی ہے۔ اور یا یہ ہوا ہے کہ باوجود نصابِ[1] تعلیم کے مفید و کافی ہونے کے اس نصاب کے مضامین کو قلب میں جمانیکی کوشش نہیں کیگئی اور عمل کی نگرانی نہیں کیگئی جیسا اسکی ضرورت ہے، کہ جس روز کسی لڑکی نے یہ مسئلہ پڑھا کہ غیبت گناہ ہے اسکے بعد اگر وہ غیبت کرے تو فوراً اسکو یاد دلادے کہ دیکھو تم نے کیا پڑھا تھا اسکے خلاف کرتی ہو اور مثلاً ان کو پردہ کی ضرورت یا پست آواز سے بولنے کی تاکید پڑھائی گئی اور پھر اسمیں کوتاہی یا غفلت کا مشاہدہ ہوا۔ فوراً اسکو روکنا چاہئے یا انکو حرصِ مال و زیور کی مذمت پڑھائی تھی پھر انہوں نے کسی تکلف کے کپڑے یا غیر ضروری زیور کی ہوس کی تو فوراً ان کو متنبہ کیا جاوے۔ اسیطرح امید ہے کہ اخلاقِ فاضلہ و اعمالِ صالحہ کا ملکہ انمیں پیدا ہو جاویگا اور یا یہ ہوا ہے کہ ان کی خو طبیعت و طینت ہی میں صلاحیت اور قابلیت نہیں ہے تو اس صورت میں مصرعہ۔ "تربیت[2] نا اہل را چوں گردگان برگنبد ست" کا اور شعر

شمشیر نیک[3] ز آہن بد چوں کند کسے ٭ ناکس بہ تربیت نہ شود اے حکیم کس

کا مضمون ہے۔ یہ گفتگو تو خود ان کے احوال و اعمال کے متعلق تھی اور جو افعال دوسرے شریر لوگوں کے شمار کرائے ہیں ان کا انسداد سوءِ تدبیر سے ہوتا ہے۔ اسکے انسداد کی اچھی تدبیر یہ ہے کہ واسطہ کے ساتھ نہایت سختی کی جائے اور اپنے مردوں کو بالکل صاف صاف اطلاع دیدی جائے غرض مفاسد کے اسباب یہ ہیں۔ جب یہ ہے تو اسمیں عورتوں کی کیا تخصیص ہے یہی اسبابِ فساد اگر مردوں کو پیش آویں وہ بھی ایسے ہی ہونگے۔ پھر کیا وجہ کہ عورتوں کو تعلیم سے روکا جائے اور مردوں کو تعلیم میں ہر طرح کی آزادی دیجاوے بلکہ اہتمام کیا جاوے۔ اس فرق کی وجہ بعد تامل بجز اس کے کچھ نہیں معلوم ہوئی کہ عورت سے صدورِ[4] قبائح یا اسکی طرف نسبتِ قبائح عرفاً موجبِ ذلت و رسوائی ہے اور وہی امور اگر مرد سے صادر ہوں یا اس کی طرف منسوب ہوں تو وہ عرفاً موجبِ ذلت و رسوائی نہیں ہے۔ اسلئے عورت کیلئے ان مفاسد کے احتمال کو موانعِ تعلیم سے قرار دیا ہے اور مردوں کیلئے نہیں۔ باقی شرعاً ظاہر ہے کہ اس باب میں مرد و عورت یکساں ہیں۔ اگر عورت کیلئے معصیت مذموم و قابلِ لوم ہے تو اسی درجہ میں مرد کیلئے بھی۔ اور اگر مرد کیلئے تو موجبِ طہارت و نزاہت ہے تو اسی درجہ میں عورت کیلئے بھی۔ پس جب شرعاً دونوں برابر ہیں اور عرفاً متفاوت پس اس تفاوت سے عملاً متاثر ہونا

[1] علم حاصل کرنے کیلئے جو مدّ کتب کی مقرر کی جاوے ۱۲ [2] تعلیم نا اہل کو مثل گیند کی ہے گنبد پر ۱۲ [3] بُرے لوہے کی تلوار اچھی کیسے بن سکتی ہے اے عاقل ناقابل تعلیم سے انسان نہیں ہو سکتا ۱۲ [4] صادر ہونا برائیوں کا ۱۲

یعنی ایک کیلئے ان احتمالات کا اعتبار کرنا اور دوسرے کیلئے نہ کرنا صاف عرف کو شرع پر ترجیح دینا ہے جو بہت بڑا شعبہ ہے جاہلیت کا جس کا منشا کبر اور ترفع ہے وبس۔ اور یہ صرف میرا ہی دعوی نہیں بلکہ مدعاعلیہم کا اقرار بھی ہے۔ چنانچہ بکثرت ان لوگوں کی زبانی سنا گیا ہے کہ میاں مرد کا کیا ہے اسکی تو مثال برتن کی سی ہے کہ دس دفعہ سن گیا اور جب دھو دیا صاف ہوگیا۔ اور عورت کی مثال موتی کی آب کی سی ہے کہ اگر ایک دفعہ اتر گئی پھر چڑھ ہی نہیں سکتی۔ اسکے معنی دوسرے لفظوں میں صاف یہی ہیں کہ مردوں کیلئے معصیت کو خفیف سمجھتے ہیں اور عورتوں کیلئے شدید تو علاوہ کبر کے اسمیں تو فتوی استخفاف کے جاری ہونے کا بھی اندیشہ اور سخت اندیشہ ہے۔

اب صرف تیسرے طبقہ کے متعلق کلام باقی رہ گیا جو تعلیم کے حامی تو ہیں لیکن اس تعلیم کی تعیین میں یا اس طریقہ کی تجویز میں ان سے غلطی ہوئی چنانچہ ان میں سے بعض کا بیان بضمن صلاح خیال طبقۂ ثانیہ کے اوپر ہو چکا ہے۔ مثلاً ان کو صرف حرف شناس بنا کر چھوڑ دینا پھر ان کا اپنی رائے سے مختلف رسالوں کا مطالعہ کرنا اور مثلاً بعد تعلیم کے عمل کی نگرانی نہ کرنا جس کی متعدد مثالیں بھی ساتھ ساتھ مذکور ہوئی ہیں۔ اور بعض کا بیان اب کیا جاتا ہے مثلاً بعضے مستورات کو بجائے علوم دینیہ پڑھانے کے ان کو تاریخ و جغرافیہ یا اس سے بڑھکر انگریزی پڑھاتے ہیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ انجیل پڑھاتے ہیں جسکی وجہ صرف تقلید اہل یورپ کی ہے یعنی ان کے نصاب تعلیم میں شائستگی کو منحصر سمجھنا اسکی بنا ہے۔ مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم میں اور ان میں اگر رسوم و عادات اور طبائع و خواص کا بھی فرق نہ ہوتا تاہم سب سے بڑا فرق مذہب ہی کا ہے کہ ہم مذہب اسلام کا التزام کئے ہوئے ہیں اور وہ یا تو کوئی مذہب نہیں رکھتے اور زیادہ ان میں ایسے ہی ہیں اور یا ہمارے مذہب کے مغائر دوسرا مذہب رکھتے ہیں۔ اسلئے ان کے یہاں یا تعلیم مذہبی بالکل نہ ہوگی صرف زبان کی تعلیم ہوگی یا دنیوی معلومات کی تعلیم ہوگی اور یا دوسرے مذہب کی تعلیم ہوگی۔ بہرحال ان لوگوں کے اس تعلیم کا تو ایک خاص مبنیٰ ہے لیکن ہم لوگ اگر ان کی تعلیم کو اختیار کریں تو اسکا کیا مبنیٰ ہے جب غرض تعلیم سے انکی اور ہے جسکا ابھی ذکر ہوا اور ہماری غرض اور ہے جسکا مختصر بیان طبقۂ اولی کی اصلاح خیال کے ذکر میں ہوا ہے یعنی اصلاح عقائد و اعمال و معاملات و معاشرت و اخلاق اور یہ غرض منحصر ہے علم دین میں۔ تو ظاہر ہے کہ ہم کو انکی تعلیم کا اختیار کرنا ہر طرح بے ربط ہے البتہ اگر کسی کو تحصیل معاش کی بھی حاجت واقع ہونیوالی ہو تو بعد علوم دینیہ کے اسکو ان علوم کا حاصل کر لینا بھی مضائقہ نہیں جو اس زمانہ میں معاش کا موقوف علیہ ہو جیسے اسوقت انگریزی و تاریخ و جغرافیہ وغیرہ۔ باقی انجیل کی اس شخص کو بھی ضرورت نہ ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ کسب معاش کی حاجت صرف مردوں کو ہوتی ہے اور عورتیں اول اسوجہ سے کہ ان کا نان و نفقہ مردوں کے ذمے ہے۔ دوسرے اسوجہ سے کہ اسلام میں پردہ کی تاکید ہے اور وہ ابواب خاصہ معاش کے جو خاص علوم پر موقوف ہیں پردہ کے ساتھ حاصل نہیں کئے جا سکتے۔ اسلئے عورتوں کیلئے یہ تعلیم بالکل فضول اور ان کے وقت کی اضاعت ہوگی بلکہ فضول سے متجاوز ہوکر ہر طرح مضر ہوگی جیسا کہ عنقریب ان مضارہ کا بیان بھی آوے گا۔ بہرحال یہ علوم جن کا لقب تعلیم جدید ہے عورتوں کیلئے ہرگز زیبا نہیں۔ البتہ فنون دنیا میں سے بقدر ضرورت لکھنا اور حساب اور کسی قسم کی دستکاری کہ اگر کسی وقت کوئی سر پر آ پڑے تو عفت کے ساتھ چار پیسے کما سکے یہ مناسب ہے۔ رہا قصہ شائستگی کا تو جسکا دل چاہے تجربہ کر کے دیکھ لے کہ علم دین کی برابر دنیا بھر میں کوئی دستور العمل اور کوئی تعلیم شائستگی اور تہذیب نہیں سکھلاتا چنانچہ ایک وہ شخص لیجئے جسپر علم دین نے پورا اثر کیا ہے۔ اور ایک وہ شخص لیجئے جسپر تہذیب جدید نے پورا اثر کیا ہے پھر دونوں کے اخلاق و معاشرت و معاملہ کا موازنہ کیجئے تو آسمان و زمین کا تفاوت پائیگا البتہ اگر تصنع

لے جن پر دعوی کیا گیا ۱۲

و تکلف کا نام کسی نے تہذیب رکھ لیا ہو تو اسکی یہی غلطی ہوگی کہ ایک مفہوم[1] کا مصداق اس نے غلط ٹھہرا لیا۔ اور اگر کسی کے ذہن میں اسوقت کوئی دیندار ایسا آیا ہو جس میں تہذیب حقیقی کی کمی ہو تو اسکی وجہ یہ ہوگی کہ اسنے علوم دینیہ کا پورا اثر نہیں لیا۔ یعنی دین کے اجزاء متعدد ہیں۔ عقائد و اعمال و معاملات و معاشرت و اخلاق باطنہ۔ بعضے لوگ صرف نماز روزہ کے احکام کے جاننے کو علم دین اور ان احکام کی پابندی کرنیوالے کو دیندار کا لقب دیدیتے ہیں۔ سو خود یہی غلط ہے سب اجزاء مذکورہ کے احکام ضروریہ کا اچھی طرح جاننا علم دین اور سب کی پابندی دینداری ہے سو جسکو دیندار لقب دیکر قلیل التہذیب قرار دیا گیا ہے وہ واقع میں سب اجزائے دین کا مستوعب نہیں۔ اور کلام اس میں ہے کہ جس نے سب اجزاء کا اثر لیا ہو۔ پس وہ شبہ رفع ہوگیا۔ بندہ نے اس قسم کے شبہات کے جواب کیلئے رسالہ حقوق العلم لکھا ہے (جو قابل ملاحظہ ہے) غرض تہذیب علم دین کی برابر کسی علم سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ یہی علم دین تو تھا جس نے سلف میں اپنے اثر سے وہ اخلاق و شائستگی پیدا کی کہ خود یورپ کو بھی اسکا اعتراف بلکہ اس سے اغتراف بھی ہے مگر ہم اپنے گھر کی دولت سے بیخبر ہوکر دوسروں سے اسکی دریوزہ گری کر رہے ہیں۔

وللہ در العارف الرومی حیث قال ؎

یک سبد پُر نان ترا بر فرق سر[2] ٭ تو ہمی جوئی لب نان در بدر ٭ تا بزانوئی میان قعر آب ٭ وز عطش وز جوع گشتستی خراب

بعضے آدمی اپنی لڑکیوں کو آزاد و بے باک عورتوں سے تعلیم دلاتے ہیں۔ یہ تجربہ ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق و جذبات کا آدمی میں ضرور اثر آتا ہے۔ خاصکر جب وہ شخص ہم صحبت ایسا ہو کہ متبوع اور معظم بھی ہو اور ظاہر ہے کہ اوستاد سے زیادہ ان خصوصیات کا کون جامع ہوگا تو اس صورت میں وہ آزادی و بیباکی ان لڑکیوں میں بھی آویگی۔ اور میری رائے میں سب سے بڑھکر جو عورت کا حیا اور انقباض طبعی ہے اور یہی مفتاح ہے تمام خیر کی جب یہ نہ رہا تو اس سے پھر نہ کوئی خیر متوقع ہے نہ کوئی شر مستبعد ہے ہرچند کہ اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت[3] حکم عام ہے لیکن میرے نزدیک ماشئت کا عموم نساء کے لئے بہ نسبت رجال کے زیادہ ہے اسلئے کہ مردوں میں پھر بھی عقل کیسقدر مانع ہے اور عورتوں میں اسکی بھی کمی ہوتی ہے۔ اسلئے کوئی مانع ہی نہ رہے گا۔ اسیطرح اگر استانی ایسی نہ ہو لیکن ہم سبق اور ہم مکتب لڑکیاں ایسی ہوں تب بھی اسی کے قریب مضرتیں واقع ہونگی۔ اس تقریر سے دو خرابیوں کا حال بھی معلوم ہوگیا ہوگا جنکا اسوقت بے تکلف شیوع ہے۔ ایک لڑکیوں کا عام زنانہ اسکول بنانا اور مدارس عامہ کی طرح اسمیں مختلف اقوام اور مختلف طبقات اور مختلف خیالات لڑکیوں کا روزانہ جمع ہونا گو معلّمہ مسلمان ہی ہو۔ اور یہ آنا ڈولیوں ہی میں ہو۔ اور گو یہاں آکر بھی پردہ ہی کے مکان میں رہنا ہو لیکن تاہم واقعات نے دکھلا دیا ہے اور تجربہ کرا دیا ہے کہ یہاں ایسے اسباب جمع ہوجاتے ہیں جن کا ان کے اخلاق پر بُرا اثر پڑتا ہے اور صحبت اکثر عفت سوز ثابت ہوئی ہے اور اگر استانی بھی کوئی آزاد یا مکّار مل گئی تو کریلا اور نیم چڑھا کی مثال صادق آجاتی ہے۔ اور دوسری جزئی یہ کہ اگر کہیں مشن کی میم سے بھی روزانہ یا ہفتہ وار انگریزی تعلیم یا صنعت سکھلانے کے بہانہ سے اختلاط ہونے لگے تب تو نہ آبرو کی خیر ہے اور نہ ایمان کی۔ مگر افسوس صد افسوس ہے کہ بعضے لوگ ان آفات کو مایۂ افتخار سمجھکر خود اپنے گھروں میں بلاتے ہیں میرے نزدیک تو ان آفات مجسمہ سے بچی تو بچی اور تابع ہوکر تو کیا ذکر کسی بڑی بڈھی مسلمان عورت کا متبوع ہوکر بھی عمر بھر میں ایکبار ہمکلام ہونا بھی خطرناک ہے جن مضرتوں کے ذکر کا اوپر وعدہ تھا ان میں سے بعض یہی ہیں اور بعض کا ذکر اوپر دوسرے طبقہ کے منشاء خیال کے ضمن میں ہوچکا ہے۔

[1] یعنی ایک عبارت کا مطلب غلط ٹھہرا لیا ۱۲ [2] ایک ٹوکرا تیرے سر پر روٹی کا بھرا رکھا ہے اور تو دربدر روٹی کا ٹکڑا تلاش کرتا ہے اور زانو تک گہری دریا میں کھڑا ہے اور بھوک پیاس سے پریشان ہے ۱۲ [3] جب تجھ سے حیا جاتی رہے تو کر جو چاہ

اسلم طریق لڑکیوں کے لئے یہی ہے جو زمانہ دراز سے چلا آتا ہے کہ دو دو چار چار لڑکیاں اپنے اپنے تعلقات کے مواقع میں آویں اور پڑھیں اور حتی الامکان اگر ایسی استانی ملجاوے جو تنخواہ نہ لے تو تجربہ سے یہ تعلیم زیادہ بابرکت اور بااثر ثابت ہوئی ہے۔ اور بدرجہ مجبوری اسکا بھی مضائقہ نہیں۔ اور جہاں کوئی ایسی استانی نہ ملے اپنے گھر کے مرد پڑھا دیا کریں پڑھانیکا تو یہ طرز ہو۔ اور نصاب تعلیم یہ ہو کہ اول قرآن مجید حتی الامکان صحیح پڑھایا جاوے۔ پھر کتب دینیہ سہل زبان کی جن میں تمام اجزائے دین کی مکمل تعلیم ہو (میرے نزدیک اسوقت بہشتی زیور کے دسوں حصے ضرورت کیلئے کافی ہیں) اور اگر گھر کا مرد تعلیم دے تو جو مسائل شرمناک ہوں اُن کو چھوڑ دے اور اپنی بی بی کے ذریعہ سے سمجھوا دے۔ اور اگر یہ انتظام بھی نہ ہو سکے تو اُن پر نشان کر دے تاکہ ان کو یہ مقامات محفوظ رہیں۔ پھر وہ سیانی ہو کر خود سمجھ لیں گی۔ یا اگر عالم شوہر میسّر ہوا اُس سے پوچھ لینگی۔ یا شوہر کے ذریعہ سے کسی عالم سے تحقیق کرا لینگی (چنانچہ بندہ نے بہشتی زیور کے دستور العمل میں جو دیباچہ کے ص۳ کے حاشیہ میں شروع ہوا ہے اسکا خلاصہ لکھدیا ہے مگر بعضے لوگ اسکو دیکھتے نہیں اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ اگر کوئی مرد پڑھانے لگے تو ایسے مسائل کس طرح پڑھاوے اسلئے (انکا لکھنا ہی کتاب میں مناسب تھا کیسی کچی سمجھ ہے) بہشتی زیور کے اخیر میں مفید رسالوں کا نام بھی لکھدیا گیا ہے جنکا پڑھنا اور مطالعہ عورتوں کو مفید ہے اگر سب نہ پڑھیں تو ضروری مقدار پڑھ کر باقیوں کو مطالعہ میں ہمیشہ رکھیں اور تعلیم کے ساتھ انکے عمل کی بھی نگرانی رکھیں اور اسکا بھی انتظام کریں کہ ان کو تدریس کا شوق ہو۔ تاکہ عمر بھر علمی شغل رہے تو اس سے علم و عمل کی تجدید و تحریض ہوتی رہتی ہے۔ اور اسکی بھی ترغیب دیں کہ مطالعہ کتب مفیدہ سے کبھی غافل نہ رہیں اور ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں تو عربی کی طرف متوجہ کریں تاکہ قرآن و حدیث و فقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہو جائیں اور قرآن کا خالی ترجمہ جو بعض لڑکیاں پڑھتی ہیں میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں اسلئے اکثر کے لئے مناسب نہیں۔

یہ تو سب پڑھنے کے متعلق بحث تھی۔ رہا لکھنا تو اگر قرائن سے طبیعت میں بیباکی معلوم نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ضروریات خانگی کے لئے اسکی بھی حاجت ہو جاتی ہے اور اگر اندیشہ خرابی کا ہو تو مفاسد سے بچنا جلب مصالح غیر واجبہ سے اہم ہے۔ ایسی حالت میں لکھنا نہ سکھلاویں اور نہ خود لکھنے دیں اور یہی فیصلہ کیا ہے عقلائے اس اختلاف کا کہ لکھنا عورت کے لئے کیسا ہے۔

اب مضمون کو ختم کرتا ہوں اور غالباً اس مضمون کو بعنوان تسہیل اعادہ کی حاجت نہ ہوگی۔

کتبہ
اشرف علی تھانوی
سلخ شوال المکرم ۱۳۳۱ھ

طہارت یعنی وضو اور غسل کی فضیلت اور ثواب کا بیان

حدیث میں ہے کہ جو کوئی وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھے (بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھنا زیادہ بہتر ہے) پھر ہر عضو دھوتے وقت یہ پڑھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فارغ ہونیکے بعد یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ تو اس کیلئے آٹھوں دروازے جنت کے کھول دیئے جائینگے جس دروازے سے چاہے جنت میں

داخل ہو (بعد مرنیکے) اگر فوراً دو رکعت (نفل) نماز پڑھے کہ اُن میں قرآن پڑھے (جیسے کہ پڑھا کرتے ہیں) اور اسکو جان لے (یعنی غفلت سے نہ پڑھے جس میں پتہ ہی نہ لگے کہ کیا پڑھا کیا نہیں بلکہ حضور قلب سے پڑھے تاکہ معلوم رہے کہ میں کیا پڑھتا ہوں) اور تمام نماز اسیطرح حضورِ قلب سے پڑھے تو وہ نماز سے ایسے حال میں فارغ ہوگا کہ گناہوں سے پاک ہوگا۔ مثل اُس دن کے جسدن اُسکو اسکی ماں نے جنا تھا ایس اُس سے کہا جاویگا کہ نئے سرے سے عمل کر (رواہ الحافظ المستغفری وحسنہ کذا فی احیاء السنن) اسوقت تک کے گناہ معاف ہوگئے اور علماء نے گناہ صغیرہ مراد لئے ہیں اور دوبارہ عمل کرنے کیلئے کہنا کیسے معلوم ہوگا سو اسکی یہ صورت ہو کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمادینے سے معلوم ہوگیا اور اسقدر کہدینا مسرت حاصل ہونے اور عمل کرنے کے لئے کافی ہے۔ حدیث میں ہے کہ اُس شخص کا وضو کامل نہیں ہوتا جو مجھ پر درود نہ پڑھے۔ اور دوسری حدیث میں درود پڑھنے کا وقت وضو کے بعد آیا ہے (احیاء السنن)۔

حدیث میں ہے کہ جو مسلمان وضو کرتا ہے پس مُنہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے ہر گناہ دور ہوجاتا ہے جس کی طرف اسکی آنکھوں نے دیکھا تھا پانی کے ساتھ یا یہ فرمایا کہ آخر قطرہ پانی کے ساتھ۔ پھر جب دونوں ہاتھ (کہنیوں تک) دھوتا ہے تو اسکے دونوں ہاتھ کے گناہ دُور ہوجاتے ہیں جنکو ہاتھوں سے کیا تھا پانی کے ساتھ۔ یا یہ فرمایا کہ آخری قطرے پانی کے ساتھ۔ پھر جب دونوں پیر دھوتا ہو تو وہ تمام گناہ دور ہوجاتے ہیں جنکو پیروں سے کیا تھا یہاں تک کہ گناہوں سے صاف ہوجاتا ہے (مسلم) اِن گناہوں سے مراد صغیرہ ہیں جیسا کہ علماء نے فرمایا ہے۔ اور آنکھ کا گناہ جیسے کسی کو بُری نظر سے دیکھنا اور ہاتھ کا گناہ مثلاً کسی کو بُری نیت سے ہاتھ لگانا اور پیروں کا گناہ مثلاً بُری نیت سے کہیں جانا۔ خوب اچھی طرح وضو کیا کرو۔ کسقدر فضیلت و بزرگی وضو کی ہے اسکی قدر کرو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ (یہ بڑے درجہ کے صحابی ہیں اور دس برس تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے ان سے ایک طویل حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اے انس مبالغہ کر غسل میں جنابت سے (یعنی جو حاجت غسل سے کیا جاتا ہے) پس تو بے شک نہانے کی جگہ سے ایسے حال میں نکلے گا کہ کوئی گناہ اور خطا تجھپر کچھ باقی نہ رہیگا۔ (گناہ صغیرہ کی معافی یہاں بھی مراد ہے) میں نے (یہ قول حضرت انس کا ہے) عرض کیا کہ غسل میں مبالغہ کی کیا صورت ہے اے رسول اللہ۔ فرمایا (وہ یہ ہے) کہ تو بالوں کی جڑیں تر کرے اور بدن کو خوب صاف کرے (بدن کو مل کر صاف کرنا مستحب ہے اور اچھی طرح صفائی بغیر ملنے کے نہیں ہوتی۔ اور مبالغہ سے مراد بہت اچھی طرح نہانا ہے جسکی تفسیر اور شرح حضور نے بیان فرمائی) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) اے میرے پیارے بیٹے (شفقت سے یہ لفظ استعمال فرمایا) اگر تو طاقت رکھے ہر وقت وضو سے رہنے کی (تو ایسا کر ہر وقت وضو سے رہنا مستحب ہے) پس جسکو موت اس حالت میں آوے کہ وہ باوضو ہو تو اُسے شہادت (کا ثواب) مرحمت ہوگا (ابو یعلی)

تمام شد

(۱۶۔ صفر ۱۳۳۴ھ یوم چہار شنبہ)

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر اشرف علی عفی عنہ نے اس ضمیمہ حواشی متعلقہ حصہ اول بہشتی زیور کو حرفاً حرفاً خود مؤلف سلمہ اللہ تعالی سے سنا میں سب مضامین سے متفق ہوں۔ اللہ تعالی مؤلف سلمہ اللہ کو جزائے خیر دے اور اس تالیف کو مفتاح خیر بناوے۔ آمین۔ ۱۶۔ صفر ۱۳۳۴ھ